الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

کتاب مستطاب المسمیٰ بہ

خاتمہ

از تصانیف حضرت سلطان العرفاء الکاملین امام الاولیاء الواصلین سید السادات

صدر الدین ابو الفتح ولی الاکبر الصادق

سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز چشتی

قدس اللہ سرہ العزیز

(بہ تصحیح)

حافظ مولوی سید عطا حسین صاحب ام۔ اے۔ سی۔ ای

ناظم تعمیرات وظیفہ یاب سرکار آصفیہ

کتاب کے ملنے کا پتہ:۔ بتوسط مولوی سید عطا حسین صاحب۔ محلہ لنگر پلی۔ حیدرآباد دکن

قیمت کتاب دو (عـ) روپیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ الحمد للہ الودود الکریم العزیز الحکیم التوب الرحیم الذی خلق الانسان لعبادته وانعم علی اولیائہ بمحبته ومعرفته وقربه ومشاهدته والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین سیدنا محمد وآلہ الطیبین الطاھرین واصحابہ الاکرمین المھدیین

۲۔ یہ کتاب جو خاتمہ کے نام سے موسوم و مشہور ہے حضرت سلطان العرفاء الکاملین امام الاولیاء الواصلین سید السادات مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہٗ العزیز کی تصانیف میں ممتاز درجہ کی تصنیف ہے۔ حضرت مخدوم امام زید شہید بن امام ہمام سیدنا زین العابدین علیہما السلام کی اولاد میں ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب اور سلسلہ طریقت دونوں بائیسویں واسطے سے حضرت سرور کائنات مفخر موجودات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ ان کا نام محمد کنیت ابوالفتح اور لقب صدر الدین ولی الاکبر الصادق ہے۔ دکن میں وہ عام طور پر خواجہ بندہ نواز کے لقب سے مشہور ہیں۔ اس زمانہ تک سادات سر کے بال بڑھایا کرتے تھے چونکہ حضرت مخدوم کی کاکلیں نہایت

طویل تھیں اس لئے اونھیں گیسو دراز بھی کہتے آئے ہیں اور یہ لفظ اُن کے نام کا جزو ہوگیا ہے۔ اس طرح القاب اور کنیت کے ساتھ حضرت مخدوم کا پورا نام سیّد صدرالدین ولی الاکبر الصادق ابوالفتح محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز ہے۔ اون کے والد ماجد کا نام سیّد یوسف حسینی عرف سیّد راجا تھا اور اُن کا تخلص بھی راجا تھا۔ حضرت مخدوم کی والدہ ماجدہ بھی سیدہ تھیں اور بی بی رانی نام تھا۔ حضرت سید یوسف حسینی قدس سرہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین محمد اولیا بداونی کے مرید تھے اور اون کے خلیفہ خاص خواجہ نصیر الدین محمود اودھی چراغ دہلی کے بھی فیض یافتہ تھے۔

۳ - حضرت مخدوم ۴ رجب ۷۲۱ھ کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ حضرت سلطان المشائخ اُس وقت مسند ارشاد پر متمکن تھے (اُن کی رحلت ۱۷ ربیع الثانی ۷۲۵ھ کو ہوی اور مادہ تاریخ رحلت "شہنشاہ دین" ہے) ۷۲۶ھ میں سلطان محمد تغلق نے تمام باشندگان دہلی کو دولت آباد (دکن) جانے کا حکم دیا۔ حضرت سید یوسف حسینی چشتی قدس سرہ اپنے اہل و عیال کو ہمراہ لیکر ۲۰ رمضان المبارک ۷۲۸ھ کو دہلی سے روانہ ہوئے اور چار مہینے کے سفر کے بعد ۱۷ محرم ۷۲۹ھ کو دولت آباد پہنچے اور قلعہ دولت آباد کے شمالی جانب بالاے کوہ اُس مقام پر جو اب روضہ خلد آباد کے نام سے مشہور ہے سکونت پذیر ہوے اور حضرت سلطان المشائخ کے سب مریدوں اور خلفا نے بھی جو اُس

زمانہ میں سلطان محمد تغلق کے جبر سے دولت آباد آئے (مثلاً حضرت برہان الدین غریب اور خواجہ امیر حسن علاء السجزی دہلوی شاعر) اسی مقام کو پسند کیا اور یہیں سکونت اختیار کی۔ حضرت سید یوسف حسینی نے ۵ر شوال المکرم ۷۳۱ھ کو یہاں انتقال کیا اور اپنے مکان کی دہلیز کے بیرونی صحن میں دفن ہوے۔ اون کا مزار اب بھی مرجع خلایق ہے۔ والد کے انتقال کے وقت حضرت مخدوم کی عمر دس سال تین مہینے اور ایک روز کی تھی۔

۴۔ روضہ خلد آباد میں قیام کے زمانہ تک حضرت مخدوم اپنے والد ماجد کے اور اون کے بعد اپنے نانا کے (وہ بھی حضرت سلطان المشایخ سے مرید تھے) اور بعض دوسرے اوستادوں کے زیر تعلیم و تربیت رہے۔ قرآن شریف حفظ کیا اور اس وقت کے نصاب کے مطابق صرف و نحو اور فقہ اور اصول فقہ کی کتابیں پڑھیں۔ والد اور نانا سے حضرت سلطان المشایخ اور خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے فضایل اور کمالات ظاہری و باطنی کی باتیں سنا کرتے تھے۔ سنتے سنتے اونھیں حضرت چراغ دہلی کی ذات پاک کیساتھ غائبانہ عشق پیدا ہو گیا تھا بہت چاہتے تھے کہ اون کی خدمت میں حاضر ہوں لیکن کم عمری اور دہلی کا بعد مسافت مانع تھا۔ اتفاقاً حضرت مخدوم کی والدہ ماجدہ کو اپنے بھائی ملک الامرا سید ابراہیم مستوفی سے جو بادشاہ کی جانب سے صوبہ دولت آباد کے صوبہ دار (گورنر) تھے

رنجش ہوگئی۔ وہ اس قدر برخاستہ خاطر ہوئیں کہ اپنے دونوں بیٹوں (یعنی حضرت مخدوم اور اُن کے بڑے بھائی حضرت سید حسین عرف سید چندن حسینی) کو ہمراہ لیکر دہلی روانہ ہوگئیں اور یہ مختصر قافلہ ۲۰ رجب ۷۳۶ھ کو دہلی پہنچا۔ حضرت مخدوم کی عمر اُس روز پورے پندرہ سال کی ہوئی تھی۔ اونکا دل حضرت خواجہ نصیرالدین چراغ دہلی کی محبت سے لبریز تھا اور ان کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بے چین تھے۔ جمعہ کا دن آیا۔ سلطان قطب الدین کی جامع مسجد میں نماز جمعہ کے لئے گئے۔ حضرت چراغ دہلی بھی وہاں تشریف لائے۔ حضرت مخدوم اونھیں دیکھتے ہی وارفتہ ہوگئے اور اپنے بھائی سید چندن حسینی کو ہمراہ لیکر ۲۱ رجب ۷۳۶ھ کو حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بھائی کیساتھ مرید ہوگئے۔ اُس وقت سلطان محمد تغلق تخت سلطنت پر متمکن تھا اُس کی رحلت ۲۱ محرم ۷۵۲ھ کو ہوئی۔

۵۔ مرید ہوتے ہی حضرت مخدوم ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول ہوئے لیکن سلسلہ درس کو بھی جاری رکھا۔ مولانا شرف الدین کیتلی اور مولانا تاج الدین بہادر اور قاضی عبدالمقتدر بن قاضی رکن الدین الشریحی الکندی (قاضی عبدالمقتدر حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلی کے مرید اور خلیفہ تھے) اور بعض دوسرے اساتذہ سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اثنائے تعلیم میں دو ایک بار غلبہ حال سے مجبور ہوکر پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ بقدر ضرورت میں نے پڑھ لیا ہے اب اگر

حکم ہو تو سلسلہ درس کو چھوڑ کر تمامتر اشغال باطنی میں مشغول ہو جاوں لیکن انھوں نے اس کی اجازت نہیں دی اور فرمایا کہ سلسلہ درس کو تمام کرو کہ "مارا با تو کارہا است"۔

۶۔ انیس[۱۹] سال کی عمر میں حضرت مخدوم تمام علوم کی تحصیل سے فارغ ہوے اور اب تمامتر ریاضت و مجاہدہ اور اشغال باطنیہ میں مصروف ہو گئے جس قدر مجاہدہ اور ریاضت شاقہ انھوں نے کی اور کونین کو پس پشت ڈالکر جس طرح وہ ہمہ تن متوجہ الی اللہ ہوے اوس کے بیان کرنے کا نہ یہ موقع ہے اور نہ اس مختصر مقالہ میں اس کی گنجایش ہے۔ جب تک خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی علیہ الرحمہ دنیا میں رہے حضرت مخدوم اون کی خدمت میں حاضر رہے اور اُن کے فیض تربیت سے مستفید ہوتے رہے۔ ۱۸ رمضان المبارک ۷۵۷ھ کو حضرت خواجہ چراغ دہلی رہگرای عالم جاودانی ہوے۔ حضرت مخدوم نے اُن کی نعش مبارک کو غسل دیا اور کفن پہنایا اور دفن کیا۔ رحلت سے چند روز پیشتر پیر نے حضرت مخدوم کو خلافت دیکر اپنا جانشین کر دیا تھا اُنکی رحلت کے چند روز بعد وہ سجادۂ ارشاد پر متمکن ہوے۔ حضرت مخدوم کی عمر اُس وقت چھتیس سال سے کچھ زیادہ تھی جب وہ چالیس کے ہوے والدہ ماجدہ کے اصرار پر سید احمد بن حضرت مولانا سید جمال الدین مغربی رحمتہ اللہ علیہما کی صاحبزادی سے نکاح کیا۔ مولانا جمال الدین مغربی نہایت بلند پایہ محدث اور فقیہ تھے اور حضرت مخدوم کے دادا خسر تھے۔

باوجود اس کے وہ حضرت مخدوم سے مرید ہوئے۔ حضرت مخدوم نے اپنی بعض تصانیف میں احیاناً انکا ذکر کیا ہے اور چونکہ وہ ان کے مرید تھے اونھیں لفظ "برادرم" سے یاد فرمایا ہے۔ بیجاپور کے نہایت مشہور اور صاحب سلسلہ بزرگ حضرت میرانجی شمس العشاق قدس سرہٗ کے پیر حضرت کمال الدین واصد الاسرار بیابانی حضرت سید جمال الدین مغربی کے مرید اور خلیفہ تھے۔

۷ سنہ ۸۰۰ھ تک حضرت مخدوم دہلی میں سجادہ ارشاد پر متمکن رہکر خلق خدا کی ہدایت میں مصروف رہے۔ اُس سال امیر تیمور نے ہندستان کا رخ کیا اور محرم سنہ ۸۰۱ھ میں اٹک پہنچکر دہلی کی جانب بڑھا۔ اس شہر کی تباہی اور بربادی اور باشندوں کے قتل عام کا منظر حضرت مخدوم کے چشم بصیرت کے سامنے پھر گیا۔ اونھوں نے دہلی سے ہجرت کرنا واجب خیال کیا اور شہر کے سادات و علما اور عامہ خلائق کو آنے والی بلا سے متنبہ کیا اور دہلی سے چلے جانے کا مشورہ دیا۔ ۷ ربیع الثانی سنہ ۸۰۱ھ کو وہ دہلی سے روانہ ہوگئے۔ اس کے بعد تیمور دہلی پہنچا اور شہر پر حملہ کیا۔ خاندان تغلق کے آخر بادشاہ سلطان ناصرالدین محمود نے ۵ جمادی الاول سنہ ۸۰۱ھ کو شہر سے باہر نکل کر امیر تیمور سے مقابلہ کیا۔ اس کو شکست ہوئی اور تیموری لشکر شہر میں داخل ہوگیا۔ دہلی پر جس قدر تباہی آئی اور باشندوں کی جس قدر خونریزی ہوئی وہ تاریخوں میں مذکور ہے۔

۸ - محمد علیؒ سامانی حضرت مخدوم کے ایک خاص مرید تھے۔ اُنکے ہمراہ وہ بھی دہلی سے نکلے تمام سفر میں اُن کے ہمراہ رہے اور اُن کے ہمراہ گلبرگہ آئے اور یہاں بھی پیر کی خدمت میں اُنکی رحلت کے وقت تک حاضر رہے۔ ان کی رحلت کے بعد ان کے حالات میں ایک کتاب مسمی بہ سیر محمدی لکھنی شروع کی جس کی تکمیل محرم ۸۳۱ھ میں ہوئی۔ حضرت مخدوم کے حالات میں یہ کتاب سب تذکروں سے مقدم اور سب سے زیادہ مستند ہے۔ مصنف نے دہلی سے گلبرگہ تک تمام سفر کے حالات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس سے اقتباس کرکے راقم اس سفر کے حالات کو نہایت اختصار کے ساتھ لکھتا ہے۔

۹ - اس سفر کے متعلق محمد علی سامانی لکھتے ہیں "

"درآنکہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ در دہلی بودند دو سہ سال پیش از حادثۂ مغل بر ہمہ میگفتند دریں مقام بلانا مزد شدہ است ایں مقام خراب خواہد شد تا آنکہ میتوانید بیروں آئید اما میدانم بیروں آمدن نخواہید توانست ہمچناں شد کہ فرمودہ بودند۔ گاہے یارے برائے پابوس رفتہ بود فرمودند درکدام راہ آمدی گفت میاں بازار کماں فرمودند ایں بازار کماں ایں چنیں شود کہ اینجا شیراں بمانند آخر بعد حادثۂ مغل آنجا شیرے آمدہ ماندہ بود"

۱۰ - ۷ ربیع الثانی ۸۰۱ھ کو حضرت مخدوم اپنے اہل و عیال

اور متعلقین کو ہمراہ لیکر دروازہ بہیلسہ سے دہلی سے روانہ ہوئے
بہادر پور پہنچکر ۱۸ ربیع الثانی کو حضرت مولانا علاء الدین گوالیری کو
(جو حضرت مخدوم کے مرید تھے) خط لکھا اور اپنے سفر کی اطلاع دی۔
جب گوالیر کے نزدیک پہنچے مولانا علاء الدین نے تمام علما اور عابد کے
ہمراہ پیشتر آکر اون کا استقبال کیا اور گوالیر لیجا کر اپنے مکان میں ٹھہرایا۔
حضرت مخدوم گوالیر میں ۲۲ ربیع الثانی کو داخل ہوئے یہاں چند روز
قیام فرمایا اور مولانا علاء الدین کو خلافت دیکر (حضرت مخدوم نے
اس وقت تک کسی کو خلافت نہیں دی تھی) ۱۷ جمادی الثانی کو
گوالیر سے روانہ ہوئے۔ بہاندیر اور ایرچہ ہوتے ہوئے چندیری
پہنچے۔ یہاں تھوڑے دنوں قیام فرمایا اور یہاں سے کوچ کر کے
شب عید الفطر سنہ ۸۰۱ھ کو بڑودہ پہنچے۔ شوال کا مہینا یہاں ختم کر کے
ذیقعدہ سنہ ۸۰۱ھ میں کھنبایت تشریف لے گئے۔ وہاں چند روز قیام
فرمایا اور بڑودہ واپس آکر سلطان پور ہوتے ہوئے دولت آباد کی
جانب روانہ ہوئے۔ یہاں پہنچکر روضہ خلد آباد میں قیام فرمایا اور
والد ماجد کے مزار کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ سنہ ۸۰۰ھ میں سلطان
فیروز شاہ بہمنی دکن کے تخت سلطنت پر بیٹھ چکا تھا۔ اوسے حضرت
مخدوم کے دولت آباد تشریف لانے کا حال معلوم ہوا عضد الملک
کو جو اس کی جانب سے دولت آباد کے صوبہ کا گورنر تھا لکھا کہ حضرت
مخدوم کے پاس نذر لیجاو اور گلبرگہ تشریف لانے کے لئے التجا کرو۔

حضرت مخدوم قصبہ آلند ہوتے ہوئے جب گلبرگہ کے قریب
پہنچے سلطان فیروز بہمنی نے اپنے تمام اہل خاندان اور امرا اور سادات
و علما اور فوج کے ساتھ پیشوائی کی اور اثنائے راہ میں ملا اور بہت
ادب و احترام کے ساتھ گلبرگہ لایا یہاں تشریف لاکر حضرت مخدوم
چند سال تک قلعہ کے قریب فروکش رہے اس کے بعد اُس جگہ
سکونت پذیر ہوئے جہاں اب اُن کا مزار مبارک ہے۔ اور یہی
مقام پر بروز دوشنبہ درمیان وقت اشراق و چاشت بتاریخ ۱۶ ماہ
ذیقعدہ ۸۲۵ھ رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوئے۔ مولانا بہاء الدین
امام نے غسل دیا اور اسی روز دفن کئے گئے۔ مخدوم دین و دنیا مادہ تاریخ
رحلت ہے۔

۱۱۔ حضرت مخدوم کی رحلت سے ایک ماہ اور گیارہ روز پیشتر
یعنی ۵ ماہ شوال ۸۲۵ھ کو سلطان فیروز بہمنی نے مرض موت کی حالت
میں اپنے چھوٹے بھائی سلطان احمد کو تخت نشین کیا اور دس روز کے
بعد یعنی ۱۵ ماہ شوال ۸۲۵ھ کو رہگرائے عالم آخرت ہوا۔ سلطان احمد
بہمنی کو حضرت مخدوم سے بے حد عقیدت تھی۔ اون کے مزار مبارک پر
نہایت عالیشان گنبد تعمیر کرایا اور گنبد اور دیواروں کے اندرونی
حصہ کو فرش سے اوپر تک مختلف قسم کے رنگوں اور طلائی نقش و نگار
سے آراستہ کیا اور دیواروں پر طلائی حروف میں قرآن پاک کی
چند آیتیں اور چہل اسما کو لکھوایا۔ یہ نقش و نگار آج بھی قائم ہیں اس

کلانی اور بلندی کا گنبد ہندوستان میں کسی بزرگ کے مزار پر تعمیر نہیں ہوا۔

۱۲۔ محمد علی سامانی نے سیر محمدی میں حضرت مخدوم کے گلبرگہ تشریف لانیکی تاریخ نہیں لکھی ہے۔ فرشتہ نے اپنی تاریخ میں اول کی تشریف آوری کا سال ۸۱۵ھ لکھا ہے لیکن یہ غلط ہے اس لئے کہ تمام تذکروں میں بہ اتفاق مذکور ہے کہ حضرت علاء الدین گوالیری گوالیر سے ۸۰۶ھ میں گلبرگہ آئے اور بہت دنوں تک حضرت مخدوم کی خدمت میں رہے۔ اس کے علاوہ محمد علی سامانی کے بیان کے مطابق حضرت مخدوم کا پورا سفر دہلی سے کھمبایت اور وہاں سے گلبرگہ تک جلد جلد طے کیا گیا اور تقریباً ایک سال کی یا اس سے کسی قدر زیادہ مدت میں ختم ہوا۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمام قراین سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مخدوم اوایل ۸۰۳ھ یا اس سے کچھ پہلے گلبرگہ تشریف لائے۔

۱۳۔ حضرت مخدوم کو دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ بڑے فرزند حضرت مخدوم سید حسین المعروف بہ سید محمد اکبر حسینی تھے۔ ان کے کمالات ظاہری و باطنی کے متعلق خود ان کے والد بزرگوار نے اپنی عظیم القدر تصنیف خطایر القدس میں لکھا ہے

دو فرزند کہ مولود از من است و موجود از صلب من ست
مسترشدے طالبے بیشتر نمی گویم ازیں سخن پدرم گمان نبرد
کہ رعایتے و نفا بتے دارد۔ و اگر نہ گویم کہ دانشمندے
کہ در و ملیز اجتہاد قدمے استوار نہادہ است و در

حقایق و معارف بدان مرتبہ باشد کہ در دقایق این کار و حقایق مردان کبار کم نباشد و ہرچہ گوید و شنود و دوانداز مشاہدہ و معاینہ او باشد اگر او مرا پسر نبودے من ابریق کشی او میکردم۔ نیک نفسے صاف و لے پاک چشمے کاملے راشدے مرشدے"

اواخر ۸۱۱ھ میں حضرت مخدوم نے ان کو خلافت دی اور سجادہ پر بٹھایا لیکن تقریباً سات ہی ماہ بعد بروز چہارشنبہ پانزدہم ماہ ربیع الآخر ۸۱۲ھ اون کی رحلت ہوی۔ حضرت مخدوم نے انھیں اپنے ہاتھوں سے غسل دیا۔ انکا مزار مبارک حضرت مخدوم کے مزار کے پائین میں علیحدہ گنبد میں ہے۔ اسی گنبد میں انکی والدہ ماجدہ بھی مدفون ہیں۔

۱۴۔ حضرت مخدوم کے دوسرے فرزند سید یوسف المعروف بہ سید اصغر حسینی تھے والد نے انکو اپنے آخر عمر میں خلافت دی۔ انکی رحلت کے بعد چند سال تک سجادہ ارشاد پر متمکن رہے۔ انتقال کے بعد والد کی گنبد میں ان کے مزار کے پائیں دفن ہوئے۔ اپنے بڑے بھائی کی طرح یہ بھی نہایت باکمال بزرگ تھے۔ کبھی کبھی ان پر جذب کی کیفیت غالب ہو جایا کرتی تھی۔

۱۵۔ حضرت مخدوم پندرہ سال کی عمر میں مرید ہوئے۔ عشق و محبت الٰہی اور خدا طلبی اور خدارسی کا مادہ جس کو مبدء فیاض نے بدو فطرت سے ان کی ذات میں ودیعت رکھا تھا اور مراتب کمال باطنی کے

انتہائی ترقی کا جوہر گرانمایہ جس کو قسام ازل نے ان کے لئے مہیا کر رکھا تھا اُن سب کو ان کی پیر کی جوہر شناس نظر نے مرید کرتے ہی وقت دیکھ لیا تھا اور اسی وقت سے اونھوں نے حضرت مخدوم کی باطنی تعلیم و تربیت شروع کر دی تھی۔ مادہ نہایت قابل تھا اس تعلیم کا اثر اُن پر بہت جلد ظاہر ہونا شروع ہوا اور ان پر مکاشفات اور تجلیات کی بارش ہونے لگی۔ جو واردات اُن پر گذرتی تھیں اور جو تجلیات اُن پر ہوتی تھیں اُن کو وہ پیر کی خدمت میں عرض کر دیا کرتے تھے۔ محمد علی سامانی لکھتے ہیں کہ اُن کو سنکر کبھی کبھی

"حضرت شیخ رضی اللہ عنہ می فرمودند کہ بعد ہفتاد سال کودکے مرا از سر شورانیدہ است و واقعات سابق مرا یاد دہانیدہ"

چھتیس سال کی عمر میں وہ درجہ کمال کو پہنچ گئے تھے یہاں تک کہ رحلت سے کچھ دنوں پہلے ان کے پیر حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی نے اون کو خلافت دیکر اپنا جانشین کر دیا تھا محمد علی سامانی لکھتے ہیں:۔

"ازاں روز باز کار حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ عالی شد و میان طائفہ ایشان شہرت گرفت تا بحدیکہ صوفیان کامل بیک زبان می گفتند کہ ایں مرد را ہم در جوانی مقام پیران واصل و مقتدایان کامل حاصل شد۔"

۱۶۔ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کی جلالت شان کا

اندازہ کرنا محال ہے۔ اون کے زمانہ کے اکابر اولیا اون کے فیض سے مستفید ہوے اور اُن کے علومرتب کی شہادت دی ۔ مثال کے طور پر حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کا ذکر کر دینا کافی ہے۔ یہ بزرگ ہندوستان کے نہایت کامل مکمل اولیائے کبار میں ہیں اوایل عمر میں سمنان کی حکومت چھوڑ کر درویشی اختیار کی اطراف واکناف عالم میں سفر کیا اور اس زمانہ کے صدہا اولیا سے ملکر اون کے فیض صحبت سے مستفید ہوے۔ پھر ہندوستان آئے اور حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری سے ٹھٹہ میں ملے اور اُن کی صحبت میں رہکر اُن سے فیوض حاصل کئے۔ اوس کے بعد دہلی آے اور دہلی سے بہار آے۔ اسی روز حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین احمد یحیی منیری بہاری کی رحلت ہوی تھی۔ اُن کی وصیت کے مطابق حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اون کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ چند روز قیام کے بعد بنگالہ کی جانب روانہ ہوے اور وہاں پہنچکر حضرت علاء الدین بنگالی (جو حضرت اخی سراج قدس سرہٗ خلیفہ حضرت نظام الدین اولیا کے خلیفہ تھے) کے خدمت میں حاضر ہوے اور مرید ہوے۔ چند سال تک اُن کے زیر تربیت رہکر خلافت حاصل کی اور جونپور آے اور قصبہ کچھوچھہ میں سکونت اختیار کی۔ سلطان ابراہیم شرقی جیسا بادشاہ اور ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی جیسا عالم متبحر اون سے مرید ہوے۔ ایسے بلند پایہ محدث اور فقیہ تمام کمالات باطنیہ کی تکمیل کر لینے اور

سجادہ ارشاد پر متمکن ہونے کے بعد کچھوچھہ سے نہ صرف ایک بلکہ دوبار اس قدر دور و دراز راہ طے کر کے گلبرگہ آئے اور ایک مدت تک حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہٗ کی خدمت میں رہکر اُن کے فیضان ظاہری و باطنی سے مستفید ہوئے۔ نظام حاجی غریب یمنی حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کے نہایت برگزیدہ اور مقبول مرید اور خلیفہ تھے۔ یمن میں اُون سے ملے اور اسی وقت سے ان کی رفاقت اختیار کی اور اُن کے آخر عمر تک ہمراہ رہے۔ انھوں نے پیر کے ملفوظات کو جمع کیا ہے جو **لطائف اشرفی** کے نام سے مشہور ہے۔ اس کتاب میں حضرت مخدوم سید محمد گیسو دراز علیہ الرحمہ کے متعلق اپنے پیر کی زبان سے سنکر لکھا ہے۔

"حضرت قدوۃ الکبرا (یعنی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی) میفرمودند کہ چوں بشرف ملازمت حضرت میر سید محمد گیسودراز مشرف شدم آں مقدار حقایق و معارف کہ از خدمت وے بحصول پیوست از ہیچ مشائخ دیگر نبود سبحان اللہ چہ جذبہ قوی داشتہ اند"

اس کے بعد نظام حاجی غریب یمنی لکھتے ہیں:۔

"مدتے در ولایت دکن بقصبہ گلبرگہ اتفاق نزول افتاد و دو مرتبہ دراں دیار گذر رایات علائی شد،،

۱۷۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اخبار الاخیار میں

حضرت مخدوم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں :-

سید محمد بن یوسف الحسینی الدہلوی خلیفہ راستین شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی است جامع است میان سیادت وعلم وولایت شانے رفیع ورتبتے منیع وکلام عالی دارد اورا درمیان مشائخ چشت طریقے مخصوص است۔

۱۸۔ مختصر یہ ہے کہ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز متقدمین کبرائے طریقت کے ہم پلہ اور وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ کی ممتاز ترین وبرگزیدہ ترین جماعت کے فرد فرید ہیں۔ ان کے بعد ایسے جامع کمالات ظاہری وباطنی اور ایسے عالی مرتبت اولیا معدودے چند ہی پیدا ہوئے۔ علوم ظاہری میں بھی وہ نہایت بلند درجہ رکھتے تھے انکی تصانیف کے مطالعہ سے اون کے وفور علم وتحقیق کا کچھ اندازہ ہوسکتا ہے۔ تفسیر میں حدیث واصول حدیث ورجال میں فقہ اور اصول فقہ میں کلام اور بلاغت ومعانی میں ادب اور شعر میں وہ بڑے بڑے ایمہ کے ہمسر معلوم ہوتے ہیں۔ لوگوں میں عام خیال ہے کہ اوس زمانہ میں ہندوستان میں علم حدیث بہت محدود تھا اور حدیث دانی کا دار ومدار صرف مشارق الانوار اور مصابیح پر تھا لیکن حضرت مخدوم کی تصانیف سے نہ صرف نفس حدیث میں بلکہ رجال اور اصول حدیث میں بھی ان کے وفور علم اور وسعت نظر کو دیکھکر حیرت ہوتی ہے۔ معانی حدیث میں جیسی ان کی نظر باریک ہے اس کی نظیر بہت کم نظر آتی ہے۔ ان کا

حافظہ بھی عجیب و غریب تھا۔ اُن کے سب تذکرہ نویسوں نے بالاتفاق لکھا ہے کہ حضرت مخدوم کو زمانۂ فطام کی باتیں یاد تھیں۔

۱۹۔ چشتیہ طریقے کے بزرگوں میں حضرت سید التابعین خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی علیہ الرحمۃ تک کسی نے تصنیف و تالیف کی جانب توجہ نہیں کی حالانکہ ان میں سے ہر بزرگ علوم ظاہری میں بھی محققین اور مجتہدین کا درجہ رکھتے تھے۔ اس سلسلہ میں مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز ہی پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے اس جانب توجہ کی اور بڑی بڑی کتابیں اور چھوٹے چھوٹے رسایل بکثرت تصنیف کئے۔ دکن میں عام طور پر مشہور یہ ہے کہ اُن کی عمر ایکسو پانچ (۱۰۵) سال کی تھی اور ان کی تصانیف کی تعداد بھی ایکسو پانچ (۱۰۵) ہے۔ حضرت مخدوم نے فرمایا ہے:-

"ہر کس کہ در آں حضرت سلوک کرد بہ چیزے مخصوص شد
ما بہ سخن مخصوصیم خدائے ما را دولت بیان اسرار خویش داد
ہر چند کہ میخواہم کہ نظر من از سخن خویش ساقط شود نشد البتہ
مرا نظر بر سخن خود باشد و از سبب این معنی نیک اندوہگیں
باشم چرا باشد کہ نظر ازیں ساقط نشود"

حضرت مخدوم کی تصانیف میں جو زیادہ مشہور ہیں اُن کے نام لکھے جاتے ہیں:- ملتقط تفسیر قرآن۔ اول پانچ پارہ کی دوسری تفسیر کشاف کے طرز پر۔ شرح مشارق الانوار۔ معارف شرح عوارف

درعربی (یہ نہایت مبسوط شرح ہے) ۔ ترجمہ عوارف فارسی (یہ بھی عوارف کی فارسی شرح ہے لیکن ترجمہ عوارف کے نام سے مشہور ہے اور معارف کی بہ نسبت مختصر ہے) شرح تعرف شرح آداب المریدین درعربی ۔ شرح آداب المریدین در فارسی (اس کا ذکر آئندہ کیا جائیگا) خاتمہ ۔ شرح فصوص الحکم ۔ شرح تمہیدات عین القضات ہمدانی ۔ شرح رسالہ قشیریہ ۔ خطایر القدس معروف بہ رسالہ عشقیہ ۔ اسمار الاسرار حدایق الانس ۔ استقامت الشریعت بطریق الحقیقت ۔ حواشی قوت القلوب ۔ شرح فقہ اکبر درعربی ۔ شرح فقہ اکبر در فارسی ۔ رسالہ وجود العاشقین ۔ رسالہ در رویت باری تعالی و در کرامات اولیا رسالہ دربیان حدیث رایت ربی فی احسن صورت ۔ شرح الہامات حضرت غوث الاعظم غوث الثقلین سید عبدالقادر الجیلانی ۔ رسالہ در ذکر ۔ رسالہ در مراقبہ ۔ رسالہ دل آرام ۔ رسالہ ضرب الامثال ۔

۲۰ ۔ حضرت مخدوم کی ایک خصوصیت جو اُن کے تذکرہ نویسوں نے لکھی ہے یہ تھی کہ تصانیف کو وہ خود اپنے ہاتھ سے کبھی نہیں لکھتے تھے بلکہ کاتب (مستملی) سے لکھوایا کرتے تھے اور کسی کتاب کو لکھوا لینے کے بعد اس کی نظر ثانی کبھی نہیں کی اور کبھی دوبارہ پڑھواکر نہیں سنا جو کچھ ایک بار لکھوا لیتے تھے وہی قائم رہ جاتا تھا ۔

۲۱ ۔ حضرت مخدوم کے مکتوبات کا ایک مجموعہ بھی ہے جس کو ان کی رحلت کے بعد انکے ایک مرید نے جمع کیا ۔ انکے ملفوظات کا

بھی ایک مجموعہ مسمی بہ جوامع الکلم ہے یہ ایک بے نظیر اور
نہایت مشہور کتاب ہے۔ حضرت مخدوم کے ایک صاحب کمال
مرید کہ اونکا نام بھی محمد تھا دوشنبہ ۱۸ رجب ۸۰۲ھ سے پنجشنبہ
۲۲ ربیع الثانی ۸۰۳ھ تک کے ملفوظات کو جمع کیا ہے۔ محمد علی
سامانی کی کتاب سیر محمدی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ملفوظ کے
علاوہ ملفوظات کے تین مجموعے اور بھی جمع کئے گئے تھے دو کو
حضرت مخدوم کے بڑے فرزند سید محمد اکبر حسینی قدس سرہ نے
جمع کیا تھا ایک دہلی میں اور دوسرے کو سفر گجرات کے زمانہ
میں تیسرا مجموعہ حضرت مخدوم کے مرید قاضی علم الدین بہرچی
نے گلبرگہ میں ۸۱۱ھ کے بعد جمع کیا

۲۲۔ حضرت مخدوم کبھی کبھی بے ساختہ غزل اور رباعیاں بھی
کہہ دیتے تھے انکی رحلت کے بعد اون کے نبیرہ حضرت سید ید اللہ
عرف سید قبول اللہ حسینی قدس سرہ کی فرمایش پر اُن کے ایک مرید
نے غزلوں اور رباعیات کو جمع کر کے دیوان مرتب کیا جو حجم میں
تقریباً خواجہ حافظ شیرازی کے دیوان کے برابر ہے۔

۲۳۔ شیخ الطریقہ حضرت ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر
سہروردی علیہ الرحمہ کے تصانیف میں ایک کتاب عربی زبان
میں مسمی بہ آداب المریدین ہے یہ اپنے موضوع کی غالباً
پہلی کتاب ہے جو اسلام میں تصنیف ہوی۔ یہ نہایت مستند اور

بکار آمد کتاب ہے۔ اس کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ مصنف علیہ الرحمہ
نے اس میں جو کچھ لکھا ہے ہر ہر مضمون کے متعلق کلام اللہ شریف
کی آیت یا حدیث صحیح اور بہت جگہ دونوں کو بطور سند نقل کر دیا ہے
جس پایہ کے مصنف تھے کتاب بھی اسی پایہ کی ہے۔ انھوں نے
اس میں مختصر مگر جامع طور پر یہ بتایا ہے کہ مرید کو جب وہ طلبِ حق
میں قدم رکھے عبادت اور معاملات میں کن کن آداب کا پابند
ہونا چاہئے۔ اس کتاب کی ایک شرح حضرت مخدوم الملک
شرف الدین احمد یحییٰ مَنیری بہاری قدس اللہ سرہٗ نے لکھی۔ اسکے
نسخے بہت ہی کمیاب ہیں اور صرف پٹنہ اور گیا کے اضلاع میں
دو چار جگہ موجود ہیں۔ دوسری شرح حضرت مخدوم سید محمد گیسو دراز
علیہ الرحمہ کی ہے۔ اونھوں نے اس کی شرح چند بار لکھی۔ آخر
مرتبہ جو شرح ۸۰۱ھ میں لکھی گئی اوس کا ایک نسخہ کلکتہ کے رائل
ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ میں ہے اور راقم کا خیال ہے
کہ ہندوستان میں غالباً اب صرف یہ ہی ایک نسخہ باقی ہے۔
اس کے دیباچہ میں حضرت مخدوم قدس سرہ نے لکھا ہے :—

اما بعد محمد یوسف الملقب بہ گیسو دراز دو سہ بار
این کتاب (آداب المریدین) را ترجمہ کردہ است ہم
بہ تطویل و ہم بہ ایجاز۔ برائے ہر کہ کردہ ام او آنرا بدل و
جاں گرفت و ضنّتے و غیرتے درین باب کرد کہ بکسے ندا د

این چہارم کرت باشد کہ این کتاب جدید القدر و عظیم الخطر را ہم بفارسی کردم و ہم شرح عربی نبشتم۔ زمانہ آخر است تاریخ ہجرت ہشتصد و سیزدہ رسید۔۔۔۔۔۔۔"

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مخدوم کی جو شرح اب موجود ہے اس سے پیشتر لوگوں کی درخواست پر آداب المریدین کی شرح یا ترجمہ وہ تین بار لکھ چکے تھے اور ہر بار اُس شخص نے جسکی درخواست پر انھوں نے شرح لکھی اوسے بالکل غایب کر دیا اور وہ سب شرحیں حضرت مخدوم کے زمانہ ہی میں معدوم ہو گئیں۔ چوتھی مرتبہ اونھوں نے ایک شرح (یا ترجمہ) فارسی میں اور ایک عربی میں لکھی۔ عربی شرح بھی اب بالکل ناپید ہے راقم کو بے حد جستجو پر بھی اس کا پتہ نہیں ملا۔ فارسی شرح کا ایک نسخہ غالباً لندن کے برٹش میوزیم میں ہے اور ایک کلکتہ کے رائل ایشیاٹک سوسائٹی میں ہے اور ہندوستان میں غالباً یہی نسخہ اب موجود ہے

۴۔ آداب المریدین گو جامع کتاب ہے لیکن مختصر ہے۔ حضرت مخدوم حکیم الامت تھے اور اپنے زمانہ کے حالات و رجحانات اور کمزوریوں سے واقف تھے۔ انھوں نے محسوس کیا کہ آداب المریدین کے موضوع پر ایک مبسوط اور مکمل کتاب کی ضرورت ہے جو وضاحت اور شرح و بسط کے ساتھ اُس وقت کے روزمرہ کے مطابق نہایت صاف اور سلیس زبان میں

لکھی جائے اور عبادات و معاملات کے آداب کے ہر جزئیات پر حاوی ہو۔ اس لئے آداب المریدین کی ان پہلی تین شرحوں (جنھیں حضرت مخدوم ۸۱۳ھ کی آخر شرح سے پہلے لکھ چکے تھے) میں سے ایک کے سلسلہ میں خاتمہ کو تصنیف کیا۔ مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ان تین شرحوں میں سے کس شرح کے سلسلہ میں یہ کتاب خاتمہ تصنیف کی گئی۔ لیکن جیسا کہ خود حضرت علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے انھوں نے اس کو ۸۰۷ھ میں تصنیف کیا (خاتمہ صفحہ ۱۱۳ فقرہ ۴ ۱۹) یہ کتاب چونکہ آداب المریدین کی شرح کے سلسلہ میں بطور اس کے تکملہ یا ضمیمہ کے لکھی گئی تھی اس لئے مصنف نے سلسلہ کو قایم رکھا اور اس کتاب کے آغاز میں حمد و نعت کے تحریر کی ضرورت محسوس نہیں فرمائی اور نام بھی خاتمہ ترجمہ آداب المریدین یا مختصراً خاتمہ رکھا۔ ۸۱۳ھ میں حضرت مخدوم نے آداب المریدین کی جو آخر مرتبہ شرح لکھی اس کے آخر میں انھوں نے خاتمہ کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں:۔

محمد حسینی میگوید تجاوز اللہ عن سیأتہ و غفر اللہ لہ زلاتہ
خاتمہ کتاب خزاین کہ شیخ فرمودہ نوشتہ ام
و دراں باب از جہت خویش اقصی الغایات کردہ ام
بعضے از آنہا است کہ بہ اصحابے کہ صحبت داشتم

از یاران خدمت شیخ نظام الدین و یاران خواجہ خود و صوفیان
دیگر و آنچہ در کتب دیگر مسطور است اگر ترا مطلوب باشد
کہ ورلے ایں آداب بدانی دراں خاتمہ نظر کن الحمد للّٰہ
علی کل حال و الصلوٰۃ علی رسولہ بالغدو والآصال"

یہ کتاب خاتمہ صوفیوں اور ارباب بصیرت میں نہایت مقبول
ہوی بہت سے اکابر نے اس کو مدت العمر اپنے مطالعہ میں رکھا اور
اس دستور العمل پر کاربند رہے۔

۲۵۔ **تصوف** علم اور عمل کا مجموعہ ہے۔ اداب المریدین
میں حضرت شیخ الطریقہ ابو النجیب سہروردی قدس اللہ سرہ نے اور
ترجمہ اداب المریدین حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ نے جو وضاحت کی ہے
اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔ پیروان مذہب حقہ اہل سنت وجماعت
تین جماعتوں پر مشتمل ہیں۔ جماعت اول محدثین کی ہے:۔

"و ایں اصحاب حدیث بمنزلہ پناہ دین اند زیرا چہ بنیاد
دین سنت رسول اللہ است کہ خدائے تعالی فرمودہ است
آنچہ رسول بہ شما بیارد و بفرماید آنرا بگیرید و از آنچہ باز دارد
باز مانید (وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ
عَنْهُ فَانْتَهُوْا) علی ہذا اساس دین باشند پس مشغول شدند
بسماع حدیث و در تحقیق لفظ او کہ تا از حرفے از کلمہ احتیاط
کردند تفکرے دراں کردند تدبرے رواں کردند در شان او

در نزد ول او در گفتار رسول اللہ وحدیث سقیم راکہ دراں اعتماد
نیست وحدیث صحیح راکہ دراں اعتماد است تمیز کردند صحیح
از سقیم بیروں آوردند پس ایشاں بمشابہ نگہبانان دین باشند
زیراچہ خزانہ سنت رسول اللہ را ایشان پاسبانانند"

دوسری جماعت فقہا کی ہے کہ :-

"بعد از آنکہ ایشانرا علم حدیث شد مشغول باستنباط معانی
دقیق شدند ہرچہ در حدیث باشارات نص یا بدلالت نص
یا باقتضائے نص معنی دقیق معلوم میشد ایشان آنرا استخراج
کردند الفاظے معانے مصطلح ایشان شد عام وخاص ومشترک
مجمل مفسر ناسخ منسوخ مطلق مقید محکم متشابہ....
بہ تحقیق ایں از کلام رسول اللہ مسائلے تخریج کردند پس
ایں جماعۃ ایں اندکہ ایشان حکام دین باشند وایشاں اعلام
دین باشند زیراچہ شعار بدیشان مستقیم است پس ہر آئینہ شعار
دین ایشاں باشند"

تیسری جماعت صوفیوں کی ہے۔ یہ لوگ یعنی :-

"صوفیان با اہل حدیث وبا اہل فقہ ہم متفق اند در معانی ایشان
ودر رسوم ایشان وقتیکہ بینند میاں دو طریقہ از اہل حدیث
وفقہا کہ از ہوائے نفس واثبات دعوی خویش مجتنب اند
بلکہ دنبال حق اند واز فقہہ واں محدث بر بستۂ اقتدائے

رسول اللہ اند۔ واگر صوفی را چیزے مسئلہ پیش آید ہم باصحاب حدیث و باصحاب فقہ رجوع کنند واگر بر کاتے محدثان و فقہا اجماع کردہ اند صوفیان ہم براں اجماع روند و دراں حکمے کہ محدثان و فقہا اختلاف دارند آنچہ احوط و اسلم باشد صوفیان آنرا اختیار کنند چنانچہ ماء مستعمل امام نجس گوید یوسف مخفف گوید محمد طاہر گوید شافعی طاہر و مطہر گوید صوفیان عمل بقول امام کنند زیرا چہ عمل بداں احوط و اسلم است"

۲۷۔ اس کے علاوہ صوفیوں نے کلام اللہ شریف کی دو آیتوں کو بالتخصیص پیش نظر رکھا اور اپنی ساری زندگی ان آیتوں کے منشا و مفاہیم صرف کردی ایک وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ دوسری وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔ انسان کی تخلیق کا منشا و مقصود عبادت الٰہی ہے۔ اس لئے صوفی کا مدعا از ابتدا تا انتہا یہ ہے کہ کونین سے منقطع ہو کر اور تمام ماسوی اللہ کو پس پشت ڈال کر قولاً و فعلاً حالاً ہمہ تن ہر لحظ وہر آن عبادت الٰہی میں مشغول رہے لیکن محض خشک عبادت میں نہیں بلکہ اس عبادت میں جو اللہ سبحانہٗ و تبارک و تعالیٰ کے عشق اتم اور محبت کاملہ میں فانی ہو کر کیجائے۔ عاشق کا مدعا صرف ایک ہی ہوتا ہے وہ یہ کہ معشوق تک اس کی رسائی ہوجائے تاکہ اس کے نظارۂ جمال اور شربت وصال سے بہرہ ور ہوسکے اور تشنہ کامی کو سیراب کرسکے۔ صوفی جب معشوق و مطلوب و مقصود

حقیقی کی جانب قدم بڑھاتا ہے راہ راست پر چلنے کے لئے دو مشعل ہدایت اوس کے سامنے رہتی ہیں ایک یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ دوسری قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یعنی تقوائے کامل جیسا کہ حق ہے اور سنت نبوی کی اتباع کامل قولاً و فعلاً و حالاً۔ بغیر ان دونوں کے طلب حق میں ایک قدم بھی صحیح راستہ پر نہیں اٹھ سکتا۔ حضرت مخدوم نے اس کتاب خاتمہ میں بار بار جتلایا ہے اور فرمایا ہے کہ "پیغامبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی متابعت کے بغیر راہ مطلوب نتواں یافت"

۲۷۔ حضرت مخدوم کے نزدیک طالبان حق کے دو طبقے ہیں۔ ایک وہ جو عقل اور حکمت کی ہدایت کے بموجب طلب حق کے راستہ میں قدم رکھتا ہے۔ دوسرا طبقہ طالبان عشاق کا ہے جو تقاضائے عشق الٰہی سے مضطر ہو کر اس راہ میں آنے پر مجبور ہوتا ہے۔ خاتمہ (صفحہ ۱۰۸ فقرہ ۱۸۰) میں فرماتے ہیں:—

"طالبان بر انواع اند طالبے باشد بعقل و فہم خویش اختیار طلب خدا کردہ باشد زیرا چہ اعلیٰ و اجل است و واجب و ثابت است و اعظم و اقدم است۔ اکنوں آں مرد طالبے بود حکمت است عاشق نیست۔ عاشق و محب دیگر است آں حالتے است کہ جز القاء من اللہ نیست در عشق گفت و شنید نمیگنجد واجد مبتلا داند ازاں قضیہ کہ گفتیم"

اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ انھوں نے اسماء الاسرار کے سمر سی و نہم[۳۹] میں بیان فرمایا ہے ۔ مضمون نہایت ہی لطیف اور پرحقیقت ہے اور بہت وضاحت سے بیان کیا گیا ہے اس لئے اس کو یہاں نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے ۔ فرماتے ہیں :۔

شیوخ رضی اللہ عنہم بالتثبت والرسوخ علی الاجماع والاتفاق گفتہ اند کہ اجل مطالب و اجل مقاصد محبت و معرفت خداوند است تعالیٰ ۔ و موانع ادراک ایں سعادت را چہار چیز شمردہ اند دنیا و خلق و نفس و شیطان ۔ و طریقہ دفع دنیا قناعت و طریقہ دفع خلق عزلت و رہ دفع نفس خلاف و رہ دفع شیطان ساعۃً فساعۃً التجا الی اللہ تعالیٰ نیکو سخنے ایں اما ایں فضل در باب کسے است کہ از رہ حکمت و سبیل ہمت خواہد سلوکے کند ایں چہار بند پاے او باشد و بداں طریق کہ فرمودہ اند کشادن آں بند ہا بود ۔ اما نیکیخنے کہ در اصل خلقت او را محب و محبوب آفریدہ است دنیا چہ وزن دارد کہ پابند راہ مطلوب شود او راکہ اقل من جناح بعوضۃ نامند روندہ راچگونہ از روش او باز دارد اول دنیا عدم و آخر او عدم وجودے متخلل بین العدمین شد ہم بداں باز گشت ..... ایں چنیں زایلے فانیے وہمے خیالے بکدام صورت پابند شود ۔ خلق ہماں است کہ ایں

شخص یکے از ایشان است ۔ تغیر و زوال از نفس احساس
درستے میکند چگونہ باشد این چنیں لاثباتے و لااعتبارے
طالب و محب و مشتاق را مانع از راہ قدیم ازلی و ابدی
آید ۔ شیطان نقش بندی در نفس کند و رنگ آمیزی نماید و عنقریب
آن نماند و نپاید ہر حظے کہ حسی بود ہم بیکبار رخت وجود خود
را بر بست چہ صورت باشد بکدام معنی مانع و پابند محب شود
مجنوں را از عشق لیلیٰ کہ باز آرد و چگونہ باشد بغیر لیلیٰ بپردازد"

حضرت مخدوم کا منشا اس بیان سے یہ ہے کہ انسان کے عالم وجود
میں آنے کا اصلی اور حقیقی مقصد اللہ تبارک و تعالی کی محبت و معرفت
کاملہ کا حاصل کرنا اور اس محبت و معرفت کا نتیجہ جو اوس کے لئے
مترتب ہوتا ہے اُس ذات پاک واجب الوجود کا تقرب اور
وصل اور دیدار ہے ۔ لیکن جب انسان اس راہ طلب میں قدم
رکھتا ہے نہایت زبردست چار موانع اُس کے سامنے آکر سد راہ
ہوجاتے ہیں ۔ طالب سالک جب تک اون کو دفع نہ کرلے
قدم آگے نہیں بڑھا سکتا ۔ دنیا کو ترک کرنا چاہیئے ۔ خلق سے
منقطع ہوجانا چاہیئے ۔ خواہشات نفس کی مخالفت کرتے رہنا چاہیئے
اور شیطان کے مکر و فریب سے بارگاہ رب العزت میں ہر وقت
استعاذہ کرتے رہنا چاہیئے ۔ لیکن کچھ ایسے عزیز الوجود افراد بھی
ہیں جو بدو فطرت سے محب و محبوب پیدا ہوے ہیں ۔ حضرت

باری عزاسمہ ارشاد فرماتا ہے فَسَوْفَ یَاتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ
اس کو دنیا اور خلق اور نفس تو کیا خود شیطان بھی جو اس کا نہایت قوی دشمن
ہے طلب حق سے باز نہیں رکھ سکتا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ
ابتدائے سلوک ہی میں یہ عزیز الوجود طبقہ جس منزل پر پہنچ جاتا ہے
پہلا طبقہ بہت دنوں تک شدید مجاہدہ اور ریاضت کرنے کے
بعد وہاں پہنچ سکتا ہے۔ عراقی نے اسی حقیقت کو اپنی ایک غزل
کے مطلع میں نہایت خوبی سے ظاہر کیا ہے۔

ضمارہ قلندر سزوار بمن نمائی ؎ کہ دراز و دور دیدم رہ و رسم پارسائی

۲۸۔ صوفی کو جو طلب حق میں قدم رکھے روزمرہ ہر لحظہ اور ہر آن
عمل کرنے کے لئے ایک مکمل دستور العمل کی ضرورت ہے جس کا ماخذ
تمامتر کتاب و سنت ہو۔ حضرت مخدوم نے خاتمہ میں نہایت جامع
اور مکمل دستور العمل مہیا کر دیا ہے جس میں ہر شخص کے لئے عبادات
و معاملات کے متعلق انھوں نے شرح و بسط کے ساتھ ہدایتیں
درج کی ہیں۔ جوان اور بوڑھے۔ مرد اور عورت۔ شاہ اور گدا۔ آزاد
اور غلام غرض ہر طبقہ کے انسان کے لئے جو طلب حق کے سلوک
میں قدم رکھے ہدایتیں موجود ہیں۔ اکثر اکابر طریقت کا خیال رہا ہے
کہ چالیس سال کی عمر کے بعد جب قوی میں انحطاط شروع ہو جاتا ہے
طریقت میں قدم رکھنا زیادہ سودمند نہیں ہوا کرتا اس لئے کہ محنت و
مشقت مجاہدہ و ریاضت کا زمانہ باقی نہیں رہتا لیکن حضرت مخدوم ہی

وہ بزرگ ہیں جنہوں نے پیر فانی تک کے لئے بھی راستہ بتایا ہے اور اُسے حصول مقصود کا امید وار کیا ہے۔ خاتمہ (صفحہ ۱۶۳ فقرہ ۳۰۱) میں فرماتے ہیں:۔

"پیرا چو امرد باش طفل مزاج انکار حضر بخدا راضی مباش و دل بجائے دیگر منہ من برائے تو آں نبشتہ ام بداں امیدوار کردہ ام کہ انشاء اللہ تعالیٰ چشم دل بداں روشن گردد..... اینجا سخن بسیار است اما حمیت غیرت راور کار میدار و از فضل خدا من بسیار بر روندہ رہ آسان کردہ ام نمودہ ام ورنہ کہ زد این ورکہ بروکشودند

من چنین میگویم کہ ہر گز این در نہ بستہ اند اما آں کو کہ در بود در آید بلکہ در کشادہ اند ندائے ہم میکنند عجب کارے است این پیر راکہ سالہا بہوا گذرانیدہ آخر نفس بانتہائے کار و بہ انتہائے مقامات صوفیان برسد عجب عجب کل العجب"

اس کے بعد فرماتے ہیں (خاتمہ صفحہ ۱۶۷ فقرہ ۳۰۶):۔

"مرشداں پیراں را در بر نگرفتہ اند و اقدام در ارشاد ایشاں نکردہ اند ہم در وے وگذار دنے داشتہ اند و فرمودہ اند ترا آواں طلب گذشتہ است منم کہ پیراں را برامید میدارم براہوائے وبروجدائے نشان دادہ ام کہ خون دل طالبان

باری عزاسمہ ارشاد فرماتا ہے فَسَوْفَ یَاْتِی اللہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ
اُس کو دنیا اور خلق اور نفس تو کیا خود شیطان بھی جو اس کا نہایت قوی دشمن
ہے طلب حق سے باز نہیں رکھ سکتا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ
ابتدائے سلوک ہی میں یہ عزیز الوجود طبقہ جس منزل پر پہنچ جاتا ہے
پہلا طبقہ بہت دنوں تک شدید مجاہدہ اور ریاضت کرتے کے
بعد وہاں پہنچ سکتا ہے۔ عراقی نے اسی حقیقت کو اپنی ایک غزل
کے مطلع میں نہایت خوبی سے ظاہر کیا ہے۔

ضمارہ قلندر سزد ار بمن نمائی ؎ کہ دراز و دور دیدم رہ و رسم پارسائی

۲۸۔ صوفی کو جو طلب حق میں قدم رکھے روزمرہ ہر لحظہ اور ہر آن
عمل کرنے کے لئے ایک مکمل دستور العمل کی ضرورت ہے جس کا ماخذ
تمامتر کتاب وسنت ہو۔ حضرت مخدوم نے خاتمہ میں نہایت جامع
اور مکمل دستور العمل مہیا کر دیا ہے جس میں ہر شخص کے لئے عبادات
ومعاملات کے متعلق اونھوں نے شرح وبسط کے ساتھ ہدایتیں
درج کی ہیں۔ جوان اور بوڑھے۔ مرد اور عورت۔ شاہ اور گدا۔ آزاد
اور غلام غرض ہر طبقہ کے انسان کے لئے جو طلب حق کے سلوک
میں قدم رکھے ہدایتیں موجود ہیں۔ اکثر اکابر طریقت کا خیال رہا ہے
کہ چالیس سال کی عمر کے بعد جب قوی میں انحطاط شروع ہو جاتا ہے
طریقت میں قدم رکھنا زیادہ سودمند نہیں ہوا کرتا اس لئے کہ محنت و
مشقت مجاہدہ و ریاضت کا زمانہ باقی نہیں رہتا لیکن حضرت مخدوم ہی

وہ بزرگ ہیں جنہوں نے پیر فانی تک کے لئے بھی راستہ بتایا ہے اور اُسے حصول مقصود کا امید وار کیا ہے۔ خاتمہ (صفحہ ۱۶۳ فقرہ ۳۰۱) میں فرماتے ہیں:۔

"پیرا جوانمرد باش طفل مزاج انکار جز بخدا راضی مباش و دل بجائے دیگر منہ من برائے تو آں نبشتہ ام بداں امیدوار کردہ ام کہ انشاء اللہ تعالیٰ چشم دل بداں روشن گردد.....

اینجا سخن بسیار است اما حمیت غیرت را در کار میدار و از فضل خدا من بسیار پیر روندہ رہ آسان کردہ ام بنمودہ ام

ورنہ کہ زد این در کہ بروکشو وند

من چنین بگویم کہ ہرگز این در نہ بستہ اند اما آں کو کہ در رود در آید بلکہ در کشادہ اند ندائے ہم میکنند۔ عجب کارے است ایں پیر راکہ سالہا بہوا گذرانیدہ آخر نفس بہ انتہائے کار و بہ انتہائے مقامات صوفیان برسد عجب عجب کل العجب۔"

اس کے بعد فرماتے ہیں (خاتمہ صفحہ ۱۶۷ فقرہ ۳۰۶):۔

"مرشداں پیراں را در برنگرفتہ اند و اقدام در ارشاد ایشاں نکردہ اند ہم در روئے وگذاردنے داشتہ اند و فرمودہ اند نزا آواں طلب گذشتہ است منم کہ پیراں را برامید میدارم براہوائے وبر وجد انے نشان دادہ ام کہ خون دل طالبان

بسے آب شو و کہ ہیچ کار نیاید "

۲۹۔ علوم کتابوں مندرج ہیں اور کتابیں موجود ہیں لیکن استاد کی ضرورت باقی ہے جب تک طالب علم کتابوں کو اوس سے نہ پڑھے علوم کو حاصل نہیں کر سکتا۔ تقوی اور اتباع سنت دو مشعلیں ہیں جنکی روشنی میں طالب "راہ راز چاہ میتواند شناخت" لیکن منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے سالک کو ایسے راہبر کی احتیاج ہے جو راستہ سے کماحقہ واقف ہو۔ نشیب و فراز راہ کو جانتا ہو۔ اُسکے مہالک کو پہنچانتا ہو۔ راہزنوں اور قطاع الطریق سے مقابلہ کرنے اور انکو دفع کرنے کی قوت رکھتا ہو۔ اگر سالک چلتے چلتے راستہ میں تھک جائے اور پست ہمت ہو جائے تو اُسکو قوت اور ہمت دے سکے بلکہ اگر ضرورت پیش آئے خود اپنی پیٹھ پر اٹھا کر آگے لیجا سکے۔ وہ راہبر سالک کو جس طرح راستہ کے مہالک سے بچا سکتا ہو اُسی طرح اسکو راستہ کے مناظر کی دلفریبیوں میں کبھی پھنسنے نہ دے۔ ان وجوہ سے طالب سالک کو پیر راہبر کامل کی دستگیری لابدی ہے۔ بغیر ایسے پیر کے وہ ہرگز منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت مخدوم فرماتے ہیں

"از معظمات سلوک اینست کہ نخست مرشد ہادی را پیدا کند" خاتمہ (صفحہ ۷۹ فقرہ ۱۱۷)

جب ایسا پیر راہبر کامل ملجائے تو لازم ہے کہ سالک خود کو تمامتر اس کے تفویض کر دے اور کسی وقت کسی حالت میں اُسکے فرمان سے

تجاوز نہ کرے اور جب تک ممکن ہو اُس کی صحبت سے دور نہ ہو۔
حضرت مخدوم فرماتے ہیں۔ (خاتمہ صفحہ ۷۲ فقرہ ۱۰۷):-

"ہلہ بہش باش بہر حالتے کہ ہستی وتا آنجاکہ رسیدہ اگر صحبت
پیر میسر است بگذاری۔ اینجا چیز نیاستے است دقیقہ و لطیفہ
است کہ بہر نظرے و بہر بصیرتے آنرا احساس نمی تواند کرد
و من ہفدہ سال قریب در صحبت شیخ خود بودہ ام باخود
گمانہا داشتم چوں او از سر من رفت محقق شد کہ بسیار کار
بابستے کردن کہ آن احتیاج بحضور او داشت اما چوباز ہم
بدو بر بستیم چنانچہ حق بر بستن است او از من غایب نشدہ
و تربیت بساعت فساعت از من دریغ نداشتہ تا انکہ ایں کہ
گفتم از فہم خود نہ بمجرد علم"

۳۰۔ اہل سنت وجماعت کا بالاتفاق یہ عقیدہ ہے کہ مومن
قیامت کے روز اور بہشت میں حضرت رب العزت عزاسمہ کے دیدار
سے مشرف اور اسکے جمال کے نظارہ سے بہرہ اندوز ہوگا۔ حضرت
عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انکم سترون ربکم
کما ترون ھذ القمر لا تضامون فی رویتہ الخ لیکن مومن کی تعریف
ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔ حب شدید اور عشق اتم کے
مبتلا کو قیامت تک صبر کرنے کی قوت کہاں؟

دلے کہ عاشق و صابر بود مگر سنگ است ٭ زعشق تا بصبوری ہزار فرسنگ است

اُس کو معشوق کا دیدار اور وصل "نقد وقت" ہونا چاہیئے۔ لیکن کیا رویت باری تعالیٰ حیات دنیا میں ممکن ہے؟ علمائے متقدمین میں معدودے چند کا یہ خیال ہے کہ حیات دنیا میں ممکن نہیں ہے مگر جمہور علمائے مجتہدین نے فرمایا ہے کہ حیات دنیا میں خواب میں خداوند تبارک وتعالیٰ کا دیدار ممکن ہے اور اخص الخاص اولیا اللہ کو نصیب ہوا ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ امام الایمۃ المجتہدین امام ہمام ابوحنیفہ کوفی اور امام المحدثین والمجتہدین امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما صدہا بار خواب میں دیدار باری تعالیٰ سبحانہ سے مشرف ہوئے اور دوسرے اکابر اولیا کے متعلق بھی روایت کی گئی ہے کہ بارہا اس نعمت عظمیٰ سے بہرہ اندوز ہوئے۔ اب سوال یہ ہے کہ رویت باری تعالیٰ جب خواب میں ممکن ہے تو بیداری میں کیوں نہیں اگر کاملین کو خواب میں رویت نصیب ہوا کی ہے تو وہ خواب کیسا تھا اور اگر بیداری میں بھی ممکن ہے تو اُس بیداری کی کیا تعریف ہے؟ حضرت مخدوم خاتمہ (صفحہ ۱۴۷ فقرہ ۲،۲) میں فرماتے ہیں:-

"ایماں را دو رکن است۔ اقراری وتصدیقی۔ اقراری براینکہ ہر کہ او را جوید یابد و او شئے موصوف بصفات کمال است وتصدیق او بدیں است ہر کہ بشرط جستہ است و پیر اشارت کردہ است البتہ بجدا رسیدہ است و او را شناختہ است و دیدہ است۔ بعضے فقہا ایں جا انکارے کنند علمائے ظاہر را

از باطن خبرے نیست ایشان چنیں میگویند کہ رویت
بہترین نعم است باید بہترین نعم در فاضل ترین اماکنہ باشد
و دیگرے میگوید براے ابصار رامسافتے باید نہ بعد
بعید نہ قریب قریب واین در ذات او متصور نہ
انہ منزہ عن کل جہت وسمت وفوق وتحت
ومقابلۃ ومحاذات آرے ایں باصرہ اگر بیند کہ من
وتو بر سر داریم براے آنرا مسافتے باید وسخن ہر کہ کہ
تو گفتی لاحول ولا قوۃ الا باللہ مکان متصور نیست
نہ رائی را نہ مرئی را اینجا رائی ومرئی ہر دو یکیست نہ مسافت
است نہ مکان نہ قرب است نہ بعد نہ قرب قریب
ونہ بعد بعید اما درین حالت آن رائی ایں مرئی را می بیند
وہر دو یکے اند۔ آن مرید طالب را نصیب جمالے و
ونظارہ وجہے بہتے است درایں یگانگی بیگانہ را عکسے
وپرتوے نصیب میشود۔ اے مرد فقیہ اے خواجہ
دانشمند اے شیخ زاہد متقشف اے مولانا مجتہد
ومفتی اگر سر این کار دارید صورت اینست کہ گفتیم
دیگر نہ اینست ٥

نہ ہمرہی تو مرا راہ خویش گیر و برو کہ تراسعادت باد و مرا نگونساری

۱۳۱۔ ترجمہ اداب المریدین میں حضرت مخدوم نے اس مسئلہ کی

متعلق زیادہ وضاحت سے فرمایا ہے :-

قولہ ۔ واجمعوا علی جواز رویت اللہ بالابصار
فی الجنۃ واجماع صوفیان است کہ خداوند تعالی را بدیں
چشمے کہ بر روئے است ایں حدقہ کہ ہست در روشنائی کہ
دراں حدقہ کہ ہست ہمیں روشنائی کہ خدائے را خواہند
دید ۔ من کہ محمد حسینی ام میگویم کہ خدائے را بندگان باشند
کہ ہم در دنیا بچشم دل بہبیند وہمیں چشمے کہ بر روئے است
چشم منعکس بیشود چشم دل میگردد وہمیں چشم می بیند ۔ در
فتاوی سراجی است رویت اللہ فی المنام جایزۃ
وانچہ مردم در خواب می بہبیند آنکہ چشم دل می بیند ہمیں منعکس
بیشود در دل ہم چیزے را بخواب می بہبیند ۔ در عقیدہ حافظی
است روا باشد خدا را در خواب بیند زیرا چہ سلف صالح
خدا را در خواب دیدہ اند ۔ اکنوں بدانکہ این خواب کہ
کہ در دنیا دیدہ اند اینچنیں نیست کہ اینجا چیزے دیگر
بہبیند و فردا چیزے دیگر زیرا چہ صفت باری است
لایتغیر فی ذاتہ ولا فی صفاتہ ولا فی اسمائہ
بحدوث الاکوان واختلاف الازمان پس ثابت
شد کہ طالب صادق ومشتاق واثق جمال حضرت سبحانہ تعالے
بلا کیف وکیفیت در دنیا بیند ۔ یکے اندیشہ باید کرد کہ

سلف صالح و مشائخ طبقات خانماں برباد کردند یا دیہا
گرفتند و از خلق بکلی عزلت داشتند و چہل گان روز و بگان
ماہ گرد طعام و آب نگشتہ اند و صمت و سکوت را ملازم
حال خود کردہ اند و در ذکر و مراقبہ غرق ماندہ اند ایں ہمہ
برائے چہ بود و برائے ایں قدر چندیں بر چہ کنند.... برائے
ایں را چندیں بالا کشیدن و مشقت دیدن چہ حاجت
است نہ آنکہ طلب نقدے و امنگیر دل ایشاں شدہ است"

۳۲۔ شیخ ابو بکر کلاباذی علیہ الرحمہ نے اپنی مشہور کتاب تعرف
میں مسئلہ رویت کے متعلق لکھا ہے لم یذھب الی ان اللّٰہ یری بالبصر
فی الدنیا الا نفر ذمۃ قلیلۃ من المتصوفۃ لا یعبأ بھم" حضرت
شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرج البحرین میں یہ
عبارت نقل کی ہے اور اوسکا ترجمہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

"....میگویند کہ سالک ایں راہ بجائے رسد کہ بصر و بصیرت
یکے گردد و ظاہر باطن یکرنگ شود و امتیاز صورت
و معنی از میاں برافتد آں زماں خواہ بگوید کہ بدیدۂ دل
می بینم یا بچشم سر۔ حاصل ہر دو عبارت یکے است
اللہ اعلم کہ ایں چہ اشارات است کہ ایشاں میکنند
حقیقت حال را ایشاں دانند کہ گفتہ اند و دریافتہ۔
ولیکن چنیں دانم کہ وجود ایں مرتبہ بس عزیز و نادر است

یکے بجز و اعتقاد مذہب اہل وحدت وجود و تحصیل معنی توحید و فہم سخنان ایشان سخن میگوید یا بقدرے از صفای ذکر و روشنائی باطن کہ بہم رسیدہ و رشاشۂ از منبع حال اتصاف یافتہ ادعا بینما ید اینہا آسان است و لے آنکہ سخن بغلبہ قہرمان حال و سطوت سلطان وقت برآید آنرا تاثیرے دیگر و عزتے دیگر است۔ و با وجود آن حق ہمان است کہ کاشفان سر حقیقت و متوطنان مقام تمکین کہ قوت مزاجیہ علم و حال ایشان باعتدال حقیقی رسیدہ است مہیمن و رقیب احوال و مقامات گشتہ قرار دادہ اند۔ از شیخ ما غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ منقول است کہ مریدے از مرید ایشان دعوی کرد کہ من خدا را بچشم سر می بینم این حکایت چون بحضرت وے رسید منع کرد و زجر نمود تا باز ازین مقولہ دم نزند و اینچنین نگوید گفتند زجر و نصیحت باب دیگر است سوال از آن است کہ وے درین دعوی محق است یا مبطل فرمود محق مشتبہ است او بدریافت خود راست میگوید و لیکن او را در اطلاع بر حقیقت حال اشتباہ شدہ است و سہ کار در نیافتہ وے حقیقت را بچشم بصیرت دیدہ است و از بصیرت وے روزنے بجانب بصر وے کشادہ

درحقیقت نظرو ے بربصیرت افتاد گماں برد کہ مگر بہ بصیری بیند
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ این
کلمہ ازان حضرت گفتن بود وحاضران را بصعقہ وصیحہ افتادن
ودیوانہ شدن وراہ صحرا گرفتن سخن کہ از حقیقت برآید
ویرا این تاثیر است وحکایت ادعائی ہماں حسال دارد
ویقرؤن القران ولایجاوزعن حناجرھم"
حضرت مخدوم نے رویت باری تعالی کے مسئلہ پر ایک رسالہ لکھا ہے
اس میں تعرف کی اسی عبارت کی جانب جو اوپر لکھی گئی اشارہ کرکے
فرماتے ہیں :-
"شیخ ابوبکر کلاباذی بمبالغہ انکار دارد کہ در دنیا نہ بظاہر نہ بباطن
رویت بود محمد یوسف حسینی میگوید بعلم اللہ سن آں
طائفہ را دیدہ ام کہ ایشاں یک ساعتے از دیدار او محروم
نماندہ اند"

فرق مراتب یہاں صاف نظر آتا ہے۔ آمنا وصدقنا تِلْكَ الرُّسُلُ
فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اور فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيْمٌ۔ حضرت محدث
دہلوی نے نہایت صحیح لکھا ہے کہ
"چنیں دانم وجود ایں مرتبہ بس عزیز و نادر است" سچ ہے ؎
ایں دولت سرمد ہمہ کس را ندہند
۳۳ - حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز

کی کتاب خاتمہ اور انکی بعض دوسری تصانیف سے اخذ کر کے میں نے
جو کچھ اوپر لکھا ہے اُس سے ایک حد تک معلوم ہو سکے گا کہ تصوف
کیا ہے اور صوفی کسے کہتے ہیں۔ صوفیوں کا کوئی علیحدہ مذہب و ملت
اور اُن کا کوئی علیحدہ فرقہ نہیں ہے بلکہ اہل سنت کی ایک جماعت
ہے جس کا مطمح نظر یہ ہے کہ کتاب و سنت کے ہر جزئیات پر قولاً و
فعلاً و حالاً عمل کیا جائے اور ریاضت اور مجاہدہ کر کے دنیا کی محبت
اور خلق کے تعلقات کو دل سے کامل طور پر دور کر دیا جاوے اور
خواہشات و جذبات نفسانی پر بدرجہ اتم غلبہ حاصل کر کے انکو مقہور
و مغلوب کیا جاوے تاکہ صوفی طالب کا دل تمام تعلقات کی کثافتوں
اور غلاظتوں سے پاک و صاف ہو کر محبت اور عشق الہی سے معمور
ہونے کی صلاحیت پیدا کر سکے۔ انسان کی خلقت کا مدعا عبادات الٰہی کا
بجالانا اور معرفت الٰہی کا حاصل کرنا ہے۔ صوفی عزیمت کے ساتھ
ہر وقت اور ہر لحظہ اور ہر آن عبادت الٰہی میں مستغرق ہو کر اور بمقتضائے
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ کونین سے منہ موڑ کر اور ماسوی اللہ سے
بالکل منقطع ہو کر اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ کی محبت میں فانی اور مستہلک
ہو جاتا ہے اور تقرب کے اعلیٰ و ارفع مقام پر ترقی کرتا جاتا ہے۔ اکابر صوفیہ
اوس مقدس جماعت میں شریک ہیں جن کی شان میں حدیث قدسی
وارد ہے بی یسمع و بی یبصر الخ اور یہ وہ لوگ ہیں جو وَالسّٰبِقُوْنَ
السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ کی گروہ کے رکن رکین ہیں۔ اُنکے لئے

بشارت ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا الخ (سورہ فصلت، رکوع ۴) اور اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ (سورہ یونس رکوع ۷)۔

۳۴۔ امام المحدثین حافظ الحدیث ابونعیم اصفہانی علیہ الرحمۃ کی تصانیف میں حلیۃ الاولیا مشہور تصنیف ہے (فی الحال مصر میں چھپ رہی ہے اور نصف کے قریب طبع ہو چکی ہے)۔ یہ اس قدر بلند پایہ اور مقبول کتاب ہے کہ بستان المحدثین میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اوس کے متعلق لکھا ہے "

واز نوادر کتب او (یعنی محدث ابونعیم) کتاب حلیۃ الاولیا است کہ نظیر آن در اسلام تصنیف نشدہ...... کتاب حلیۃ الاولیا در حضور او آنقدر شہرت و رواج پیدا کرد کہ در نیشاپور بچہار صد دینار خرید شدہ "

جیسا کہ اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے مصنف علیہ الرحمہ نے اس میں تصوف اور کبرائے صوفیہ کا ذکر کیا ہے اور صوفیوں میں سب سے پہلا طبقہ اجلہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کا قرار دیا ہے اور سب سے پہلے افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے۔

۳۵۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مرج البحرین

میں لکھتے ہیں :۔

"گمان نبرند کہ طریقہ تصوف مخالف مذہب سنت وجماعت است وصوفیہ فرقہ دیگر اند ورائے ایں فرقہ ناجیہ حاشا وکلا۔ خلاصہ وخلاصۂ ایں ملت اقوم محققین صوفیہ اند کہ در ظاہر وباطن مقتبسان انوار سنت ومکاشفان تحقیقت اند و در سلوک طریقہ اتباع عملاً وحالاً واختیار عزلت ظاہراً وباطناً وتحقیق معنی صدق واخلاص ومعرفت مکاید نفس ودقایق ورع وتہذیب اخلاق وتصفیہ باطن ہیچ کس از ایشان پیش نکردہ وآنچہ ایشان را از اعمال واخلاق واحوال ومقامات ومواجید واذواق وبرکات واشارات وسایر کمالات دست دادہ ہیچ فرقہ دیگر را ندادہ ....."

۳۶۔ حقیقت تو وہ ہے جو بیان کی گئی لیکن تصوف اور گوشہ نشینوں اور مرنج ومرنجان صوفیوں کے متعلق لوگ عجیب عجیب خیالات ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ صوفیوں نے اپنے اذکار واشغال کو جوگیوں کے اعمال سے اخذ کیا ہے حالانکہ ایک کو دوسرے سے کسی قسم کا دور کا بھی تعلق نہیں ہے قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ ۔ زمانہ حال کے مدعیان "ریسرچ" تحقیق کی ایک جماعت کہتی ہے کہ لفظ تصوف یونانی لفظ کا معرب ہے لیکن لیکن اگر معرب ہوتا تو "تسوف" حرف "س" سے ہوتا نہ کہ "تصوف" "ص" سے جیسے فلسفہ سوفسطہ موسیقی وغیرہ یونانی زبان میں حرف "ص" کہاں ہے جو۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آج کل کی تھیوسوفی اور اسلام کا تصوف ایک ہی چیز ہیں بعض کہتے ہیں کہ تصوف فلسفہ الٰہیات ہے جس پر مذہب کا رنگ چڑھا دیا گیا ہے۔ بعضے یونانیوں کے

فلسفۂ اشراق اور مسلمانوں کے تصوف کو بلکہ ہندوؤں کے ویدانت اور تصوف کو ایک ہی چیز خیال کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات۔ ہمکو جس چیز کا علم نہیں ہے اوس میں خواہ مخواہ دخل دینے کی سخت ممانعت ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا۔ صوفیوں کا مقصود تقرب الی اللہ ہے اور وہ کتاب و سنت کی اتباع پر منحصر ہے۔ حضرت مخدوم خاتمہ میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ کے سوا وصول الی اللہ کی تمام راہیں مسدود کر دی گئی ہیں دوسری جگہ (صفحہ ۸۲ فقرہ ۱۲۳) فرماتے ہیں۔

بعضے طالبان دیوانگی کردہ اند مولہ شدہ اند قلندر شدہ اند برہمن و جوگی و بہرہ شدہ اند مگر جائے یابند مطلوب در حجب غیرت و تتق عزت محتجب است بدینہا کسے نیافتہ است مگر دراں رہ کہ پیر فرمود و پیغامبر برد۔

ایک اور جگہ بھی یہی فرمایا ہے اور یہ صراحت کی ہے کہ پیر وہی حکم دیتا ہے جو حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اور اُنکے احکام کی تفسیر بھی کر دیا کرتا ہے تاکہ طالب اچھی طرح سمجھ جائے۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے۔ ؎

کہ سعدی مپندار راہِ صفا ٭ تواں رفت جز بر پے مصطفیٰ

۳۷ - حضرت مخدوم کی تقریباً سب تصنیفیں نہایت سلیس اور اوس وقت کی عام فہم فارسی میں لکھی گئی ہیں عبارت آرائی کہیں نہیں کی گئی ہے اُس وقت کے محاورات اور روزمرہ اُن کی کتابوں میں عموماً پائے جاتے ہیں مثلاً نشستن

میں لکھتے ہیں :—

"گمان نبرند کہ طریقہ تصوف مخالف مذہب سنت وجماعت است وصوفیہ فرقہ دیگر اند ورائے ایں فرقہ ناجیہ حاشا وکلا۔ خاصہ وخلاصۂ ایں ملت قوم محققین صوفیہ اند کہ در ظاہر وباطن مقتبسان انوار سنت ومکاشفان حقیقت اند ودر سلوک طریقہ اتباع عملاً وحالاً واختیار عزلت ظاہراً وباطناً وتحقیق معنی صدق واخلاص ومعرفت مکاید نفس ودقایق ورع وتہذیب اخلاق وتصفیہ باطن ہیچ کس از ایشاں پیش نکردہ وانچہ ایشانرا از اعمال واخلاق واحوال ومقامات ومواجید واذواق وذکات واشارات وسایر کمالات دست دادہ ہیچ فرقہ دیگر را ندادہ ....."

۳۶ — حقیقت تو وہ ہے جو بیان کی گئی لیکن تصوف اور گوشہ نشینوں اور مرنج ومرنجان صوفیوں کے متعلق لوگ عجیب عجیب خیالات ظاہر کرتے رہتے ہیں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ صوفیوں نے اپنے اذکار واشغال کو جوگیوں کے اعمال سے اخذ کیا ہے حالانکہ ایک کو دوسرے سے کسی قسم کا دور کا بھی تعلق نہیں ہے قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ ۔ زمانہ حال کے مدعیانِ ریسرچ وتحقیق کی ایک جماعت کہتی ہے کہ لفظ تصوف یونانی لفظ کا معرب ہے لیکن لیکن اگر معرب ہوتا تو "تسوف" حرف "س" سے ہوتا نہ کہ "تصوف" "ص" سے جیسے فلسفہ سوفسطہ موسیقی وغیرہ۔ یونانی زبان میں حرف ص کہاں ہے ؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آج کل کی تھیو سوفی اور اسلام کا تصوف ایک ہی چیز ہیں بعض کہتے ہیں کہ تصوف فلسفہ الٰہیات ہے جس پر مذہب کا رنگ چڑھا دیا گیا ہے۔ بعضے یونانیوں کے

فلسفۂ اشراق اور مسلمانوں کے تصوف کو بلکہ ہندوؤں کے ویدانت اور تصوف کو ایک ہی چیز خیال کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات۔ ہمکو جس چیز کا علم نہیں ہے اوس میں خواہ مخواہ دخل دینے کی سخت ممانعت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا۔ صوفیوں کا مقصود تقرب الی اللہ ہے اور وہ کتاب و سنت کی اتباع پر منحصر ہے۔ حضرت مخدوم خاتمہ میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ کے سوا وصول الی اللہ کی تمام راہیں مسدود کر دی گئی ہیں دوسری جگہ (صفحہ ۸۲ فقرہ ۱۲۳) فرماتے ہیں۔

بعضے طالبان دیوانگی کردہ اند مولہ شدہ اند قلندر شدہ اند برہمن و جوگی و بہرہ شدہ اند مگر جائے یابند مطلوب در حجب غیرت و تتق عزت محتجب است بدینہا کسے نیافتہ است مگر دراں رہ کہ پیر فرمود و پیغامبر برد۔

ایک اور جگہ بھی یہی فرمایا ہے اور یہ صراحت کی ہے کہ پیر وہی حکم دیتا ہے جو حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اور اُنکے احکام کی تفسیر بھی کر دیا کرتا ہے تاکہ طالب اچھی طرح سمجھ جائے۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے۔ ؎

کہ سعدی مپندار راہِ صفا ٭ تواں رفت جز در پے مصطفیٰ

۲۷۔ حضرت مخدوم کی تقریباً سب تصنیفیں نہایت سلیس اور اوس وقت کی عام فہم فارسی میں لکھی گئی ہیں عبارت آرائی کہیں نہیں کی گئی ہے اُس وقت کے محاورات اور روزمرہ اُن کی کتابوں میں عموماً پائے جاتے ہیں مثلاً تشستن

اور 'شبند' کے بجائے 'شستن' اور 'شیند'

۳۸ ۔ حضرت مخدوم نے خاتمہ میں کہیں کہیں کسی واقعہ کی جانب صرف اشارہ
کر دیا ہے اور اس واقعہ کی صراحت نہیں فرمائی ہے۔ میں نے حضرت مخدوم کی دوسری
تصانیف سے اور بعض دوسری کتابوں سے اخذ کر کے اون واقعات کو لکھا ہے
اور اس کتاب کے آخر میں بطور تعلیقات کے شریک کر دیا ہے۔

۳۹ ۔ اس کتاب کو حضرت مخدوم نے ابواب اور فصول میں تقسیم نہیں کیا ہے بلکہ
اوس کو مسلسل لکھا ہے اور جو مضمون جہاں خیال آیا وہاں لکھ دیا ہے۔ ناظرین کی سہولت
کے لئے میں نے کتاب کے مضامین کو فقرہ فقرہ علحدہ کر دیا ہے اور فقروں کے
نمبر از اول تا آخر مسلسل دیدیے ہیں اور مضامین کی ایک مکمل فہرست مرتب کر کے
آخر میں شریک کر دی ہے امید ہے کہ مضامین کی تلاش میں ایک حد تک سہولت ہو جائیگی

۴۰ ۔ خاتمہ کے تین قلمی نسخے مجھے دستیاب ہوے۔ ایک نسخہ سنہ ۱۰۵۰ھ کا لکھا ہوا
ہے۔ دوسرے اور تیسرے نسخوں پر سنہ کتابت درج نہیں ہے لیکن وہ دونوں سنہ ۱۱۰۰ھ
کے کچھ ہی بعد کے لکھے ہوے معلوم ہوتے ہیں۔ ان تینوں نسخوں کے باہم مقابلہ سے تصحیح
کی گئی اور تصحیح میں کہیں کہیں کتبخانہ آصفیہ کے قلمی نسخوں سے بھی مدد لی گئی۔

۴۱ ۔ اس کتاب مستطاب کی تصحیح نہایت محنت اور جانفشانی سے کی گئی اور
اب وہ طبع ہو چکی اور شایع بھی کی جارہی ہے لیکن مجھ سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ اس
محنت اور جانفشانی اور وقت کے صرف کرنے سے حاصل اور اس قسم کی کتابوں کی
طباعت و اشاعت سے منفعت کیا ہے؟ زمانہ مادیت سے لبریز ہو چکا ہے
اس وقت کتنے ایسے ہونگے جو اس قسم کی کتابوں کی جانب متوجہ ہو کر اون سے منفعت

حاصل کر سکیں گے؟ اس کتاب کی زبان بھی فارسی ہے جو ملک ہند سے تقریباً متروک ہو چکی ہے کتنے ایسے موجود ہیں جن کو اس زبان سے دلچسپی باقی ہے؟ جب یہ حالت ہے تو فارسی زبان کی اس تصوف کی کتاب کی اشاعت سے فائدہ کیا؟ اعتراض بالکل صحیح ہے۔ خیر القرون کے بعد زمانہ جوں جوں گذرتا گیا اپنے سابق کے زمانہ کی بہ نسبت خیر و برکت دینی میں گرتا ہی گیا۔ ترجمہ اداب المریدین کے دیباچہ میں خود حضرت مخدوم نے اپنے زمانہ کے متعلق نہایت پردرد الفاظ میں رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

زمانہ آخر است تاریخ ہجرت ہشصد و سیزدہ رسید اللہ اعلم سبیں آں باشد ہم کسے قدمے در سلوک نہد و طلب وصول خداوند سبحانہ در بہر افتد و بہ اسباب وصول مباشرت شود۔ ایام فتنہ و محل است علامات قیامت خروج دجال طلوع آفتاب از مغرب باشد و غلق توبہ شود و ظہور دابۃ الارض پیدا گردد و نزول عیسیٰ بروے نماند۔ اکنوں طالب کہ سلوک کہ مرشد کہ روند وکہ۔ اللہ اللہ اللہ کار بجائے است ہین کہ اقل و ارزل ایں طائفہ باشم مردم گویند شاید ختم ایں کار بریں شخص شود۔

نہ یک فسوس کہ ہر دم ہزار بار فسوس ٭ نہ یک دریغ کہ ہر دم ہزار بار دریغ

شیخ مصنف (یعنی حضرت ابوالنجیب سہروردی مصنف کتاب آداب المریدین) از زمانہ خویش نالید و از ان زمانہ چہار صد سال گذشتہ باشد اکنوں ہما چہ رسد بنیاد کار خراب شدہ است درہا بستہ اند جز یک شہر نے باقی نماندہ است تا کدام نیکبخت باشد کہ بہمہ مشقت و محنت دران شہر

درآید و دران خانہ نزول کند۔ ہاں وہاں گوش دار کہ من چند سخنے را ترجمہ میکنم
یحتمل کسے ازین نصیبہ گیرد مستعیناً باللہ دانہ رفیق شفیق و بالاجابت جدیر و حقیق"

حضرت مخدوم نے اپنے زمانہ کی شکایت کی ہے اوس کے مقابلہ میں آج
ساڑھے پانسو سال کے بعد کے زمانہ کو کیا کہا جائے۔ تاہم جیسا کہ اونھوں نے
فرمایا

"من سخنے را ترجمہ میکنم یحتمل کسے ازین نصیبہ گیرد"

میں نے بھی اس کتاب خاتمہ کی تصحیح طباعت اور اشاعت میں
محنت کی اور مشقت اوٹھای اور وقت صرف کیا صرف اس خیال سے
کہ یہ نہایت مفید کتاب تلف ہونے سے بچ جاے اور چونکہ سید فیاض کا
فیض منقطع نہیں ہوا ہے شاید کبھی کسی کو اس کتاب کے مطالعہ اور اس پر
عمل کرنے کی توفیق ہو وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ

سید عطا حسین
۱۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۶ ہجری

لنگم پلی۔ حیدرآباد دکن

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۝ نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ

خاتمہ ترجمہ آداب المریدین

المعروف بہ

خاتمہ

تصنیف حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین امام الواصلین شاہباز بلند پرواز
لامکاں غواص بحر عشق و عرفان قطب الاقطاب خواجہ

صدر الدین ابوالفتح سید محمد حسینی گیسو دراز بندہ نواز چشتی قدس اللہ سرہ العزیز

تصحیح

حافظ مولوی سید عطا حسین صاحب ایم۔ اے، سی۔ ای ناظم تعمیرات وظیفہ یاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دوام وضو و تجدید وضو
فریضه و احتیاط
حفاظت چاه
کردن

(۱) از رسوم مستمره و عادت ملتزمه دوام وضو است ـ عوام و خواص ایشاں بے وضو نباشند مگر در حالت مرض یا عرض که از روئے حکمت استعمال آب زیانکار آید ـ و دیگر اہتمام دارند برائے ہر فریضه را تجدید وضو شود ـ و اہتمام دارند برین که مقام در کنارهٔ آب رواں کنند یا جوئے یا حوضے و اگر بضرورت احتیاج به آب چاه باشد آں چاه را احتیاط بسیار کنند ـ کفش و نعلین کسے براں چاه نیاید و آنکه پا برہنه و پیاده گرد و بے پا شستن بر سر چاه نگذارند و بر سر چاه جائے بلندے باشد و لو آنجا بدارند یا آویخته بر سر چاه باشد ـ و دہن چاه را بسته دارند تا بیحال زاغے و غلیوازے و غیر آں نیفتد ـ

(۲) و در استعمال طہارت و وضو به نسبت مردم دیگر استعمال آب بیشتر باشد برائے احتیاط تطہیر را ـ و یکے ایستاده ایشاں را وضو کناند ہر چند که اشتراک در عمل بشود ایشاں میخواہند و دیگرے ہم بثواب رسد ـ و دیگر مردم نازک مزاج اند صوم دوام و تقلیل طعام ملازم حال ایشاں است ابریق پر که در و مقدار دو سه آوند آب گنجد برداشتن آں برایشاں دشوار باشد و آنکه دیگرے آب

مسواک در وضو

انداز و احتیاط در تطہیر بیشتر میشود۔ و ہیچ وضوئے بے استعمال سواک نباشد۔ و شرط کار ایشانست ہرگز زبان و دل را بیکار ندارند و آں وقتے کہ ایشاں را بیکاری گزرد بلائے در وقت ایشاں باشد۔

تحیۃ الوضو فرائض باول وقت ادا کنند سنت نماز عصر

(۳) و بعد ہر وضوئے ادائے شکر وضو نمایند۔ والبتہ فرائض بہ اول وقت ادا کنند و در سنت نماز دیگر آنچناں اہتمام نمایند کہ گماں رود کہ مگر موکدہ است و اگر بسبب دریافت جماعت سنت فوت شود بعد ازاں بخلوتے بگذارند و اگر نخست چہار گانی میسر نیاید بدوگانی اختصار کنند۔

بے وضو نخسپند چوں از خواب بیدار شوند وضو کنند

(۴) و ہرگز بے وضو نخسپند و اگر از خواب بیدار شوند تجدید وضو کنند و دوگانہ بگذارند بعد ازاں بخسپند۔

(۵) و بعد صبح دمیدن تا تاریکی شب باشد نفلے کہ ازاں شب باقی ماندہ باشد بداں وقت ادا کنند۔

در نماز فریضہ در قرأت اختصار است حضور نماز مقدم است

(۶) والبتہ در قرأت فریضہ چنانچہ فجر و خفتن و مغرب قرأت بہ اختصار باشد و آنکہ طوال مفصل و اوساط مفصل و قصار مفصل گفتہ اند خود ہماں باید تا حضور دل ایشاں اہم تر از جملہ کارہاست اگر طوال قرأت شود تحمیل بشریتے مزاحم گردد و تحمل حاجتے ہم در پیش باشد و حضور مزاحمت نماند۔ و در نماز معانی قرآن در خاطر گزرانیدن ایشاں ایں راتشتت دل و تفرقہ حضور نامند۔ و دل را بریک خطرہ داشتن بدانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اشارت کردہ است واعبد ربک کانک تراہ بہترین کارہا باشد۔

مراقبہ از کثرت نوافل بہتر است

(۷) و مراقبہ را از کثرت نوافل غنیمت دارند و ہرچہ بذوق و راحت دست دہد

حضوری در وضو

ہماں بہتر باشد۔ و حضور وضو ایشاں اینست در اغتسال ہر عضوے اتصالے
و انفصالے تصور کنند۔

تجدید وضو برائے ہر فریضہ متصل وضوء نماز فریضہ گزاردن
احتیاط در وضو کردن

(۸) و اگر ایشاں را روزے برائے ہر فریضہ غسلے میسر آید زہے کار۔ و چنانچہ تجدید
وضو کنند، متصل آں خواہند کہ در فریضہ شروع کنند تخلل جز آنکہ وضو و سنت نباشد

(۹) و البتہ جامہ باشد وقت وضو بر سینہ دارند و آستینہا پیچیدہ از
آرنج بلند تر کنند تا قطرات آب وضو بر جامہ نیفتد۔ دریں باب اختلاف علما است
امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماید نجس لما نزال من العضو و بعد از آنکہ وضو
کنند بخیزند جامہ باشد کہ بداں تخفیف اعضا بکنند۔ و چوں خواہند در خلا و ملا
عمامہ را گرد آرند طاقیہ را از سر دور کنند بلکہ دستار ہم از سر فرود آرند و جامہ دیگر
در سر پیچند و اہتمام دارند کہ در وقت وضو سخن با کسے نکنند الا بضرورت

در وقت وضو کردن سخن نکنند
حضوری در طہارت خانہ

طہارت علیحدہ و در خلا ہم خالی از حضور نباشند یا حضور ایشاں چناں غلبہ
کردہ است کہ دل را ازاں باز آوردن میسر نیست و آں حضور ضروری وقت ایشاں
است۔ یا حضوری کہ لائق آں موضع است و فکرے و اندیشہ کہ لائق آں مقام است
ازاں خالی نباشند اقل ایں قدر باشد دراں حال خود را از جملہ ناسی کمتر و بدتر
و خوار تر تصور کنند و کون و فساد را دراں حال بدل دارند۔

قیلولہ و غنودنی سبکے پیش از اشراق یا بعد از دمیدن صبح قبل ادائے فریضہ فجر

(۱۰) و البتہ رعایت قیلولہ کنند اگرچہ مجرد استراحت باشد۔ خواجہ بن قدس اللہ
سرہ العزیز گفتہ است ہر صوفی را کہ او قیلولہ نمیکند تو بدانکہ ہمہ شب میخسپد
آں بیداری کہ او در شب کند بے قیلولہ آں بحساب خواب باشد۔ و بعضے کہ
ہمہ شب بیدار اند البتہ نہ غلطیدہ اند یک غنودنی سبکے پیش از اشراق کنند

تادر ادائی وظائف ثقلے نباشد و موجب ملالتے نبود۔ و بعضے بعد دمیدن
صبح یک غنودگی کنند آنرا کہ اعتماد باشد کہ مستحب فریضۂ او فوت نشود۔ و دراں
مصلحت باشد ہر کہ ہمہ شب بیدار بود و صبح در بیداری و مدنازکی و زردی در
رخسارہ و در پیشانی او باشد مردمان آنرا بالضیاء نور نسبت کنند و چشمہا البتہ غلطان
بود بدیں صورت جمالے در روے باشد ایشاں ازیں احتراز کنند۔

شب را سہ حصہ کنند

(۱۱) و شب را سہ حصہ کنند۔ یک حصہ در اوراد و وظائفے کہ در شب آمدہ است
یک حصہ بخواب گزرانند باقی دگر در ذکر و مراقبہ رود۔ میان آں ہر دو ہر چہ اورا
ذوق بیشتر باشد دراں اہتمام بیشتر کنند۔

وقایع خود پیش کسی بجز پیر نگویند تعبیر نباشند

(۱۲) و آنچہ شب و روز ہر چہ از وقایع پیش آید بہیچ کسے نگویند مگر پیش
پیر یا آنکہ او بجائے پیر است۔ و البتہ چو یاں تعبیر نباشند حوالہ برو کنند کہ پیش او
میگزارند اگر او تعبیر کند مصلحت دراں باب است و اگر نکند مصلحت دراں است
و گفتار آں زیانکار وقت او باشد نفس را شربے بود و وقایع کم شود و بعضے را خود
بکلی رود و آں دیدن و شنیدن را در واقعہ بدیں مثال تصور کنند۔ چنانکہ شخصے
در مقامے میرود و در رہ درختے ہست کوہے ہست سنگریزہا ہست کرے
جوئے ہست۔ آں دیدنہا چنانچہ نورے و نارے یا ندائے ہاتفے ہست
یا مہے یا آفتابے و ستارہ یا رویت صور مشائخ و غیر آں ہمبریں حساب شمرند

اول وقت از اوراد خالی نباشد

(۱۳) اول وقت از خواندنی و گذاردنی خالی نباشد۔ در وردے و
ادعیہ و سورتے کہ از وظائف اوست چنانچہ بعد فراغت اینست۔ چوں
ازاں فارغ شود وقت تلاوت بگذرانند و اگر مطالعہ سلوکے باشد یا از حکایات

نماز چاشت

مشائخ بود ہمہ شاید آنکہ چاشت فراخ شود کہ ہوا نسبت بگرمی برد۔ بعضے چاشت را سہ قسم میکنند۔ چہارگانی اول متصل اشراق بگزارند۔ چہارگانی دوم وقتے کہ چاشت فراخ شود و چہارگانی سیوم نزدیک بزوال بود ہمچناں نماید کہ وقت مکروہ گزاردہ است۔

وقت قیلولہ کردن

(۱۴) وقیلولہ باید تا زوال شود اگر یک دو طاسے بلکہ سہ چہارے زیادہ گذرد ہم شاید زیراچہ براں معاونت بر شب بیدار یست۔ بعد از تجدید وضو و اوراد دوگانہ فی زوال گزارند۔ بعد ازاں یا تلاوت کنند یا بمراقبہ شوند۔ اگر مزاحمت آئندہ است تلاوت کنند و اگر نہ حالت مراقبہ بہترین حالاتست۔

نماز فی زوال

اہتمام دارند کہ ہر نمازی را اول وقت ادا کنند خصوص فجر و عصر

(۱۵) واہتمام دارند کہ نمازے را اول وقت ادا کنند خصوص فجر و عصر را زیراچہ بعد ازیں دو نماز وردے مخصوص دارند پیش از طلوع و پیش از غروب بجا آوردہ شود

اوقات مرجوہ را غنیمت شمرند

تفصیل اوقات مرجوہ

(۱۶) و ہر وقتے مرجوے را غنیمت شمرند۔ گویند وقتے است کہ دراں وقت البتہ ردِ خواست نباشد ہرچہ از خدائے تعالیٰ بخواہند بیابند۔ و آں وقت بعضے گویند قبل طلوع صبح است۔ و بعضے گویند عند الطلوع بوقتہ۔ و بعضے گویند میان سنت و فریضۂ فجر۔ و بعضے گویند بعد ادائی فریضۂ فجر تا طلوع آفتاب۔ و بعضے گویند آں وقت چاشت است۔ و بعضے گویند وقت فی زوال است۔ و بعضے گویند بعد از ادای نماز پیشین است کہ آں را بین الصلوتین گویند۔ و بعضے گویند بعد ادائی عصر حتی الغروب۔ و بعضے گویند بعد از مغرب تا وقت عشا۔ و بعضے گوینہ

نیم شب۔ و بعضے گویند آخر شب۔ و قبیل صبح گفتہ اند۔ ہم بنابریں ہیچ وقتے صوفیان ضایع نگذاشتہ اند البتہ بسجدے و شغلے و بصلوتے و ذکرے و مراقبۂ مشغول ماندہ اند۔ و آں شب قدر کہ مردم سرگراں آں وقت اند آں وقت ہر روزے و ہر شبے است کدام نیکبخت باشد کہ ادراک آں وقت کند۔

اوقات مکروہ و رعایت آں وقت داشتن

(۱۷) و بسیارے از صوفیان اوقات مکروہ را رعایت کردہ اند و ہم بداں وقت بشغلے عظیم مشغول ماندہ اند چنانچہ صلوۃ و مراقبہ۔ ایشاں چنیں گویند کہ فقیہہ میگوید کہ آں وقت غضب اللہ است ایں دوستان خدا چنیں گویند وقت غضب ایں تقاضا کند کہ بعبادتے و بکار طاعتے مشغول شوند۔ چہ میگوی اگر خداوندے بر مسکینے غضب کند یا خداوند را در حالت غضب بیند نہ آنکہ بعجز و زاری و با طاعت پیش آید تا تسکین فوران غضب او شود۔ ایں ہم گویند کہ عاشق و محب محل و غیر محل نہ بیند ہموارہ در جست و جو باشد۔ و چنیں ہم فرمایند از محبوب را در حالت لطف جمالے دیگر است و در حالت غضب حسنے دگر۔ چوں نباشد کہ تو مبتلائے ترکے عیارہ خونخوارہ باشی و او در غضب خود بر سمندے سوار بودہ دستار را کشر کردہ و جعد برآں پیچا پیدہ سنانے بدست گرفتہ سوئے تو تازد آں رخ را بنگر و عطائے خویش بر سینہ ات گزارد آنکہ تو سینہ را سپر سازی یا نہ و آں ہیئت ترا مستانہ کند یا نہ ایں نظارہ میسر نیاید تا او در غضب نباشد و قصد جاں تو نکند و ایں ہم گویند کہ فقیہان میگویند کہ ایں وقتے است کہ مشرکان شیطان را پرستند آنکہ تو چہ میگوئی علیٰ رغم انف اعداء الدین و برعکس خوہلات ایں شیاطین ما رب العالمین را

پرستیم مخالفت دشمنِ دوست و برعکس کردن کار او نشان محبت است۔

تاخیر در نماز عشا تا نصف شب

(۱۸) و بعضے صوفیان گاه گاہے نماز خفتن را تاخیر کنند تا نیم شب کہ آں وقت مستحب است و چندیں بریں موافق شوند تا نیم شب برخیزند تجدید وضو کنند و بہ نشاط تمام فریضہ بگذارند از آنچہ از نماز شام بلکہ از نماز دیگر بلکہ از بین الصلوٰتین باز در گزاردن و خواندن گذشتہ است تا آنکہ وقت نماز خفتن بکمال شد ثقلے در طبیعت شد گرانی در مزاج افتاد سبب آں چند طاسے بعطلمند استراحتے شود و اندک خوابے آید بعد ازاں برخیزند تجدید وضو کنند بنشاط تمام فریضہ و نوافلے کہ در آخر شب است و ذکرے و مراقبہ کہ معہود دارند بند بوقت تمام ادا شود۔

خواب و بیداری و شغل بہا

(۱۹) بیداری سہ پاس باشد و خفتن یک پاس و بعضے چنیں ہم کنند از اول وقت نماز دیگر تا ادائی نماز خفتن با جمیع نوافل آں سخن نگویند و افطار نکنند بجز قطرہ آبے و بعد از نماز خفتن افطار صوم باشد و بعضے تا سحر ادائی نوافل و وظائف و ادعیہ چند از مشغول نباشند کہ در ذکر و مراقبہ خلل شود و آنکہ ہمہ شب قرآن خوانند تا ختم شود نیکو کار نیست این الا بحصۃ وقسمۃ باید کرد و مراقبہ اعز المشاغیل است۔

مراقبہ اعز المشاغیل است صوفیاں را بہ استتار کار ہا و حال خود التفاتے نباشد

(۲۰) و صوفیان را نباشد بدیں التفاتے کہ بہ استتارے کوشند یعنی اگر جمعے است نفلے نگزاریم کہ بدان شہرت است یا مردمان چہ گویند کہ نمود از خلق میکنند۔ نظر و منتہا ازیں ہر دو منقطع است صوفیان چنیں گویند ہر کہ عبادتے برائے شہرت کند او کافر است و ہر کہ ترک آرد از سبب خلق

او مرای و منافق بود۔

(۲۱) واگر ذکر و مراقبه غلبه کند وظیفه وقتی را بدان ترک نیارند والبته عمل ایشان برین باشد۔ مراقبه را و زجمیع احوال العمل دارند اگر در ذکر است مراقبه بآن منظم کنند و در نماز کذلک۔ سخن در آنست اگر میخورند و اگر ره میروند و اگر در حکایت اند یا در صرف امور بشری دیگر اند ہم مراقبه نباشند۔ و ذکر خفی بعضے ہمین مراقبه را گویند اگرچه باصطلاح ذاکران ذکر خفی آنرا گویند که ذکر بے حس دل میگویند چنانچه زبان قابل نیست ارکان ذکر را نگاہدارند یا ندارند۔

(۲۲) طعامیکه ایشان خورند آبیکه ایشان آشامند در ہر لقمه اقل این آنست تسمیه گویند۔ بعضے ہر لقمه فاتحه تمام خوانند و این را عجیب و غریب بدان تا مردم لقمه را بستانند و گرد آرد و بخاید و فرو برد فاتحه خوانده شود۔ و آنکه گویند در ہر لقمه تمام قرآن خوانند آن داخل خوارق است از عمل عاملان بیرون است۔ ا

(۲۳) و تهجد را گفته اند یقظة بعد نومة او نومة بين يقظتين او يقظة بين النومين یعنی خسپد بیدار شود و بعد ازان نماز گذارد و تا سحر بیدار ماند این یقظة بعد نومة او نومة بين يقظتين است۔ او يقظة بين النومين یعنی بیدار بود خفت بیدار شد نماز گذارد باز خفت۔ و آنکه ہمه شب بیدار بود یا نصف شب اختیار کند و یا پاس آخرین۔ و نباید که صوفی غافل خسپد خواب او ہمانچه گفته اند اكلهم كالمرضى ونومهم كنوم الغرقى من ديدم سلطان محمد تغلق بعضے ردم را پیے سگاف کرده بود سر زیر پا بالا کرده آویخته ودران چنان حالت ایشان را خواب آمده است۔ صوفی در وضد طالب

ذکر و مراقبه و مراقبه و سیر حال

تسمیه ضمن وقت طعام خوردن

نماز تهجد صوفی خسپد خیمه

خواب صوفی ... سلطان محمد تغلق

در خواب دیدن صوفی که او را بادشاہے دست و پا بریده انداخته بود

بے خویش و خویشاوند خواب او بدیں مانند باشد ظالمے صوفی را بو ہم زندقہ دست و پا بریده انداخته است دراں حالت او را خواب آمده است و احتلام افتاده است آب طلبید گفت بر اندام من بریزید که مرا احتلام افتاده است آں ظالم از ظلم پشیماں شد گفت اگر زندیق بودے ایں اہتمام در غسل نبودے۔ و البتہ صوفی که در خواب باشد باید که او را از وجود خبر بود مگر بسبب عرضے یا مرضے او را ذہول پیش آمده باشد چنانچه گفته اند تنام عیناى ولا ینام قلبی و ایں را خبر مرفوع گویند۔ و آنکه صوفی در خواب بیند و آنچه بحس باصره بیند در حس باصره احتمال غلط باشد اما در خواب صوفی احتمال غلط نیست۔ بعضے عامداً و قاصداً بخسپند خود را بخواب دہند برائے آں مصلحت تا ہر چه خواہند بر آں مطلع شوند

باید که صوفی را در خواب از وجود خود خبر بود

بعضے صوفیان عامداً بخسپند تا ہر چه خواہند بران در خواب مطلع شوند

تمام تر اطلاع شود۔ و بدیں سبب علما گفته اند که خدائے تعالےٰ را در دنیا بخواب بیند شاید خواب را بر بیداری ترجیح دہند چنانچه جنید قدس اللہ روحه گفته است خواب فعل اللہ است و فعل اللہ بغیر اختیاری است علی ہذا راجح باشد خواب بر بیداری۔ بامدادے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہه خفته ماند و فاطمه رضی اللہ عنہا ہم با وے خفته است جامه از سینه ہر دو جدا شده بود رسول علیه السلام برائے ایقاظ ایشاں دروں آمد چشم بسته الصلوٰة الصلوٰة گفت علی رضی اللہ عنه بیدار شد رسول صلی اللہ علیه و آله وسلم فرمود ایں چه خواب بود که نماز بیگاه می شود علی رضی اللہ عنه فرمود ما را خسپانید خفتیم رسول صلی اللہ علیه و اله وسلم فرمود بناخوشی وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا سخن حیدر کرار کرم اللہ وجہه جوابے نبود لابدی بدین کلام متعلق شد رسول اللہ صلی اللہ علیه و آله وسلم

گمان نبری لوندے غافل و کاہل ہمہ شب خسپید وریں کلام ایشاں را مدخلے باشد لاحول ولا قوۃ الا باللہ سخن در بیداراں حضرت میرود کہ از حکم طبع بشری بیروں آمدہ اند۔

ملاقات خضر با رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقع شدہ یا نہ

(۲۴) اختلاف رود بعضے گویند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را با خضر صلوات علیہ ملاقات بود بریں حکم چنیں می آید کہ او نبی است و بعضے گویند نبود بریں وہم میرود کہ ولی است از امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ و آنکہ ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ مسبعات عشر را از خضر صلوات اللہ علیہ روایت کند و خضر صلوات علیہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چنیں گویند ایں ملاقات روحانی بود واز رسول اللہ علیہ السلام مرویست لوکان الخضر حیا لزارنی بریں معنی اختلاف خیزو۔ سکندر برائے حفظ سد یاجوج و ماجوج خضر صلوات علیہ را داشتہ بود خضر علیہ السلام چند سال حافظ آں مقام بود در آنچہ بعث نبی شد من اللہ سروالقائے خواب شد صد سال بخفت چوں بیدار شد تفحص کرد در نبی آخر زماں مبعوث شد یا نہ ہنوز۔ باوے گفتند مبعوث شد و تبلیغ رسالت کرد و اثبات شریعت کردہ و باز گشت۔ بریں مقال احتمال حدیث اثبات شود لوکان الخضر حیا لزارنی پس آنکہ شریعت بدور سید او انقیاد کرد۔

خواب من اللہ القا شود وآں اخص خواص را بود

(۲۵) مقصود آنداشتم کہ خواب من اللہ القا شود آں اخص خواص را بود و قصۂ اصحاب کہف از اں مشہور تر است کہ ما بنشتیم سہ صد و اند سال خفتند و ایشاں را گماں بود کہ یک ساعتے بود۔ صوفی را خسپانند و از امور اخروی تماشش نمایند کہ آں بہزار سال در بیداری احاطت نتواں کرد۔ مرد بیدار در کا

است و خفته بیکار در کار و او کار یابد و خفته از داد دور رود و افکار فارغ باشد. گفته اند
زمانه باشد که قایم از ناشی بهتر قاعد از قایم بهتر مضطجع از قاعد بهتر یعنی نایم فعلی هذا
نظاره شود خواب فضلے دارد اگر للتمدی فی الله من الله بوده باشد. و آنرا که خواب
شیطانی گویند نباشد مگر اهل وسوسه و گرفتار هوا را. احتلام اگر عارفان است
بغایت شرف و فضل دارد و اگر عوام راست عقوبتے صرفے خصوصاً طلاب را۔

مرید برائے بیداری بسیار اجتهاد کند

(۲۶) مرید برائے بیداری بسیار اجتهاد کند طعام و آب کم کند خصوصاً
شب را. دل بیدار شود تا تصفیه او کند و تصفیه او بجز بیداری چیزی نیست چنانچه
بارها گفتم اگر زنده شد و جمالش بر تو تجلی کرد تو آنی که وصف تو در تحریر نگنجد
جنید رحمة الله که در شان سهل رحمة الله گفته است آسان سخنے نیست۔

طریقهائے تقلیل طعام و آب

(۲۷) تقلیل طعام برین تدبیر دست دهد اگر ترا فرض کنیم هر روز غذا یک سیر است
یک سیر نخود را سنگ سازد و در پله بنهد و غله دیگر در پله دیگر وزن کن نخود یک دانه از
که سنگ ساخته بیرون کشی همین صورت هر روزی از آن نخود غله که آنرا موزون
ساخته یک دانه بیرون آرد تا همه سی دانه شود در سال سه صد و شصت دانه شود [illegible]
غذا چند درم سنگے باز آید تقلیلے درستے دست دهد و با قوت و بے مشقت
بود هیچ قوتے از بنیه کم نبود. تقلیل آب کوزه مالامال بدست گیر مضمضه کن بیرون
انداز آخر از کوزه یکجرعه فرو بر بحساب گوئی تمام کوزه آب خوردی و نفس بوهم خویش
دانست که تمام کوزه در تصرف من آمد کام و سینه و دل قوت آب گیرند خشک شوند
و آن جرعه که تو خوردی برائے هضم طعام بسنده باشد. پس آن هر دو که گفتم
سالها بے طعام و آب توانی ماند و اگر خود این نکنی غرض بے طعام و آب حاصل باشد

وآنکہ گویند برائے تقلیل طعام چوبے تر را موزوں بہ سازند ہست تدبیر و لیکن
عنقریب آں خشک شود آں یک سیر را بود میاں چند روز نیم سیر باز آید بنیہ
سست شود ضعیف و لاغر نماید۔ وآنکہ گویند و نانے خورد پرکالہ ازاں کم کنند
بتدریج بہ اندک مدتے بہ نیم نان و بدانگے باز آید۔ ہست تدبیر اما بنیہ ضعیف شود
و مرد لاغر شود۔ آب ہم بر مثال طعام نہادہ اند۔ جوگی کاسہ از پوست کدو دارد
آں مقدار کہ غذائے اوست بداں کشکش پر می شود مالامال کند بخورد یکضربہ بر
سنگ ساید چیزے ازاں کم شود ہمبریں منوال ہر روزے آں کار کند میاں
چند روزے یک کفے باز آید آنہم نیکو تدبیر نیست۔

طریق سیرین طی

(۲۸) وآنکہ خواہد طے کند نخست صوم دوام پیشہ سازد چند روزے غذا
بعد ادای خفتن کند ہمبریں طریق تا قبیل صبح افطار آرد۔ شبے آنہم گذارد
بدیں تدبیر طی درست دست دہد دو روز یک شب یکطی گیرند دو شب سہ روزہ
طی باشد و ہرکہ یکروزے بے طعام تواند ماند سہ روز تواند ماند و ہرکہ سہ روز تواند ماند
دہ روز تواند ماند و ہرکہ دہ روز تواند ماند یک ماہ تواند ماند و ہرکہ یک ماہ تواند ماند
شش ماہ تواند ماند و ہرکہ شش ماہ تواند ماند یکسال تواند ماند و ہرکہ یکسال تواند
ماند ہمہ عمر تواند ماند۔ وآب ہم ہمیں حکم دارد۔ ایں تدبیرہا است کہ گفتیم اگر طالب
را غلبۂ عشق و شوق باشد روزہا و ماہہا گذرد و خبرش از طعام و آب نبود
و در ہیبت و نسبت او چنیں داند تا چہ بخورد ابیت عند ربی یطعمنی
و یسقینی یک تاویل ہمیں گفتہ اند۔ و ایں ہمہ کہ گفتیم تقلیل و ترک بشرط
قوام بنیہ و قوت معنی۔ اگر ایں دست دہد۔ و اگر ایں دست ندہد او ایں کار نیست

اور اترک آں باید کرد۔

یا دل از خانماں خود بر کن ۔۔۔ یا تمنائے عشق کمتر کن

تو نہ مرد عشقبازی ما ۔۔۔ برو اے خواجہ کار دیگر کن

و کسے چنیں ہم باشد طعام خورد ہر طعامیکہ ہست اگرچہ متعطش و گرم بودہ باشد و مع ہذا آب نخورد ایں راہم تدبیرے ہست یکدو روزے او بر خود سخت گیرد بے آب ماند سپس آں ایں ہم دست دہد۔ والبتہ تقلیل طعام و شراب موجب تقلیل منام باشد و اینکہ تقلیل چہار چیز گفتہ اند ہر یکے موجب تقلیل دیگر لیست و گویند دو کس نخسپند یکے آنکہ مبتلا بہ درد فراق و اندوہ ہجراں بودہ باشد خواب گرد آں سوختہ دردمند نگردد۔ دوم آنکہ بمقصود وصل رسیدہ باشد بصرف ہوا و اخذ لذت چناں مشغول است کہ او پیرامن خواب نگردد۔ و ہم چنیں ہم گویند اہل یقین را بیشتر خواب باشد کار آسودہ است رہ بسر رسیدہ است مرد بآرام و قرار رسیدہ است اضطرابے و انزعاجے نماندہ است طلب و درد و سوز رخت بر بستہ اند مرد در زاویہ فراغت اضطجاعے کردہ است ہر آئینہ بفراغت خسپد از آنچہ موجب بیدارش نماندہ است ایں جنوے ہم خود را در ابتدائے حال سالہا بہ بیداری گذرانیدہ بیقظہ معتاد نفس او شدہ باہمہ آرام و قرار خواب را با وے چہ کار کہ معتاد روزگار او نیست۔

تقلیل طعام و آب موجب تقلیل منام باشد

اقسام خواب

(۲۹) گفتہ اند النوم فی اللہ باللہ للہ من اللہ ایں ہمہ اقسام محمود است نوم عن اللہ نسبت بمذمت برد آرے اما غافل ہم از وبد وشد من اعز الحالات باشد۔

انواع صوم و صائمان

(۳۰) صائمان بر انواع اند۔ یکے صوم دوام باشد این بہترین صیام است
و گویند صوم داؤد علیہ السلام بہترین صیام است یک روزے افطار کند یک
روزے صایم باشد زیرا چہ اول معتاد می شود و در دوم خلاف عادت می باشد
اما اگر بریں ہم عادت شد این نیز ہمچو صیام دوام باشد و شاید نفس بدیں راضی
شود بارے اگر یک روز صایم یکروز نخورم۔ و بعضے در ہفتہ سہ روز روزہ دارند
دوشنبہ پنجشنبہ جمعہ و بعضے پنجشنبہ و جمعہ بس و بعضے اول مہ و آخر مہ و بعضے
سہ ماہ و عشرین یا دو شش شوال و ایام بیض اما ایام بیض ملازم حال این طایفہ باشد
مگر بضرورت پیری و ضعف بینہ و خوف زحمت۔ و البتہ صوفی را بے صوم نشاید
بود کہ یکے از ارکان تصوف است۔ و آنکہ گویند کسے باشد کہ ہمہ روز صایم
ماندہ است امساک کند از طعام و آب و قبل غروب شمس افطار کند موجب آنکہ
نفس خود را صایم بداند غرورے در وے بنیاید این نیز بشرط متانت و استواری
نیست اگر آن عجب نباشد این عجب است کہ من کسے ام البتہ ارکان صوم را
نگہ دارم و نفس شکستہ دارم۔ و بعضے اکتفا بتقلیل کردہ اند غرض تصفیہ حال
باشد اما نام صوم نبود نیکو است اما این نیز شائبہ شرے دارد۔ دیگر صوم از ارکان
دین است رعایت او بشرط کردن امرے کلی باشد۔

اعتکاف

(۳۱) اعتکاف را نیز صوفیان رعایت کنند بعضے یک اربعین و بعضے
دو اربعین و بعضے سہ اربعین و بعضے کبرویان این چنیں کنند دہ شعبان و
سی رمضان این را اربعین محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خوانند۔ و سی رجب
دہ شعبان این را اربعین عیسے علیہ السلام نامند۔ ہمہ سال این سہ اربعین را

رعایت کنند و خلوت گزینند و ملازم ذکر و مراقبہ باشند و نوافل دیگر کمتر بود جز سنت
موکدہ را رعایت نکنند و دوگانہ شکر وضو باقی وقت بذکر و مراقبہ گذرانند و بعضے ہم
باخر دہہ ماہ رمضان اکتفا کنند و بعضے چنیں گویند ایں سنت موکدہ است و در ہدایہ
فقہا ایں سخن نبشتہ اند۔ اما نمیدانم کہ از صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بہیچ
روایتے نہ دیدہ ام کہ ایشاں ایں سنت را رعایت کردہ اند در ایام رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و نہ بعد فوت او مگر ہم بنا بریں است بعضے مشائخ نمی
نشینند۔ و چنیں ہم گویند کہ در یں شہر ما است ما ہمہ وقت معتکفیم تعین کردن
بوقتے زیادتی باشد۔ و چنیں ہم گویند مقامیکہ در و نماز بجماعت اذن عام باشد
چنانکہ خانقاہ و جماعت خانہ صوفیاں آں بمنزلہ مسجد بود ما ہمانجا ملازم ایم
و بشرط اعتکاف می باشیم۔ گویند اعتکاف بر سہ نوع است اعتکاف معین چنانچہ
عامہ را دیدی و میدانی دیگر اعتکاف دوام از انچہ حکایت کردیم و سیوم اعتکاف
ولہا باشد یعنی درون دل اہل دل معتکف ایشاں است با ہمیں و لیکہ و ایم
ہم بدیں با دل خویش معتکفیم۔ از رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منقول است کہ
جز ماہ رمضان ہیچ ماہے تمام روزہ نداشتہ است و ہیچ ماہے تمام افطار
نکردہ است و ہیچ روزے برائے صوم مختص نداشتہ است اما صوفیان تخصیص
کنند ایشانرا مقصود رعایت اوراد و وظائف بود۔

اشتغال بہ نکاح بہتر یا تخلی بنوافل

(۴۳۲) ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ گوید اشتغال بہ نکاح بہتر از تخلی بنوافل است
و شافعی رضی اللہ عنہ برعکس آں فرماید۔ اما م از منتہیان نشان داد و شافعی
رضی اللہ عنہ سخن از اہل ابتدا گفت۔ منتہی بہر محسوسے و ملذوذے کہ مشغول شود

بجستۂ و نسبۂ تجلی او بینداورا اقتناع ازاں نیک نباید بجرماں راضی شدن مشکل کارے است۔ واز رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کنند خیر هذه الامة اکثرهم نساءً او از مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہمیں نشان یافتہ شود کان ازهد الناس وله اربع منکوحات وثمان عشر سرية وہم ازینجا گویند کہ او ازہد الناس بود فعلی ہذا کثرت نسا از دنیا نباشد بلکہ ہم ازینجا است کہ گویند عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ باز پس آنکہ عمرش بہشتاد رسید چہار عورت در نکاح آورد

مالایجب تجربہ بہتر
شرح اسرار زبان آید

(۳۴۳) اما محمد حسینی ابقاء اللہ فیضہ الی یوم التناد بحق شفیع العباد از تجربہ خود چنیں گوید ہر کہ بیک زن رسید بتمام دنیا محتاج شد اگر تجربہ کردہ دانستہ و دیگر کارمیاں و دو نفر است بہر سببے کہ دریں کار شروع شدہ است دوم را ہم چیزے ہولے ولذتے باید یا نہ قوت تو صورت اسقاط گرفتہ است وجمال تو زوال ثبوت کردہ است۔ آنکہ اندیشہ کن آں بیوہ را چہ حالست جز آنکہ بر تو و بر حال خود شستہ صکّے بر وجہ خود میکند و میگرید۔ اے دوست ولے عزیز بحال سر خود ازیں خطرہ باز آئے واگرچہ ادنے من اللہ می شود ایجاب فرضیت نمیکند اما اباحتے وجوازے می نماید واگر اینجا فرضے کند اگر مرشے عارفی و تجلیات را شناختہ بسیار چیزہا است کہ ادمیفرماید و تو نمیکنی۔ حکایت کردن مرا اینجا زیادتی باشد زیرا چہ مردمانراز یانکار آید۔ مصرع

این نیز بہ نہ براں دگرہا

خداوند سبحانہ وتعالی یحیی صلواۃ اللہ علیہ را مدح کردہ وکان حصوراً

گویند قلیل الباه بوده است تو مرد صوفی بتقلیل ملازم حال تو شده است تو هم در
حکم قلیل الباه دریں اندک قوت قوت خود را زیر پاے نهی و گرنه از تو هیچ
کارے نیاید۔ از ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کنند که او گفته است اگرچه
دانم از عمر من جز پانزده روزے بیش نمانده است باایں همه نکاح کنم که میسرم
ولا احب ان القی اللہ عزبا نیکو سخنے است ترا اهتمام بر جود شد و
البته خواستی که با سنت میری که رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زن گذاشته
مرده است اما نظر بر حال آں بیچاره نیفتاد که او بیوه خواهد شد و او حداد خواهد کشید
و او میان مردمان معیوب خواهد شد۔ حاصل باتو میگویم اے یار عزیز دوست من
تا توانی ازیں کار محترز باشی خود را زیان مده خود را از کار دین پس مینداز خود را زحمتی
و رنجور مساز خود را اسیر کسے مکن خود را در گرداب پلیدی مینداز نفس را از حرص و
هوس باز دار۔ آنکه من باتو میگویم من عنین صفت وامانده ازیں کار نیم با همه
قوتے و شوکتے که دارم ترا تنبیهه میکنیم و هیچ صوفی و سالکے رونده دریں کار نباید
در او بسته نشد شوق کم شود از درد طلب باز ماند ذوق فوت گردد و اگر عارفی واللہ
تجلیات گم گردد از شهود غایب بشاهدے حاضرے راضی شده و سنتا دریں
رفته است۔

اختلاف در مسئله از حضرت شیخ محی الدین رح ابن عربی

(۳۴) محی الدین رح ابن عربی چند سخن درین محل گوید او بعالم غیب گذاشته است
بعالم شاهدے راضی شده است او جز بدیں وجودات بوجودے دیگر قائل نیست
و او ایں همه صور و اشکال را صور و اشکال او گوید او از ورائے شعورے ندارد
والحق وراء الوراء۔ فافهموا و اغتنموا این انت من هؤلاء اگر او

درایام من بودے او را ازیں شواہد باز آوردے او را ازیں شواہد بعلو بردے و از وراء الوراء نظارہ آتش شدے ایمان بتجدید اوردے مسلمان از سر شدے اگر ایں سخن من خلاف حق و تحقیق است چنگ دوستاں خدا و عارفان خدا و دامن من۔ او گوید الہ مطلق و الہ مقید سبحان اللہ اگر فیض او رنگ آمیزی و کیمیا گری کرد ایں صبغۃ اللہ را تو الہ مقید نامی جعلناہ الہاً ایں چہ سخن است آرے او الہ بالقوہ بود فی الاحوال الآنزال چوں از قوہ بفعل آمد تو چہ گوئی کہ جعلناہ الہاً دریں باب طول و بسطے کردمے شرحے و بیانے نمودمے اما الوقت عزیز والعمر قصیر کجا افتادہ ایم لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

سبحہ بعد از رسیدن تبحر کمال صوفی را پابندی اوراد و ازہم

(۳۵) صوفی بہمہ اوصاف کمال رسیدہ ہیچ وردے و اوراد وے از وے فایت نگردد و مہما امکن۔ جنید رضی اللہ عنہ وقت نقل تقلیب سبحہ میکرد از آتش پرسیدند گفت اذا انطوی صحیفتی میخواہم ختم کار من و عنوان صحیفہ من بدیں تمام باشد۔ مشائخ ما را باہمہ کمالے کہ ایشاں دارند شیئے ما از اوراد و وظایف ضایع نکنند و اگر اہم و اعلیٰ نظر کنی مرد عارف در ہمہ اشیا او را بیند اکنوں بہیچ مصلحت از معہود و معتاد نگردد و از کار کبار رو گرداند و آنچہ انبیا و اولیا بہ آں رفتہ اند صورت امتیاز نماید۔

آداب طعام خوردن فضیلت اسم یاد وضو بودن

(۳۶) طعامیکہ ایشاں خورند بہر لقمہ تسمیہ گویند بلکہ بہر لقمہ فاتحہ خوانند بعضے بجائے وضو غسل کنند ہر بار کہ وضو شکند غسل تجدید شود و بعضے برائے ہر فریضہ غسل کنند چنانکہ شیخ ما شیخ فریدالدین گرے رحمۃ اللہ علیہ و قدس اللہ روحہ بسیاران باشند بوضو شام بامداد گزارند یعنی البتہ شب

ایشاں را خواب نبودے و نوم یکے از نواقض وضو است اگر خفتندے وضو واجب
شدے۔ در وضو لطبیعت شفائے نقاے در دل است و دفع ملالے ہست
و دفع دَرَنے و غبارے کہ بر رو و دست و پا می شود و مر دوایم الوضو المعانے
در رو باشد۔

آداب سماع شنیدن

(۳۷) سماعیکہ ایشاں شنوند ساختگی آں من قبل کنند بعد تطییب و غسل و سپیدی
جامہ تجدید وضو کنند و تقلیل طعام بلکہ مہتمان ایں کار من قبل طی ہم کنند و اگر می
خواستند طے کردن سماع می شنیدہ اند و چند روز از طعام گرد می آوردند۔
در مجلس سماع با عزت و وقار بنشینند و دل را بحضور و مراقبہ آرند و مقصود را در پیش نظر
دارند و جمع ہم ہمبدیں کنند البتہ یمیناً و یسراً نظر نباشد یا نظر بر قوال بود یا
بین یدیہ و نظر بریں نکنند کہ گوئندہ رعایت گلوے موسیقار میکند یا نہ۔ نظر
بر موزونی و ناموزونی بیت نکنند و در خامی و پختگی ترکیب نہ بینند و نظر بر گوئندہ
نکنند و البتہ باید کہ امرد و ملیح مطربان نباشند اگر اتفاق حضور او باشد باید کہ
لحظہ بسوے او نشود و بہرزہ آہ بلند نزنند و بہر بہانہ واہ واہ نکنند ہمت بریں
بر بستہ باشند کہ خود نخیزند تا رقص کردن و جستن از طفیل باشد۔ و البتہ قصد کردہ
میان حلقہ نرقصد۔ و نخواہند توجہ قوال سوے ایشاں باشد۔ البتہ ازیں
محترز باشند کہ نظر حضار برا او افتد۔ و البتہ قصد کردہ جامہ سوے گوئندہ
پرتاب نکنند مگر کہ وقت آں اقتضا کند۔ و داوہ باز نستانند و اگر جامہ خود
افتد بہتر آں باشد کہ باز نگیرند مگر قوال را العطیہ چو شنود سازند چوں نہ باشد
حالت سماع حکایت کرد کہ تو از کونین خاستہ از پر کالۂ جامہ نمی توانی خاست

واگر فقیرے را خرقہ جامۂ لابدی باشد او را چہ ضرورت است کہ در سماع درآید خرقہ اندازد یا چناں جنبد کہ خرقہ افتد گوشہ شنید یا در زاویہ استادہ ماند تبرک بحال اہل سماع کند۔ مرید نشاید بحضور پیر جنبشے نماید یا نعرہ زند او را باید متوجہ ہم بہ پیر بود۔ سخن در آنست کہ تکلف کند کہ بگریہ متعلق نشود بہمہ خویش متوجہ پیر باشد اگر یارے بزرگ کہ در مقام ارشاد و دعوت باشد با او ہم ہمیں معاملہ کند۔ والبتہ باید کہ در سماع یاران ہم خرقہ باشند مریدان یک پیر بوند تا صورت اختلافے درمیان نباشد و اگر نہ مریداں یک خیلخانہ باشند۔ پیرے را چند مرید ہستند و ایشاں دعوتے را از جہت پیر میکنند و اگر ایشاں ہم یکجا جمع باشند می شاید و اقل ایں قدر بود کہ مخالفے و منکرے نباشد متعلے بے سوز متقشفے بے ساز استادی بے درد دانشمندے بے صفا خود نمائے گمراہ ناہموارے بے راہ در مجلس سماع حاضر نیایند و اگر اتفاق افتد بطریق بہتر او را ازاں مقام معذرت کنند و اگرچہ او صورت اختلاف می نماید اما بجز حضور قدم او تشویشے باشد۔

حقیقت اختلاف فقہا در مسئلہ سماع

(۴۸) ایں قدر بباید دانست سماعیکہ فقیہ حرام یا مکروہ یا مباح یا حلال میگوید تصویر مسئلہ ایں است۔ اگر مردے بہزل برائے تطیب نفس یا برائے خوشی وقت خویش را سرودے میگوید و رقص میکند ایں سماع ایں سرود ایں رقص ایں ہزل بازی حرام است یا مکروہ است یا مباح است یا حلال است فقیہے میگوید حرام دیگرے میگوید مباح دیگرے میگوید مکروہ و کسے حلال میگوید چنانکہ گوشت اسپ و یا لعب شطرنج اختلاف کردہ اند ہمچناں ایں سماع۔ اما اینکہ دردے باشد طلبے باشد سوزے باشد و ازاں مزید طلبے شود۔

رغبت در طاعت بیشتر گردد و تقویت بر ترک طعام و آب وطی شود ایں در مبحث فقیہ نیست او با ایں گذرے ندارد و او ایں جنس فہم نکند گفتار او در نفسانیات و در معاملات دنیاویاتست او را با ایں چکار۔

مواقع کہ دراں سماع ناشنیدن بہتر

(۲۹) البتہ در سماع اہتمام باشد کہ شخصے از ابنائے ملوک و ارباب دنیا حاضر نباشند و اگر اتفاق چنیں افتد ایشاں در ذیل صوفیاں باشند نہ در صدر مجلس و ایشاں متبرک باشند ملکی و بزرگی را بر در گذاشتہ آنکہ درون آمدہ بوند۔ و اہل طلب و مرید را تکلیف باید کردن بحضور آں قوم جنبشے نشود و اظہار حالے نگردد شاید نفس را شرے باشد کہ او ازاں تغافل ماند۔ و دیگر اگر مصیبتے دنیاوی چنانچہ قریبے و نسیبے فوت شدہ باشد کہ با وے رغبتے بودہ باشد تا آنکہ درد او در سینہ باقی باشد و یاد او در دل بسیار گذرد بداں حالت از سماع محترز باشند خوف آنکہ نفس را اینجا استراقے باشد مردواند کہ برائے خدا تعالیٰ راہی جنبم و نفس را دراں کمینے است کہ تو ازاں غافلی۔ یکے را نیلے بر اندام بر آمدہ است اگر بداں و ہل دکہ بر سد عذابے و درد بسیار نماید مرد تخت متاذی شود ایں مثال بداں ماند مصیبتے بدو رسیدہ است دل دردمند است دراں حالت از درد خداوند براں درد رسد درد بر درد افزاید گریہ و اضطراب بیشتر شود درد خداوندیاد زن و فرزند خویش و خویشاوند منضم گردد بے شبہہ اخلاص رخت بربندد و کار مرد مختلط و ممتزج شود۔ ہم سبب ایں است دریں وقت سماع نشنوند۔ شیخ ما شیخ الاسلام شیخ نظام الدین محمد بداونی قدس اللہ سرہ العزیز نبشتہ داشت خواجہ نوح نام شیخ او را دوست داشتے ہم

حضرت نظام الدین اولیا بعد از رحلت شیخ خود خواجہ نوح تا شش ماہ سماع نشنید

بحضرت شیخ فوت یافت بعد از ان شیخ شش ماہ سماع نشنید شیخ را ازاں پرسیدند گفت درد فوح ما را تازہ است ترسم کہ نفس را استراقے باشد و مرا ازاں شعورے نہ۔

حرکاتے کہ در سماع ازاں اجتناب لازم است۔

(۴۰) و در سماع دراں موضعے کہ ذوقے شدہ باشد از مقامے بمقامے انتقال نکند کہ انتقال باسمہ انتقال است و آنکہ صوفیان زمانہ را بینی کہ سطر با را برابر کردہ پاے یکے می افتد و پائے دیگرے میگیرند و آہنگ می شوند کہ البتہ او را در سماع آرند ایں فصلے ازاں باب است ایں مرد بوقت خویش مشغول نیست ایشان ایں را ایثار نامند تو خود بدیں حرکت وقت خود گم کردی ایثار چہ خواہی کرد۔ و ہر بار قوال را بیتے و نغمۂ کہ ترا خوش آمدہ است واصحاب را جز آں مزاحمت نکند و جہد نفر باید کہ ہماں گویند کہ او را خوش می آید گذارد تا ہر کس بحسب خویش نصیبہ گیرد۔ سماع ازاں ہمہ است و اگر او را بیتے و نغمۂ خوش آمدہ است و مرداں ازاں ملول اند ترک دہد۔ سماع وارد غیب است اگر نصیب است از غیب ذوقے دیگر وارد ے دیگر خواہد شد۔ و ہر وارد ے نجنبد گذارد تا وارد ے پس وارد ے بیاید تا کمال پذیرد چناں شود کہ امساک آں از قدرت او برود و قہر و غلبہ وارد ے میانہ افتد چنانکہ گویند فقیہان النکاح عند التوقان واجب است بداں مشابہ کار کنند۔ و بعضے ہمچنیں گویند وارد را از خود دفع نکند و بر خود دیگر د سلطانیست کہ رو باز آید یا نیاید یا ما احتیاط تر و تحقیق تر ایں است کہ گفتیم۔ و اگر نا اہلے در سماع جنبد و بے سازی کند و مزاحم وقت دیگرے شود او را طریقہ بہتر از مجلس بیرون کنند

نا اہل را از مجلس سماع بیروں کنند

واگر نمی شود بقهر و غلبه بیرون کنند۔ واگر صورتے گریه در جنبش میکند که نظاره اش
مردمانرا نیز بتبسم و هزل میارد او نیز همیں حکم دارد۔ واگر از اهل جد و اجتهاد است
وے بے ضرب و بے وزن میرود نظر بر ضرب و وزن او نکنند نظر بر درد و سوز او دارند
رقص عبارت از اضطرابے است که صوفی را در حالت سماع پیش می آید و آں
اضطراب بوزن هم باشد بغیر وزن هم باشد و چنیں هم باشد صوفی بود که در وزن
و ضرب موسیقار مهارتے دارد کامل است دریں کار تا گهاں وارد بر وقت
آرد مضطرب گردد وزن و ضرب را فراموش کند گفتنی و دیدنی و پوشیدنی بغیر
وضع باشد۔ و ذوقے که در سماع حاصل شود یکے از نغمه باشد دوم از محل بینے بود و آنکه
از نغمه باشد آنرا حلے در میان نیست و لیکن بحکم طبیعت رقتے در باطن می افتد
بسبب آں رقت حسن صوت او را از دست می برد بسبب آں اضطرابے و جنبشے می شود
گریه و نعره ظاهر میگردد شخصے از خواجه حسن قدس الله سره العزیز موجب آں می پرسید خواجه
قدس الله سره العزیز فرمودند هر چه حسنے دارد آں از عالم علوی است روح هم ازان
عالم او بارادهٔ خدائے تعالیٰ ازاں عالم دور ماند حسنے که نغمه دارد روح را ذکر عالم او می
افتد چنانکه شخصے از دیار خود دور افتاده بود نشانے و مکتوبے از دیار او بدو رسد چونه او را
خوشی و لذتے و گریه و رقتے روح را از شنیدن نغمه همیں مثال است دریں چنیں وقت
صوفی که از مراقبه و ذکر نصیبے دارد دریں نغمات دل را مراقبه و ہدیا حسن دل
دل را یاد کر خفی دارد و مراقبه نیک دست دهد در روح را عروجے شود و اثر ذکر بروی
ظاهر گردد۔ شیخ با شیخ الاسلام فریدالدین قدس الله سره العزیز را نقل کنند چوں
سماع شنیدے در مراقبه شدے بوزن گفتار قوال روح را سیرے و طیرے

ذوقیکه در سماع حاصل آید دو صورت دارد

دادے۔ نیکو استماع است این محققانه کاریست این هر کسے را دست ندهد خاص این طایفه مخصوص را۔ و درین حالت روح را از نغمه حظے وافر است و دل را تصفیه تمام حاصل است و تطییب قلب مع الله که در سماع گویند بدین همه مرتبت است۔

حمل مضمون بیت بر سماع

(۴۱) و آنکه در حمل بیت مشغول می شود اگر بیتے ظاهر است هم بظاهر آن دل میدهد حملے بے مشقتے و بے رعایت استعارتے درست تر بدرست است و این آسان ترین طرق است پیش ازین میان صوفیان سماع هم بدین نمط بوده است ابیات ظاهری میگفتند که بر زهدے و عباداتے و ترکے نسبت دارد رباعی ازین جنس میخواندند و حلقے و دستکے بران میزدند و صوفیان هم سراپا اضطرابے میکردند و رقص میکردند۔

از مضمون بیتے که سماع [illegible] صوفی [illegible] رقص کند مقام [illegible]

(۴۲) و آنکه گویند اگر خواهند که بدانند که هر یکے در کدام مقام است سماع در دهند از اینجا معلوم شود هر کسے از کدام بیت میجنبد بدانند که این مرد آن مقام دارد۔ مثلاً بیتے مبنی از زهد است صوفی بدان اضطراب کند و بجنبد بدانند که او مقام زهد دارد و کذالک خوف و کذالک رجا۔

واقعه حالت حضرت خواجه قطب الدین بختیار سماع تسلیم و رضا

(۴۳) خواجه یا شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس الله سره العزیز را بیتے از جنس تسلیم و رضا گفتند۔

بیت

کشتگان خنجر تسلیم را ۔۔۔ هر زمان از غیب جانے دیگر است

دوازدهم ربیع الاول در خانه قاضی حمید الدین ناگوری قدس الله سره العزیز عرس رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم بود بیتے که نوشتیم این بیت را گفتند حضرت شیخ را موافق حالت او افتاد ایستاده فارسے چند می آمد و می رفت

ہمدریں بیت سہ روز شنید چہار دہم ماہ مذکور بحکم تسلیم و رضا جان عزیز را چنانکہ خواست بدست خود سپرد۔ اکنوں نمیدانم تاکدام تسلیم بود۔ تسلیم اہل محبت بود یا تسلیم اہل معرفت۔ بے نزاع ازمیان ایں دو تسلیم یکے تسلیم بود اما تسلیم معاملات آں تسلیم نیست کہ در بذل روح شود۔ محب با محبوب خواہد یکے گردد و ایں میسر نہ زیرا چہ بہمہ حال بینہما اثنینیت باقی ماند۔ محب دل بتسلیم دہد با ہمہ سوختن و با ہمہ درد و افروختن ہر آئینہ اینجا محل بذل روح و تسلیم نفس باشد۔ مگر شیخ ما قدس اللہ سرہ العزیز ہمیں کرد کہ او بما ایں نمیکند و مارا تدبیر جز ایں نباشد سوز و درد آنکہ آرا ماز تفصیل بہ اجمال رود از جزئیت بکلیت رود و ہر زماں از غیب جانے دیگر است ہمیں باشد۔ جانے کہ بجاناں زندہ باشد او بصد ہزار جاں زندہ است بلکہ عدد جانہا در عدد حصر نیاید۔ اکنوں ایں بیت ظاہر بود۔ شیخ قدس اللہ سرہ العزیز ظاہر شنید ہمیداں معاملہ کارے کرد کہ لایق ایں بیت بود۔

شنیدن بیت بہ تحمیل معنی۔

(۴۴) اما بیتے کہ بظاہر ہر مقامے و حالے آشکارا نہی نباشد آنرا بہ تحمیل شنوند و خدمت شیخ ما نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز ابیات رابدیں وضع شنیدے چہ پارسی و چہ عربی و چہ ہندوی۔ معاملتے کہ میان عاشق و معشوق رود شیخ قدس اللہ سرہ العزیز بہ تحمیل آں شنیدے و ذوقے کہ لایق آں بودے گرفتے پس او ہمیں ماند۔ میان صوفیان عجب نظارہ است در مجلسے دہ بیت لغز و جنبش باشند در رقص درآیند ہر یکے بگریند و ہر یکے نعرہ زند و ہر یکے برقصد و اللہ اعلم تا محمل ہر یکے چیست۔

طریقهٔ تحصیل یکے اینست انکلی بکلی روند حاصل ایں را بر حال خویش برابر کنند
ذوقے و وجدانے بداں حاصل شود مثلاً بیتے از وصال است یا بیتے از فراق
یا بیتے از حکایت ناز و کرشمه میکند یا بیتے از خد و خال و قد و قامت او خبر
میدہد یا بیتے باہمہ وصال عاشق سیراب نیست۔ اینجا دو طریق است یکے
ہمانچہ گفتیم و دوم حالتے خاص دارد آں خاصہ را بایں خاصہ مناسبتے
تا نیست آں حکایت ازیں حکایت خبر میدہد۔ چنانکہ پدرے باشد پسرے
گم کردہ است قصۂ یوسف علیہ السلام پیش او گویند حال خود را بآں حال برابر
یابد ہر آئینہ گریہ و اضطرابے پیش آید۔ و آنچہ از ناز و کرشمہ حکایت است
او طلبے و دردے و سوزے دارد بیتے از ناز و کرشمہ کہ میان دو نفر در مجاز
میرود ایں را بشنود و داند گی کہ او راست دردے و سوزیکہ او راست
وا فروختنی و سوختنی کہ او دارد و ولذتے کہ او ازاں ہمگیر و ایں ہمہ را برابر دارد
گفتیم بحسب ایں او را ذوقے دست دہد یا گریہ یا گرد یا اضطرابے کند ہزاراں
اکنوں اگر ہر یکے خواہم گفت کہ گفتہ ام ایں مختصر بہ تطویل میکشد اگر تو فہمے
داری او را کیے کن۔

حصول معانی از شعر
مجالس حقیقت و سماع
رعایت حرمت ... ہر
...

(۴۵) در مجلس ایں بیت گفتند   بیت

قلم بر بیدلاں گفتی نخواہم راند ہم راندی
جفا بر عاشقاں گفتی نخواہم کرد ہم کردی

صوفیان عزیز دراں مجلس بودہ اند و خواجہ حسن ہم بود قدس اللہ سرہ العزیز ہر یکے
را ذوقے و اضطرابے و گریہ و گشتنے بودہ است شاعرے اتفاقے سخورے

حرفے دراں مجلس حاضر بود او با خود گفت در خیال خویش ایں گماں برد کہ ایں
حل بتحقیق چوں راست آید خدائے تعالےٰ را چگونہ گویند کہ جفا کردی و چگونہ
گویند کہ قلم بر بیدلاں راندی فعلی ہذا ایں کفر باشد و اگر بر ہیچ خود نیست خود
سماع مجاز است حرام مطلق است۔ آں مرد و مسئلہ ورا ازیں چہ آگہ کہ ایشاں
از حالے بحالے روند از حکایتے بحکایتے روند و از کلی بکلی افتند۔ بعضے را
اقل ایں چنیں بودہ باشد کہ او گفت اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ عمرے
در دعا گذشت و در طلب رفت سوختگی بر سوختگی افزود عمر ہمدریں زدود و
مقصود بدام نبود بریں امید سالہا ریاضت کردیم و مجاہدہا دیدیم و ہیچ مرادے
بدام ماندا و ندو البتہ طلب در دل القا کرد و سوختن بر سوختن زیادہ گردانید یا ایں
ہمہ امید وصالے درمیان نہ و دیدارے نقدے در پیش نہ وَاَیُّکُمْ اللہ من ترا
راست میگویم اقل کسے کہ میاں ایشاں بود بدیں صفت بودند۔ کرتے حرفے
متعلمے بے علمے دانشمندے بے دانشے پیرے طفل وشے در مجلس حاضر بود
صوفیانرا در ہندوی اضطرابے بود و معنی آں ہندوی ایں بودہ است کہ
عاشق وزیں بر۔ و معشوق وزاں بر۔ درمیاں آبے عمیق ایں عاشق وزنا پاک
و اندوہ و البتہ مانع درمیاں کہ بدو نتواند رسید آں وا ماندہ فرو ماندہ میگوید
کہ ایں را بتحقیق چہ نہ حل تواں کرد۔ ایں قدر حس نیست درو ے ایں قدر فہم
نیست باوے کہ بداند ایں حکایت درد و فراق عاشق و معشوق است۔
عاشق از طرفے می سوزد و در طلب۔ و در وی میرد مانع درمیان۔ من ایں دو
حکایت برائے چہ آوردم تا تو ازینجا فہم حل کنی و احوال متقلباب صوفی د

طالب را بحقیقت بداں کہ ایشاں در وقت خویش بہر لتے و بغفلتے و یاوہ
نہ اند۔ سخن من در طالبان و واصلان و عارفان است تو برائے خدا لے را
رقاصان لوند و سنگان کلندر را درمیان نیاری و بدیں سخن قیاسے نکنی۔

اشارات و معانی انواع رقصہا کہ بزرگان در سماع کنند

(۴۶) رقصے کہ ایشاں کنند دریں چند اشارت بود۔ اگر ہر دو دست را
بالا بر آرند و بگردند و بگرانند و گرد سینہ برند اشارت بدیں باشد کہ کونین را
جمع کردیم بیکجا نہادیم۔ و اگر در عین سماع دستک زنند اشارت بدیں باشد
کہ کون و مکان را ہیچ باز آوردیم یا خود بریں اشارت باشد کہ ہرچہ کردیم کردیم
ہیچ بدست ما نیامد یا خود اشارت بدیں باشد کہ ما شاد مانیم کہ دوست با ما
است یا خود اشارت بدیں باشد کہ کار بکام ما است یا خود اشارت بدیں
باشد کہ مصیبت زدگانیم خالی دستانیم۔ و آنکہ پائے بکوبند اشارت
بدیں باشد کہ خود را زیر پائے خود کردیم کہ ما از خود بدر شدہ ایم یا خود اشارت
بدیں باشد کہ غیر خدا را زیر پا کردیم و بکوفتیم و نیست و نابود کردیم یا خود اشارت
بدیں باشد کہ میخواہیم از سفل بالا شویم اما طبع جبلی باز بسفلی میآرد و روح میخواہد
عروج کند و قید نفس پائے بندش می آید یا اشارت بدیں باشد ہمہ موجودات
زیر پائے ما است و ما از ہمہ فارغیم۔ گشتنے کہ ایشاں کنند اشارت بدیں
معنی باشد کہ ایں آسیائے وجود گرد انست البتہ بیک صفت بودن ندہد
و دیگر میگردیم ہر طرف و ہر سوئے میجوئیم تا از کدام رہ و از کدام سو در جمال
معشوق نظارہ شود۔ و دیگر اضطرابے است لطیف حادث می شود بسبب
آں اضطراب گشتنے است و کسے باشد میان ایشاں کہ ہر دو دست بستہ رقص

در سماع او گوید کہ من ازیں جہاں وازاں جہاں خواستن نتوانستہ ام ہمہ ازاں
بستہ ماندہ ام و دیگر آنکہ من نہ تارک۔ و یکے دستہا بر سینہ نہادہ میگرود اشارت
بدیں باشد کہ ہنوز من در حفظ دلم دل را نگاہ میدارم تا بجا ماندے پریشان نشود و
گرفتہ دلم کارے نمی کشاید و دیگر دل را نگاہ میدارم ہرچہ دل فرماید آں کنم
و یکے دیگر ہر دو دست در بغل کشیدہ اشارت بدیں میکند کہ رہ من نکشادہ
است و کار من در پیچیدہ است فتح بابے نمی شود و دیگرے چنیں کند
اشارت بدیں دہد محبوب را در بر گرفتہ ام و با خود در کشیدہ ام البتہ نگذارم
و یکے دست بر سینہ زند مصیبت روزگار خویش میدارد و ایں در مصیبت است
البتہ مطلوب را در نیافتہ ام و چہ دانم یابم یا نیابم۔ و دیگر اگرچہ یافتہ ام
کار بمراد نیست او بحسب ہوائے من نمیرود۔ و دیگرے ہر دو دست در پس
کند چنانکہ از پس بستہ باشند یعنی من بستہ ام مرا کشادگی نیست و ہر روزگار من
بستر می افتد پیشتر نمی شود۔ و آنکہ یک دست را گرد آرد و دوم را گرداند
او میگوید واقعم چیزے پیش می آید و چیزے دست می آید و چیزے دست
نمیدہد۔ و آنکہ او گاہے می نہد پیش میرود و گاہے میرزد پس می آید یعنی حالت
من بریں جملہ است [illegible] مصرع

رفتہ رہا نمیکند آمدہ رہ نمیدہد

و آنکہ او آہ زند یا از گرفتگی درونہ است یا تحمل ذوق ندارد و از بس ذوق
و لذت فریاد میکند۔ و آنکہ انیں میکند از بس ذوق ہم باشد و از سختی رنج ہم بود
و آنکہ خندہ کند یا تبسم باشد و کسے بود قہقہہ از و بر آید یا بر بخت بد خویش

می خندد یا از بس شادی و وجدان است۔ و آنکه گرید خالی هم ازیں دو صفت نباشد بر حرماں هم گرید بر عدم وجداں هم گرید و بر عدم کمال هم گرید۔ و آنکه دست بر دست بکدیگر بپیچد چنانکه کسے گم کرده فسوس کند یعنی چیزے پیش بد افتاده بود و آں باوے نماند یا خود مانده است اما خط از وے نمی تواں گرفت یا خورده نمی تواں برد یا خود افسوس و دریغ می آید کار یکه شایستنے و بایستنے کردن آں میسر نمی آید۔ و یکے ہو کند اشارت بدیں باشد او ہو ہو است و جز او دیگرے نیست۔

حالات و واردات سماع بر اقتضائے از نہایت صوفیان در رقص آیند

(۷۴) و من ایں اشارات کاملاں و متوسطان و مبتدیان گفته ام مرد صادق باید بحسب حالت او حرکتے و سکنتے از و زاید۔ و دیگر حالت سماع حالت بے ضبطی و اضطراب و گم گشتگی است دریں حالت چنیں هم باشد هیچ باشارتے متعلق نیست بحسب اضطراب خویش بحکم طبیعت ازیںها زاید و او نداند چه هیں در ماندگی و اضطرابے بحسب چیز یکه پیش آمده است همال باشد۔ یکے باشد که در سماع در آید در حرکت و سکنت در روے او جائے باشد که هم دراں حالت نماید و دیگر اقبح صور گردد نباید بدیں حالت و بدیں هیئت کسے نظاره شود تا حالت کشف تجلی چه اقتضا کرده است۔ و کسے باشد که در حلقهٔ سماع مقصود را او ایں و حاضر بیند۔ و کسے چنیں هم باشد اما ایں نادر مردے است چنانکه کسے را معشوقے هست آں معشوق میر قصد ایں بر ابیه او بحضور میرود در مجاز تصور کن که عاشق را چه ذوق است بدیں قیاس بحقیقت برو۔ میان صوفیان کسے نظرباز هم باشد نظر بر امارد و بر صور زیبا

نظرے وابتلائے دارد ومرداں حقیقت ایں سماع را اعتبارے نکنند
درد وسوز او را وزنے نہ نہند کہ مرد صورت پرست است مگر کسے اینجا
کیمیا گری کردہ باشد مجاز را برنگ حقیقت بردہ باشد حقیقت اکسیرے است
اگر بر سنگ زنی و بر خارہ طرح دہی زرے خالص گردد اکنوں ایں کارے
دیگر است تا کہ بود و کہ باشد واللہ اعلم مصراع

اینجا نرسد زورق ہر سوائی

اینجا گفت وشنود ما نیست

حرکاتے کہ در سماع صوفیاں را ازاں اجتناب باید و احتیاط ہا کہ بکار باید

(۴۸) ودر سماع باید کسے را مزاحمتے ندہد وچناں نزدد کہ دہکہ یکسے
رسد ودست وپا واندام کسے آزردہ شود وہوش داشتہ برود۔ وہر کہ در سماع
دعوی آں کند کہ من بیخبرم واز حالت سماع بیخبر است چنیں ہم باشد
ولکن کالبرق الخاطف وکسے باشد او را از مین خوانند ومقعد گویند
اما در سماع قوتے نماید کہ صحیح قوی را آں قوت نباشد وآں وارد است کہ
او را ازو بردہ است واو را در تصرف خود آوردہ است۔ واگر در سماع یکسے
دہکہ رسد اندام او آزردہ شود معلوم کہ آنکس از اہل سماع نیست۔ وباید پیش نظر
مطرباں نگیرد ودر حلقہ مزاحمتے نہ نماید واگر ذوقے تمام ہست گوشہ گرفتہ
بفراغت خود بوقت خود خوش باشد۔ وگریہ بسیار بہ آواز بلند نکند و
اگر آوازے می خیزد زباں زیر دنداں نہد۔ ودر سماع باید سیر خوردہ نباشد و
کذلک پیاز وگندنا ودر حالت جنبش ہش از تنبولے وغیر آں خالی
باید وحمل را بر زباں نگوید۔ وآنکہ در اثنائے سماع گوئندہ را باید ارد وقصہ

فرو خوانند باز گوینده را در گفتار آرد و رقص شود این مرو از دایره قوم کلاه و جلقه خارج است
و باید در سماع بتعصب و تعصب نباشد و بخود ار کسی نکند و نخواهد وقت کسی را
مشوش کند و البته قصد آن نباشد که همین من در سماع باشم و بجز کسی نه در سماع
از آن همه است. و اگر کسی را در سماع بیند بهر لی و تجسی ایستاده است اگر
بر سینه آن شخص دست زند و بر آتش طپانچه فرود آرد شاید. حکایت ذوالنون
رحمة الله علیه شنیده باشی بالا رفته است. و در سماع طریقه مغنیان تخفیف
و ضروب بسیار ایشان نزند و البته در آن کوشد که بترتیب رود اما اگر در اوزان
موسیقار یا در گفتار خرده ذوقی باشد آن از قبیل نعمه است آنرا اعتبار کرده ایم
آنکه گوینده خوجا گوید و میران گوید و مرزا گوید خود را بدان ندهد و آنرا تجلی بر خود را
نگیرد. و میل در پارسی و عربی باید بیشتر از هندوی بود و آنکه در هندوی سخنی
فاحشی باشد اگرچه محمل درستی دست میدهد اعراض از آن بهتر بلی آن
چیز با خلوت لایق تر است و تنهائی مبارک تر و سماع باید حضور عورتی نباشد
و اگر خود گوینده همان عورت بود فعلیک بالتوبة والاستغفار اما اگر
از ورای حجاب و ورای سراوقات بغیر آنکه تر اقصد اصغا باشد در گوش
افتد و تر از آن لذتی باشد آن مستثنی است. و آنچه از روی شرع
میان فقها اجماع بتحریم آن است چنانچه بعضی مزامیر از آن نیز بجهد محترز باشد
خصوصا کسی را که از اهل ارشاد و دعوت بود. و مجلس سماع را احتیاط کند که در
دروازه و غرفه و دریچه عورتان نظر نکنند که آن شهوت عظیم وارد شود نظر انند
و هوا پرستانند و اهل ابتلاء و شهوت اند همه و چهار ... اند ایشان

گردانیدن واحتراز از ایشان از واجبات کار باشد۔ ودر سماع گہے سر گردانند
وچہرہ پیچانند ازیں نیز احتراز باید۔ واگر میسر آید گوینده ہم از قوم بود زیرا کار
ونظر با برگوینده دارد یا منحصر ہم بدل خویش کند ودراں کوشد تا در سماع جامہ کوتاہ
پوشد۔ وبرائے سماع را اختیار شب بہتر باشد زیرا چہ استتار حالے ہست۔ واگر
شخصے بود کہ بر وآینده وروند بسیار است اورا روز شنیدن بہتر زیرا چہ آینده
وروندہ پریشانی وقت ہست بدل آں پریشانی اگر ایں جمع دست میدہد نیکو
کاریست۔ ودیگر البتہ مستمع صاحب فراست باید کہ او بفراست خود مستمعان را
ودیگراں را تفرقہ تواند کرد میان ایشاں مستحق وبا ذوق کیست وخود نما ہوا پرست کہ
واگر یکے بلباس قبا وکبتا باشد واو بذوق سماع مستغرق باشد وواثق از حال بود
تو اورا نا اہل شمری وخواہی کہ اورا مزاحمتے کنی آں غلطی فاحش باشد۔ واجابت
دعوت سماع از ہر مستدعی نکند وراں خانہ کہ از ہر جنس مردم جمع اند صوفی بذوق
سماع درمیان در آید مبارک نباشد مشاہدہ نماید فالاحتراز اولی۔ ودیگر در اعراس
وولائم کہ مردماں آں جا کنند واز ہر جنسے مردم در آنجا حاضر شوند بحسن عبارت خفیہ
احتراز گیرد۔ وگفتہ اند بے اجازت مضیف بدر نشود اما اگر بیند کہ مجلسے ناسازوار
است جائے گفت وشنید نیست دریں محل اجازت طلبیدن حاجت نباشد
البتہ رہ کار خود گرفتن بہتر۔ وآنکہ سماع اول خیزد اورا بباید دانست کہ خیر وشر
آں مجلس از او حاصل است وآنکہ اول خیزد باید ایں چنیں باشد کہ واہب
ذوق تمام مجلس باشد اگر بعد از گرفتگی در سماع شود آنرا در گلوئے او پیچید و
اورا شوم قدم گویند۔ چنانکہ از نظر عورت احتراز واجب است ہمچناں از

چنانکہ از نظر عورت

اختراز واجب است
بہنچاں از نظر مرد فقیہ

نظر مرد فقیہ عجب مرویست او و عجب شخصے است او اضطراب و گریہ و اندوہ و حزن را لعب می نامد۔ چنانچہ عورت نظر بر رقص و گردش او می کند او ہم برین صفت است شنیدہ کہ مصراع

نامرداں را ازیں قدح رنگے نیست

ابتدا نغمہ و انتہا کہ
سر و لہا از نغمہ ترشود

(۴۹) اے عزیز اصل وضع موسیقار بر چند چیز آمدہ است۔ یکے آں کہ شخصے را حزنے و اندوہے پیش افتادہ و غمی و دردے روے نمودہ او بطبیعت بحکم جبلت انینے بہ آہنگے حزینے میکند ہم ازیں جملہ ایں انین حزیں را طولے و عرضے و انتہائے و ابتدائے بربستہ اند پردہ و راگ نام نہادہ اند۔ دیگر حکیمے دیدہ بودہ اماس کردہ بلند بر آمدہ است بادے بر و میبزد آہنگے از و بر می آمد او بریں قیاس چوبے و نے را تراشیدہ بر وزن حلقوم ہائے ساخت و او را سوراخہا نہاد بداں بربست دم در و انداخت از و آوازے خاستن گرفت از کثری و راستی و پری و تنگی آوازے مستقیم کرد۔ ہمچنیں گویند شاید کہ رونده سالکے بمشاہدہ خویش احساس ہم کردہ باشد۔ آنجا کہ ہر ہفت فلک یکجا جمع اند از گردش ایشاں آوازے میخیزد چنانچہ اینجا گردوں میگردد و آنجا کہ چوب و آہن است آوازے میاید ہمیں مثال است و اگر آں آواز اہل دنیا شنوند سخن و حیات ایشاں باشد۔ و چنیں گویند داؤد علیہ السلام بہ انواع آہنگ داشت چنانکہ از چنگ و از رباب و از نے و مشک و از غیر آں میخیزد ہمچناں حلق زدے چنانکہ جملہ خلق در پس شنیدن او بودندے از جملہ خطرات و ہوس باز ماندہ بودند ذراری ابلیس بر ابلیس نالیدند کہ وسوسی ما را با بنی آدم مساغ نیست و نماند

زیرا چہ داود علیہ السلام آہنگہا پیدا آوردہ است کہ مردمانرا از خود بردہ است۔
و ایشاں را مساغ نماندہ است کہ وسوسہ را در دلہائے ایشاں جائے شود و
باغوائے خویش ایشاں را تواند ہم بر خویش آورد لٰن ابلیس آمد گوش نہاد احساس
کرد کہ ایں کار آں کار است کہ مردم ہمہ از خود روند بدیں تعلق مانند آں بدبخت
رفت ہم بر مثال آں مزامیر ساخت اہل ہوا و لذت و مبتلایان حسن را بر خود
آورد۔ کلیہ است تو بدانی چنانچہ شاعر حسن معشوق و کرشمہ و ناز و نیاز او را
و شکل و رفتار و گفتار او را و معاملتے کہ میان عاشق و معشوق میرود از جنگے و صلحے
و خشمے و جفائے و وفائے و دل دادنے و انکار کردنے و قبولے و ردّے و
درشکنے و غمزہ زدنے و رفتار و گفتار و لحظ و چشمک و اشارت و عبارت کہ میان
ایشاں است در گفتار می آرد ہم بریں قیاس او گفتار موسیقار ایں عبارت را
اشارت آہنگ و آواز بر بستہ است شاید ایں تعالی و اضح ہم ازیں حال
خبر ندارد اما واقعہ ایں است از آہنگے بہ آہنگے کہ میرود و از پردہ بہ پردہ کہ می شود
و بر تو رگے بر رگے کہ می اندازد ہمیں را ہمہ را بپندارد و بعد آنکہ ایں جملہ درست
تربیت شد آنچہ ما گفتیم ہماں تمام تر می آید اما ہر کسے اینجا فہم نبرد استادان ایں کار
اینجا فہم نبرند دیگر خود کیست۔ محمد حسینی سلمہ اللہ تعالیٰ الیٰ یوم التناد بحق
شفیع العباد مبتلائے ایں کار است و در وقت و رقت ایں بسیار فرو رفتہ
است ازیں دریا ایں گوہر ثمین را بیروں آوردہ است اگر ترا ایں لطافت طبع
و ایں ابتلا باشد بدیں لطیفہ رسی و اگرنہ ماہراں ایں کار ازیں غافل اند۔
خبر ندارند کہ ایں چہ سخن است۔ صورت ایں کار بر تو تجلی کردہ است بشاہد

سبب اثر نغمہ در انسان

دیده ام و دانسته ام این از ظنے و تخیلے نیست این از تحقیق و یقین است
چنین گوئیم در انسان پنج چیز است روح و دل و نفس و طبع و عقل چون گویند
بیتے و نغمہ با آن یار کرده گویند روح در نغمہ برود و دل در حل بیت شود و نفس
در راستی و کثری شعر بیند عقل در حکمتے که شاعر بر بسته است در آن نظاره کند و
طبع در راستی و کثری موسیقار آویزد هر پنج غذاے خویش یابند هر یکے بذوق
خویش مشغول شوند مخاصمت از میان برخیزد آرامے و قرارے و اطمینانے
در بنیه انسان شود ابتلاے اہل دل بسماع موجب همین است و جز این هر
عملے که هست یا غذاے دل است یا غذاے روح است یا غذاے نفس
است باقی همه مخاصم اند همه سبب این است در هر کارے که باشی ثانی حال
ملال افزاید مثلا حلوه غذاے نفس است تا آنجا که نفس نواند این را بسر برد
بعد آنکه سیر آید ملول شود و کسے باشد در سماع بینا او هیچ بدین اغذیه متعلق
نشود وارده از آن طرف بیاید همه یکبار او را از دست برد همه روح و دیگے
همه دل و انوار او باشد اینجا شئے ثانی را مدخلے نیست

اقسام سماع

(۵۰) سماع بر سه نوع است یکے را ہاجم گویند که بغیر حیلے و بغیر تحملے
ابتداے سماع بمجرد قول قوال از دست برد و اضطرابے فاحشے پیش آید که
مردم را بے ضبط کرده اوزان موسیقار از دست برده دیوانه وار ساز ده.
و دیگر سماع است وارده در آید آن وارد را مورد و علیه یا فرو خورد تا کامل
گردد یا پنهان وارد را غنیمت شمرد فی الحال در پے وارد رود. و سماعے
است که بموافقت اصحاب در آید و موافقت اصحاب کردن بحکم مصلحت

باشد یکے آنکہ ایشاں در وقت اند رحمت من اللہ بر ایشاں نازل است
ایں نیز رود موافقت کند تا ازاں نصیبے ونیمے یابد ہر کہ در جمع شرابخواران باشد
کہ ہیچ نقد وقت او نیست پیالہ وجرعہ ازاں نیاشامیدہ است اما از نسیم
شراب نصیبے گردد حرکات وسکنات کہ مستاں کنند ازاں اورا نصیبے باشد
ہمبریں مثال موافقت اہل سماع راہداں وہمچنیں موافقت کنند برائے آنرا
کہ از تواجد بوجد رود واز توافق بوفاق شود۔ ودیگر یاران در سماع باشند
او فارغ ایستادہ ماند از میان ایشاں بیگانہ نماید وبیگانگی شرط یگانگاں
نیست با ایشاں ہم موافقتے کند تا از ایشاں جداگانہ ننماید۔ ودیگر ہمچنیں
ہم باشد کہ دراں حالت بر سخت دلی وکدورت نفس خود بگرید کہ اصحاب در
ذوق ورہ بکار خدا بردہ ومن محروم ماندہ ایں نیز از دردمندی خالی نباشد
واز سماع محروم نماند۔ اگر مردے فریضۂ نماز میگزارد ودیگرے بہ نیت نفل
با جماعت موافقت کند ثواب آں جماعت یابد ورحمتیکہ دراں جماعت
نازل شدہ است او دراں شریک باشد سماع را ہمبریں قیاس کن۔

بعد از سماع دل خود را گرد آرند وخیال خود را بمقصود قائم دارند

(۵۱) بعد از سماع باید کہ دل را گرد آرد وبخیال خود بمقصود تمام دہد اینجا
فتوحے است بتجربہ تواں دانست اینچنیں نباشد ہماں زماں سماع شنید
نعرہا زد گریہا کرد رقصہا نمود ہمدراں ساعت بخوردنی وآشامیدنی وہزلے
مشغول شود نہ ایں کار اہل سماع است ہمچنیں مرداں ازیں دایرہ بیروں
اند۔ اگرچہ بلوح وبروح گفتہ اند آں لائیچہ شد اگرچہ او صفت بروح گرفت
اثر سش باقی ماند۔

احکام مزامیر
حسن صوت

(۵۲) مشکک ودف میان فقہا وسعتے وفسحتے دارد اما مزامیر دیگر آنراں باتفاق فقہا محرم گویند۔ اگر شنونده اہل دل باشد فالامر مفوض الیہ او گویدان لکل ملک حمی وحمی اللہ محارمہ چوں درون ایں حمی کہ محرم حریم اوست او بلطف دل آنجا مدخلے دارد ایچنیں فتوی ندہند اہل دل دانند وآں کار حوالہ ایشاں باشد۔ اما ایں قدر بتواں دانست کہ دریں محرم تلوثے نیست باد ہوائے بہوائے میرود و در تحلیل وتحریم آں متعلق شدن کارے زیادتیست چنانکہ یکے بصحرائے وسبزہ وباغ روانے میرود وموانست میکند واز اینجا حظے بردارد مزامیر را نیز براں قیاس کنند۔ واختلاف فقہا دریں باب است۔ مزمارے حکیمے ساختہ است تمام بصورت آدمی بعد آنکہ ایں مزمار درکار میدارد آنکہ بچشم نسبت دارد تارکیہ آنجا بستہ است آوازے می خیزد کہ تمام حکایت از چشم واز غمزہ وکرشمہ میکند ہمبریں مناسبت سینہ ودست وپاے۔ ایں چنیں را حرام یا حلال یا مکروہ گفتن بحث زیادتیست وآنکہ از درونہ او آہنگ موسیقار خیزد واو بحسب وقت خویش آنرا نوازد اینجا نیز سکوت است جاے نفی وثبوت نیست۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمود زینوا القرآن باصواتکم اینجا فقہا گویند از قبیل قلب است ای زینوا اصواتکم بالقرآن فلیکن از قبیل قلب شود گویا از تزین صوت بقرآن آمد۔ بمشاہدہ وتجربہ دانستہ شدہ است مقری ایں آیت بخواند لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ با آہنگے لطیفہ رقیقے ہر کہ بشنود از گریہ واز آہے واز حضورے خالی نباشد وچنداں امیدواری در سینہ او

افتد که اثر اندازه غنیمت لشهقه و نعره هم کشند و بذل دستارے و خرقه بر مقری
شود نه آنکه این تزئین قرآن بود بصوت و برعکس آں کسے خواند شاید با دانے
باشد که نزدیکار شود گوشش هم نه نهد بگفت شنید و بخوردن و آشامیدن مشغول
اند۔ داود علیه السلام زبور را بالحان خواندے قصه مشهور است که جهانے آنجا
بذل روح کردے و اگر بغیر آہنگ خواندے آنچه گفتیم همان است چوں حسن صوت
معجزه آید و معجزه شئے حسن باشد بلکه احسن و احترام گفتن یا مکروه گفتن از حد
عقل بیرون باشد۔ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم میگذشت ابوموسیٰ اشعری
در یوان خانه خود کلام الله میخواند الحانے خوش داشت رسول الله صلی الله علیه
وآله وسلم استاده شد زمانے خواندن او را شنید بعد آں رسول الله صلی الله
علیه وآله وسلم او را گفت تو میخواندی و من استاده بیرون شده می شنیدم
او گفت یا رسول الله اگر میدانستم تو میشنوی این خوشتر و خوب تر میخواندم
لحبرت تحبیرا ازاں حکایت کرد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
در باب او فرمود لقد اوتیت مزمارا من مزامیر آل داود۔
آہنگ داؤد علیه السلام را مزمار نام کرد از آنچه من گفتم داؤد صلوات الله
علیه بهر آہنگے خلق نزدے آل داؤد گفته است هرجا که خوش خوانے بر اوزان
موسیقار تواند خواند از آل داؤد علیه السلام باشد گفته اند رسول الله صلی الله
علیه وآله وسلم قرآن را در پرده حجاز خواندے۔

(۵۳) والبته نشاید وی را خصوصًا که با عزت و وقر باشد در مجالس و محافل
شنیدن آہنگے کشد و نغمه بگیرد و بر وزن موسیقار اهتمام نماید که این صورت استخفاف

فوائد در مجالس و محافل آہنگ و نغمه کشیدن نشاید

وارد است چنانکہ صورت انکاری نماید و چنانکہ ایں کار کسانیست کہ در صورت مستخف و مزدوری اند اما اگر اصحاب یکدگر باشند آں صورت علیحدہ است۔ و دیگر ایں قسم را پیشہ نسازد چنانچہ غزل و شعر را ایں ہر دو آں عمل دارند کہ طبیعت دل را فرو میگیرد و مردم از حضور و مراقبہ محروم ماند۔ دل یک خزانہ دارد و در وے یک چیز نگنجد و غیر صوفی را نشاید درشنیدن تا جلوہ ے و دیوانے از شعرے و غزلے نویسد و ہم ہمچنیں در یں کہ قولے و ترانہ و غزلے و صوتے پردازد۔

سماع را پیشہ نسازند
در سماع یکبار نشستن کافیست
ترک سماع ...

(۵۴) والبتہ سماع را پیشہ نسازد و ہر روز و ہر شب سماع را نشنود و بقصد احیاناً ایں کار باید کردن چنانکہ از حکایتہائے مشائخ شنیدہ۔ بزرگے گفتہ است ولا تکثر الجلوس فی السماع فانہ ینبت النفاق نفاق آں باشد کہ دل را مزاحمت کند و او را بدورہ ابتلا شود خالص بحضور و ذکر و مراقبہ نتواند شد و در اثنا سماع دل بذکر نہد چنانکہ از کبراویاں دیدہ باشی شنیدہ باشی و در اثنائے سماع بر ضرب سماع الا اللہ الا اللہ میگویند ایں سماع نباشد ایں ذکر باشد بہ وزنے خاص فتوح سماع ایں جا انتظارہ نشود اگر تاثیر باشد تاثیر ذکر بود۔ اے عزیز سماع عشقبازیست کہ مردم بخیال یا بحضور یا معشوق میرود و اینجا ذکرے و فکرے را مساغ نیست بازیچہ نیست حقیقت ہست اگر آئی دانی۔

در سماع چنانچہ حمل نظیر بر نظیر گفتہ اند حمل نقیض بر نقیض ہم ہست

(۵۵) و در سماع چنانچہ حمل نظیر بر نظیر گفتہ اند حمل نقیض بر نقیض ہم ہست یعنی اگر از وزن موسیقار یا از گفتار بیت قائل را قربتے و وصلتے معلوم و مفہوم شد او کہ ازیں دولت محروم است اضطرابے میکند و گریہ میکند بر ینکہ قومے چنیں اند من ازیں دولت محروم و یا کسے بدولت قرب و اتصال رسیدہ است در گوش او

حکایت افتراق و بعد سماع می شود ہم براں قیاس حل است اینجا شکر تے
و نعمتے و راحتے و خوشی و ذوقے دست میدہد اگرچہ مسموع براں حکایت میکند
و آں مردم کہ از حقے و حقیقتے خبرے ندارند ایشانرا بہ طبیعت ذہولے و رقتے
میباشد بداں ماند چنانچہ شتر بآواز دف وحدا مستاں می شود و چنانچہ
مار سیہ و غیر آں از حیوانات آنچنیں بطبیعت در وے موثر است و آں آدمی
راکہ ایں نسبت غلظت و تسکیمت و قساوت بر وے غالب است بیت
سعدی رحمۃ اللہ علیہ شنیدہ باشی بیت

شتر راکہ شور و طرب در سر است اگر آدمی را نباشد خر است

داؤد علیہ السلام کہ سکینہ را استقبال برقص کرد از غایت فرح بود و رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کہ در طواف رمل کرد از بس خوشی بود غنچہ کہ میشگوفد بوے خوش
در و نہ او غلبہ میکند او بطبیعت میکشاید انسان قابل را ہم بریشاں قیاس کن

(۵۶) و نشاید در سماع اگر تشنگی غلبہ کند جرعۂ آب نوشد و نشاید دہن و لب
در جنبیدن باشد بریں مثال مگر چیزے میخورد و اصحاب میجنبد تراقل سرکے
باید جنبانید

(۵۷) در سماع کسے را تنہا نگذارند و البتہ دیگراں با او موافقت نمایند
و البتہ در سماع اہتمام باشد کہ نیفتد و اگر کسے از سبب تیز گشتن و یا بقوت وارد
افتاد صوفیان از و ماجرا ستانند و اگر افتاد او را افتادہ نگذارند البتہ دراآیند
باحترام برگیرند و اگر او خود را بزمین زند او کسے است کہ خود بزمین زند خود
برخیزد و اگر ایں کار را پیشہ سازد او را نگیرند بانند انیش گردن نہند اگر

در سماع آب نہ نوشند

در سماع کسے را تنہا نگذارند۔ اہتمام کنند کہ در سماع نیفتند و آداب سماع

البتہ زور مکنند برائے ایں کار را و را نگیرند از مجلس بیرون کنند۔ و اگر کسے است
کہ او از غلبہ شوق دوار دار مجلس بیرون میفگند اصحاب موافق شدہ با او بجنبند
اما ایں تا حدے است و اگر از آنہم میخواہد بیرون افتد گرفتہ ستم کردہ درون آرند
و آنکہ خرق خرقہ کند یا بیرون کشد از بر و دہد بقوال جامہ دگر بر او بندند تا آں پاگی
پنہاں شود و برہنگی او پوشیدہ گردد۔

(۵۸) و نشاید صوفی را در سماع خود ہم سرودے میگوید و بر قصدے و نشاید
صوفی را کہ از گویندہ بتعیین بیتے طلبد و گوید در فلاں پردہ و یا فلاں راگ نواز
ایں کار عیب است ہرچہ از غیب آید بے عیب است و ہرچہ باختیار تو
باشد معلول بود۔

(۵۹) و در رقص پا بر زمین سخت نزند و خود دستک آنچناں نزند کہ آوازش مخل
حاضرانش افتد۔ و اگر بر زمین سخت زند محتمل پائے بر پائے کسے آید پائے آں
مسکین از دست تو آزردہ شود و دیگر اگر سنگریزہ تیزے و یا خارے و سوزنے باشد
تو پائے سخت زنی او چناں در پائے تو خلد کہ تو درمانی و تا کار تو کجا کشد۔

(۶۰) و اگر با تو صوفی در سماع بحضور آید خواہد کہ تو با وے موافقت کنی
و ترا ذوقے نیست ترا موافقتش باید کرد و لیکن آنچنانکہ آں یار ہمچنیں داند
کہ آں ذوق است و بالذت است آنچناں نرود کہ او داند ذوقے ندارد
بستم است کہ ایں را می جنبانم و اگر تو بحضور او گرم روی گرمی او کم نشود و اگر
در تو سردیست گرمی نیست ذوق ندارد تو بداں صورت بریں سوختہ گرم دل
بریں صفت شوی نہ آنکہ عکس سردی تو بر وے زند گرمی آں مسکین اثر کند

آداب دیگر دربارہ رقص

واگر تو گرم و مستی نمائی شاید حرارت آں سوختہ بو ہم آشنائی با تو پرتوے و
عکسے زند تو نیز بداں محظوظ گردی۔ واگر یارے دوستے بحضور میرود تو یکے از
ایشانی باید کہ دست و پاے چناں زنی چنانکہ ایشاں زنند حرکتے دیگر پیدا
نیاری کہ آں مشتت و متفرق افتد۔ واگر کسے ازیں گروہ بگرمی وقت خود درمیان
حلقہ تیزی و گرمی رقصد معذورش دارند اصحاب بحال او تبرک کنند۔ سماع را
نگیر دو نماند چناں نہ رقصد کہ حاضران ملول شوند و گویندگان ماندہ گردند ایں
نوع روزگار موجب نقار کبار باشد۔ واگر در بیتے و نغمہ ترا ذوقے ہست و می
بینی اصحاب را نیست ایں را باید کہ فرو خوری برائے اضطراب و زیادتی کار را
باید کہ جداگانہ شوی۔ واگر ذوقے ہست و دیدی کہ اصحاب ہم ذائق اند و راحتے
و لذتے دارند۔ ایں محل آنست کہ جرعہ چند بکام تو شوند و ازیں جام ترا مستی و
ذوقی باشد۔ والبتہ اہتمام کردہ اگر تو در سماع ہستی و ذوقے باوج بر آمدہ
ہمہ دراں حالت در اثنائے آں لذت و ذوق بگیر بر خود و بہ پیچ در دل و حال
بنشیں با ہمہ سوختگی و با ہمہ درد و لذت و شوق۔ واگر دریں میان اصحاب را
ذوقے افراطے ہست و ترا ہم دراں تفریطے نیست ذوق بر ذوق افزاید و
راحت بر راحت درگیرد و شوق با شوق آمیزد و ہمسریں مثال اگر صاحب ذوقی
بدانی دریں چہ مزید است و چہ راحت است۔ شنیدہ میاں ہوا پرستان کہ
ایشاں گویند اگر تحمل بر جو رائے شبید و انزال کند خیز آں جو راو مادہ خرسے
نماید۔ واگر بر مادہ خرسے بغیر انزال جدا شود آں مادہ خر در غیبت او جورے نماید

سماع صورت عشقبازی است

(۹۱) اے عزیز گفتہ ام سماع صورت عشقبازی است اگر با کسے عشق وری

وترا با او اختلاف معاملات افتادہ است آنکہ سماع کار تست و آنکہ گوینده
بخوفے در جائے یا چہ و چہ آں وظیفہ سماع غنیمت آنگر و را وظیفہ بہتر در دبہتر گوشہ
خانہ بہتر۔ در باغ کسے شود کہ او را مطلوب نظارہ سرو و یا بوے گلشنے باشد
و اصحاب را نیز ایں قدر بباید کرد کہ سماع را ایں قدر نگیرند نمانند اگرچہ ذوق
ہمہ را است کہ گویندگان تنگ آیند بجاں شوند و استادگان را گرو باد رود شود

(۶۲) و در سماع بیتے نخوانند و نام کسے نبرد اگر نام پیر در زبان رود شاید
و باید در سماع کہ آید بے تعلق باشد آں قدر کہ ورا او باشد کہ اول وقت را
یا آخر وقت را بجا آرد و آنکہ در سماع آید کہ فارغ کنند بنشیند و اگر در وے باقی
ماندہ باشد ضرورتاً برائے اتمام آنرا بیروں می باید شدن لیکن آں مزاحل
جمع را مخالف جمع باشد و مباین نماید و سبب تفریق و تشتیت بودہ باشد
دیگرے را ہم ایں بباید کہ بخیزم چنیں و چناں بکنم علی ہذا مجلس بشکنند و تفرقہ
و انتظارگی پیش آید چوں قوالاں چنیں بینند ترگاں و دگاں ایشاں ہم
بروں شوند در سماع اجحاف نشود خصوص کسے کہ او سر است خلق را بر و نظر است
و اگر میزبانے است ساعتہ فساعتہ لطعامے و میوہ و شیرینی و خوشبوئی
پیش آیند۔ و اگر عرس است تبرک بروح کسے است کہ عرس او کردند
اینجا ہمیں مقصود سماع است طعام و غیر آں بطفیل سماع۔

(۶۳) و اگر در سماع ارذل الناس راہ نیز نشود و او بر خیزد ہمہ را الابدی
است می باید خاست پس آں او لہ الطریقہ بہتر دفع باید کرد کسے را باید
کنار کشی گیرد آہستہ آہستہ با او بباید یکجا در کنج بنشیند۔

سماع را ایں قدر نگیرند [illegible]
[illegible]
سماع او را دو وظیفہ
ذوق او را کروہ و بے تعلق
[illegible]
[illegible] بیروں شوند

سماع اگر ارذل الناس [illegible]
[illegible]

برائے سماع مکانے محفوظ و محصور باید

(۶۴) و برائے سماع را مکانے محفوظے باید باد گزارے صحنے کشادہ نباشد والبتہ بالا چیزے بر آوردہ باشد اگرچہ مظلہ باشد یا در صفہ شنوند صحراہا سماع گیر نباشد آواز ہوا گیرد و در دل نیاید اگر ہوا را گرفتہ باشد آواز و بکہ خورد باز گردد محل نزول او ہمیں دل است والبتہ اطراف مکان سماع بچیزے گرفتہ باشد و اگر صحرا است و اگر نہ ہماں دیوار خانہ بسندہ است۔

اگر کورے را دستار جدا شود او را بحال او گذارند

(۶۵) و اگر در سماع کورے از دستار جدا شود باید کہ خود بدست خویش باز پیچد نگذارد کہ دیگرے بیاید پیچد و نگذارد کہ باشد گلوگیر او شود و اگر فاحش کشادہ است بکشاید تمام را بر زمین اندازد۔ و اگر سوئے گویندگان پرتاب کند آں جامہ ہم از ایشاں باشد و اگر بر زمین امانت نہادہ بود فالامر مفوض الیہ اگر مرد باہمت و حمیت و مروت است قوالان را نخواہد داد و اگر مرد بحبت خست و لیل گویا او داند۔

سماع و رقص در مسجد نشاید و مستقبل قبلہ و قبلہ را پشت کردہ نہ نشینند

(۶۶) و سماع و رقص البتہ در مسجد نباشد۔ و برائے سماع را کہ شنید آنکہ متوجہ الیہ مردم ہستند ایشاں را باید مستقبل قبلہ نشینند و قبلہ را پشت ہم ندہند و قبلہ در احد الطرفین باشد و مطربان را نیز باید مستقبل قبلہ نشینند۔ و در مجلس با مطربان در اصطلاح مطربان سخن نگوید کہ موجب استخفاف حال او باشد۔ والبتہ کسے را در مجلس آرند کہ مردان بزرگ را ذوقے و رقتے حاصل شود۔ البتہ عظمت و حشمت ایشاں مانع است تا کسے مقدم شود آنکس برخیزد تا ہر کسے بوقت خویش شود ز سماع بستہ نگردد۔ والبتہ با ہم ذوقے را افراغ نکنند و اگر قوۃ

اظہار خرق عادات کردن در مجلس سماع مناسب نیست

طیرانے باشد در مجلس اراءت آں نکند و اگر بر ضمیر کسے مطلع شود آنرا بیرون ناید

اظهار آں نکند و آں اطلاع را از تفرقهٔ حال خود شمرد و از بے ذوقی نقد وقت داند۔ و آنکه او تنها سماع شنود با او کسے نسبت اوست و گوینده نکو سماع است آں اما در شراب ذوق وقتے است که با حریفاں باشد تنها خوردن چنداں لذتے ندارد و سماع که تنها که در تنهائی جز اضطراب بر خود زدن و پیچیدن و گر کارے نیست

(۶۷) و باید در سماع گوینده هم با طهارت باشد و بچیزے آلوده نبود و اگر آلوده باشد با ستخفاف از مجلس بیروں کنند۔ و البته در سماع که آید از خانه خود چیزے بخورد و بیاید و براں وعده که کرده باشد همیراں وقت حاضر شود۔ و در استدعا با کسے را برابر خود نبرد۔ اگر مردے معتبر باشد برابر او کودکے بود که مصلاے او ورد میاں دیا بیزارا و را گرده آرد او را با خود در مجلس نه نشاند مگر مضیف گوید و اگر ملازم حال او باشد و مزاحم وقت او شود که بباید که او را بروں گذارد و با صاحب ضیافت بگوید که یکے برابر من آمده است اگر اشارت تو باشد درون طلبم و اگر او نطلبد او را درون نیارد و بدیں از صاحب ضیافت نرنجد۔ دریں چند چیز هست یکے دریں باب حدیث است اگر شخصے در خانه ضیافت بغیر استدعا درآید دخل سارقا وخرج مغیرا دزدانه درآمده باشد و غارت کرده بروں شود و دیگر خصم خانه برائے چندے را معین طعامے پخته دیگرے بیاید مزاحمت دهد او طعام که او را بخوراند نه آں که بر مضیف گراں افتد و از مردم خجل ماند۔ و دیگر مجلس است هر کسے محرمی و آشنائے را طلبیده است و بایسته و خواسته اطلبیده یکے ناباسته و ناخواسته درآید نه آنکه محمل و متوحش ایشاں افتد۔ و آنکه بغیر استدعا درآید سخن در اباحت اکل اوست اگرچه خصم خانه

در سماع گوینده را با طهارت بودن ضرور است

در دعوت کسے دیگر را بے اذن صاحب دعوت همراه خود نبرد

یا ذل بود و بدینها نپردازد اما او را چه میگوئی که او آں طعام خورد او ہم بے مروت
کسے باشد و بے شرم و بے حمیت کسے باشد۔ در نفس مردم آں عزت باید که
صوفیاں کرده اند اگر طعام کسے خورند پس آں مزد دنداں طلبند یعنی دنداں برائے
طعام ہر کسے بجنبد برائے طعام تو بجنبیده مزد دنداں باید برائے شکرانه را مزد دنداں
نام نہاده اند۔

ادابِ نشستن در مجالس و مجلس طعام

(۶۸) و البته قصد آں نباشد که در مجلس در آید و صدر گیرد چنانچه علی العموم
میاں مرداں دیده بلکه اہتمام دراں باشد که صف نعال اختیار کند و اگر مرداں
صدر و نذارند بصدر طلبند با آں ہم در صدر ہمچناں نشیند که نگینه در انگشتری چنید که
گذارد در صدر خود فرود چیدے نشیند۔ اگر مرداں در صف نعال البته نمیگذارند
بالائی طلبند دریں محل ہم نه چپید نماند که بالا نخواہم آمد۔ الضیف کالجعل
گفته اند مجلس حیث مجلس۔ و اہتمام بود دراں نباشد که نخست طشت پیش
او آرند و پیش ہر که برند او بداں راضی باشد۔ و اگر در مجلس بزرگ ہم است و
خلق ہمه متوجه و متعلق او اگر نمیرود و در صدر نمی نشیند ہر جا که او می نشیند صدر ہماں
جائی شود بہتر آں باشد که تکلف نه نماید ضرورت برود در محل خود نشیند۔

ادابِ طعام خوردن در مجالس دعوتہا

(۶۹) و در طعام لقمه اول در دہن خود نکند بگذارد تا مرداں در خوردن شوند
بعد آں لقمه در دہن خود کند۔ در مجلس اگرچه اندک و اندک تر خواہد خوردن تا نشستن
بداں وضع باشد که حاضراں گماں برند که تا چه قدر خواہد خوردن و چه قدر لقمه
بر خواہد داشتن اگرچه لقمه اندک تر بر خواہد داشت۔ اما طریقه استنکاف نه نشیند که
مرداں دانند چیزے نخواہد خورد آں ساز متکبراں و متجبراں و خودنمایانست و

صفتے مردمان نازنین ہم دارد آنرا کہ عروسکان نام نہند۔ و لقمہ بزرگ نستانند کہ
ایں بحرص نسبت دارد و لقمہ موازنہ گیرد و خوردہ نشاید پیش از آنکہ مردماں دست بکشند
دست بکشد تا آخر وقت دست و دہاں در جنبش دارد تا ہر کسے قدرے خود را فارغ
کند بلکہ مردمان دست گرد آوردہ باشند و ہنوز قدرے دست بدارد و در طعام
شاید آنجا کسے است کہ او را طلب باقی است و حیا مانع آمدہ است او نیز مقدارا
خود را فارغ کند نخیزد۔ و البتہ طعام پیش خود خورد و راستا و چپا و میانہ دست
نیندازد اگر ناں خورشے و طعامے از و قدرے دور باشد بقصد تمام اندازد از آں
کاسہ و از آں صحنک لقمہ بپیچید بستاند ایں سیرۂ مردماں با حشمت و عزت نیست
و طعام با ترتیب خورد نخست ناں و گوشت و ترشی کہ باں ہضم باید کردن پس آں
برنج و ہر چہ مانند آں باشد بعد از آں شیرینی یکدیگر را خلط نکند و آشے کہ باشد یا
نخست طعام بیا شاید یا بعد اتمام طعام نخست برائے تقویت مزاج و معدہ
پر کردن کہ بسیار طعام خوردہ نشود و آنکہ آخر خورد برائے آنرا کہ در ہضم قوتے دہد
و اگر در طعام از حصہ خود خیزد اگر حصہ نہادہ اند بدیگرے دہد لہ ذلک اما در مجلس
پیر نشیند بحضور او ایں گستاخی نکند۔ در مجلس شیرینی کہ نہادہ اند و کسے از آں حصہ
بر میگیرد و اکثر مردماں ہمیں کردہ اند نشاید تا تعزرے و تکبرے مانع آید گفتہ
اند یک ناں بشیرینی بپیچیدن نشاید چنانچہ ایشاں گویند یک ناں خلاف آداب است
دومی خلاف و از مجلس بر نگیرد یکے ندہد کہ آں حصہ او نیست مگر آنکہ مجلس مخصوص
برائے او ست متصرف او ست ہر چہ کند شاید۔ و آنکہ او را یادے کنند
و تکلیفے میر اندازند مجلس طعام او را نصیب کنند۔ البتہ در مجلس لطعامے لذیذے

مخصوص نباشد مگر آنکہ او را ضرورت است کہ او را طعام پرہیزی باید خوردن و برائے او ہماں جنس کردہ اند و با آں ہمہ از آں ہم قسمے بکسے دہد تا از طائفہ شر الناس من اکل وحدہ نباشد۔ باید کہ طعام صدر و نعال یک طعام باشد و اگر انواع کردہ اند باید کہ آں انواع بمردم مختلف باشد۔ و اکلے فاحشے نکند چنانکہ ہمہ دست و انگشتاں متخلط بطعام شوند و لب و دہان و آنچہ از حوالی اوست از آلودگی نگاہدارد و البتہ لقمہ بسہ انگشت بتاند مگر طعامے است کہ بسہ انگشت جمع نمی آید چنانچہ دودیہ۔ و البتہ شکم را گرسنہ دارد و بہیچ وجہ پر نکند ایں سخن بالا گفتہ شدہ است۔ و مدح طعام بسیار نکند گوید زہے لذید چہ خوش پختہ اند۔ و ذم ہم نکند اگر خوش آید بخورد و اگر نہ دست گرد آرد مگر آنکہ صاحب خرچ و صاحب طعام او باشد تتبع آں ضروری است ہنر و عیب آں پیدا کردن لابدی است تا خباز و طباخ ہمیں شیوہ نگیرند دیگر طعام را اگر بد پزند و اخل اسراف شود زیراچہ اسراف تضیع مال است و دریں تضیع می شود و در وقت خوردن بر پائے چپ نشیند و پائے راست را بر گیرد گویند بریں ہیئت طعام خوردن سنت است مگر پیش شیخ و مشائخ دگر ہرچند کہ سنت است اما سنت ہدی نیست امثال آں سیرت در بعض محلہا مطروح است۔

آداب خلال و مضمضہ کردن

(۷۰) و خلال بعد طعام بہیئت حاضراں ایں قدر باید در مجلس نشستہ مبالغت در خلال نکنند زیراچہ در بیروں آوردن تغیرے فاحشے باید کردن ہرچہ در دندان پیش باشد آنرا دور کند بعد آں می تواں در محلے دیگر باقی دور کند و در مجلس مضمضہ نکند و آں مضمضہ در طشت نیندازد مگر آں کہ لابدی باشد۔ لابدی او جبلیت مرد کہ

کہ رسم شدہ است در اطراف او طعام میماند آنرا مضمضہ کند فرو دبرد یا در
طشت انداز د اینکه مضمضہ کند فرو دبرد بہتر۔ این نوع را از آداب طعام نسبت
کردہ اند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمچنیں کردے در احیا و در قوت نیز
گفتہ است۔

آداب آب خوردن در اثنائے طعام خوردن و بعد طعام خوردن

(۷۱) و بعد از طعام متصلاً آب نخورد و ازیں کار محترز باشد سبب آنکہ طعامے
نرمے است آلودگی کوزہ شود حاضر انرا کراہیت طبع باشد و اگر در میان طعام آب
خورد معدہ را آب سرد کند معدہ مختبط شود اول معدہ طعام را گیرد گرد آرد و برائے
ہضم را مزید مدد سے طلبد بعد از ساعتے تو آب دہی زود ہضم کند و زود دفع
کند و آنکہ مبالغت کنند در مجالس بعضے البتہ آب نہ نہند ہمچنیں شاید اما تحمل
بعضے را حادثہ در گلو شدہ باشد کہ خشکی در مزاج او ست البتہ طعام را می چفسد
میدارد در حلقوم او این چنیں اشخاص را آشکارا از مردم امتیاز نکنند اما بتدبیرے
دفع حاجت او کنند۔ و نشاید زلہ بہ بندد و بعد آنکہ حصہ نہادہ باشند خوش
بیاید ہر دو خوش نباید بگذارد۔

بعد طعام شکستہ سپارید سن آبیجی

(۷۲) چوں از مجلس خیزد مضیف را دستے گیرد و بصورتے پیش آید یا بزبان
یا بہ ہیئتیکہ او دا ند کہ شکر آں طعام بجا میآرد۔ و اہتمام کند در اثنائے طعام
خوردن و بعد از آں آروغہائے ناساز وار نزند چنانچہ مرداں آواز ہا برمیآرند
اگر آروغ مزاحم شود آہستہ ترے دفع کند اما آنکہ مردے معذور باشد
معذور است

در اثنائے طعام و بعد آں پیش مردماں آروغ نباید

صوفی اکثر الاحوال

(۷۳) باید کہ صوفی اکثر الاحوال صائم باشد۔ خوردن او جز قریب

صائم باشد
اوقات طعام خوردن

بوقت نماز خفتن نباشد یا آنکہ چاشت فراخ قریب استوا و اگر برین عادت
گیرد خود حکیمانہ کارے کردہ باشد و اگرنہ از دو وقت طعام خوردن زیادت نکند
و آں ہر دو وقت آں قدر خورد کہ دیگرے میانہ روز آنقدر یکوقت خورد۔ و البتہ
در وقت خوردن قایل بذکر باشد یعنی لا الہ الا اللہ یا امثال آں اذکارے کہ
ہست اذیبوا طعامکم بالذکر برائے او درست تر باشد۔ برائے آنکہ
شب را طعام بسیار خورد تدبیر بسیار نکند انواع بسیار می نہد تا بسیار خوردہ
شود مشتہی و مرغنے بر آں استعمال میکند و اگر انواع طعام باشد از ہر یکے بخورد
بداں قدر اگر یک طعام خوردے چہ قدر خوردہ شدے چوں مجموع را جمع کند
ہماں قدر باشد۔

احتیاط در اکل حلال

(۷۴) صلحائے متقدم ایشانرا درباب لقمہ احتیاطے بود کہ آں احتیاط
در زمانہ ما افسانہ باشد اما ترا باید کہ سختی محففے نباشد و تاویلے را در آنجا مساغ بود
و دیگر متقابل طعامیکہ میخورد چیزے از راہ خویش و روے دیگر را گیرد جبر نقصان
آں کدورت شود۔

آداب میزبان و مہمان با یکدیگر

(۷۵) و با ہر کہ طعام شرکت افتد باید با وے دراں طعام مشترک معاملتے
کند کہ وے راضی شود و خوشحال خیزد۔ و البتہ طعامیکہ پیش مہمان آرند سریع
الہضم باشد ثقیل در معدہ نبود و طعام بادگین و باد انگیز نباشد و آنچہ در
وسع مضیف است تقصیرے نکند و آنچہ بر نفس او دشوار است آں پیش
اضیاف نیارد۔ وضیف را نیز باید ہر چہ پیش وے آرند راضی باشد و اما اگر
صاحب دستگہے باشد و طعامے دنیے و قلیلے بیارد تخیل در خاطر ضیف

چیزے گذرد۔ و آنکہ مستدعی بیاید نشاید کہ خالی دست آید ایں بباید
دانست کہ نقد خیر الاشیا است ہر چہ تو خواہی آوردن جز نقد اگر آں صاحب را
بداں احتیاج ہست آں نقد برائے دفع حاجت او کافیست اما اگر بنقد
حاجت باشد شئے بجائے او بکفایت نکند و آنکہ نقد آرند اگر خواہند تنکہ زر یا
آنرا صرف کنانند خوردہ و ریزہ کردہ برد زیرا چہ ریزہ ہمہ جا کار خواہد آمد تنکہ
زر بجائے ریزہ کار نیاید۔ بستہ جامدے ہست می باید شکست تا کار آید اگر
یکجا خرچ کنند مصلحے دیگر باید یا کالائے برند کہ اکثر احوال مردم بآں کالا
بکارے دارد یا چیزے برند مناسب آں حال و آں وقت و آں مقام باشد
مثلاً مردے ترا در باغ مہمان طلبیدہ است آنچہ مناسب آں مقام است آں
برند و اگر یکے کار خیر و خترے دارد زر و نقرہ و آنچہ مناسب آں باشد آں برند
و اگر گل برند آں خسے کہ بادے یار میکنند از وے جدا کنند برند قبیح بحسن
نیامیزند مگر آنکہ او را محافظ و غلاف او سازند ہر بار تو خواہی بکنی آں خس را
گیری و گل را نزدیک بینی آری گل تری و تازگی خویش سلامت ماند و اگرنہ
ہر بار دست گیری و بو کنی حرارت دست تو بگل رسد پژمردہ گردد و بوے کم گردد
اما گلے کہ بر تربیت اندازند البتہ خس از وے جدا کنند۔

سلاح و دیگر چیز بدست شخص برند

(۷۶) و اگر کار دے پیش کسے برند باید کہ باآں کارد سوزن ریسمان انداختہ
ہم باید زیرا چہ آن آلت بریدن و ایں آلت پیوند کردن و دوختن۔ یکے
بایکے ضم کردن است اگر برندہ را پیش کسے خالی بری آں ادرا فال بد باشد
چوں حالت دوختن برابر باشد اشارت بدیں شود بدیں بہر و بدیں بدوز

چنانکہ خیاط جامہ را تقطیع کند و پیراہنے و ازارے بدوزد۔

آداب بردن آوندہا و اثاثے دیگر بطور تحفہ

(۷۷) و اگر آوندے چنانچہ حقہ و یا طبقے و امثال ایں پیش کسے برند مجرد نبرند چیزے دراں آوند باشد چنانکہ مناسب آں آوند است مثلاً شانہ دانے برند البتہ درمیاں آں شانہ باشد یا بجاے او چیزے دگر ہم چنیں آوندہاے دیگر۔ و چیزے سیاہے و دریدہ و پارہ و خاکسترے و نشان گورے اگرچہ از گور بزرگان باشد و طعامے اگرچہ بروح بزرگے باشد پیش کسے علی الصباح مجرد آنرا نیز نبرند اگر تو گوئی تبرک بزرگان است ہم چنیں است اما از مردہ رفتہ آمدہ است۔

آداب نان خوردن

(۷۸) در طعام خوردن باید پرکالہ پرکالہ نکنند تا نیکہ خورد تمام خورد یا تا نیمے رساند۔ نیمے خورد و بر نان دگر دست انداز د و پرکالہ کند ایں کار نکنند مگر آں کہ بریں نسبت باشد کہ نانے درست در کندوری نمیگذارند برمیدارند و پرکالہا ہم در کندوری میگذارند کندوری یا آں می پیچید آں پرکالہا مطبخی و طباخ و کودکاں بخورند آں بہتر است و مرضی است بکند۔ و اگر بر کسے طعام بردہ اند در طعام اندک نبرد آں قدر برد کہ اگر تنہا است و اگر با خلق است آں قدر بود کہ کفایت رسد۔ درویشان چنیں گفتہ اند ہر کہ خالی آید خالی رود البتہ چیزے باید بردن ایں روش میاں ایں قوم است۔ چند نانے میان چند نفر باشد نا نہار الشکنند و میاں اندازد تا معلوم نشود کہ کسے چہ قدر خورد آنکہ میخواہد اندک خورد حال او ہم کسے را معلوم نباشد مستور ماند و آنکہ بسیار میخورد حال او ہم کسے را معلوم نباشد دیگر اشارت بدیں ہم باشد

پارہ پوشانیم وٹکڑہ خوارانیم وازغایت شکستگی و واماندگی ایشاں ہم باشد
عجب نظارہ ازاں ابدال است طعامیکہ ایشاں خود ودہن رایدان طعام
پر کنند وآں را در دہن بگردانند بعد ازاں بکشند بروں اندازند مضمضہ کنند
بخورند ہمانچہ در مضمضہ خوردہ شود ہماں غذاے ایشاں باشد تا ہر کسے را بعد
چندروز باشد عجب دیگر میان مردم صورت مستذل و مستخف باشد شاہد
از ہمہ خورد تر وپس افتادہ ترنمانید وباخود میاں خود وباکسانیکہ ایشانرا اتفاقاً
وصحبتے باشد یکے عزتے وکبریائے است کہ در گفتن نیاید چنانچہ شنیدہ شیخ
قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز در سماع بودے شیخ حمید الدین ناگوری
قدس اللہ سرہ العزیز پا افتادے سر ادرا بر نداشتنے اشارت بخادم کردے
خواجہ ما را قدس اللہ سرہ العزیز ازیں حال کسے پرسید فرمود شیخ قطب الدین
قدس اللہ سرہ العزیز در مقام کبریا بود آں کبریا باآں ذل چگونہ آمیزد ایں ذل را
باآں کبریا چہ اعتبار بود واگر گویند ایں اختیار برابر ذل نفس است اگر آں ذل
نفس است طرفے دیگر آں ذل عین عزت است در نفس آں می آید کہ من چنیں
کس ام کہ منم با ایں ہمہ ایں چنیں نفس را ذلیل میدارم بر ضعیف بارگراں ننہد
والبتہ آں چیزے نطلبد کہ او نتواند آوردیا آوردن آں بر و دشوار باشد والبتہ
استدعاے کسے قبول کنند کہ جواں مرد باشد استدعاے بخیل قبول نکنند ودر
خانہ او نروند وطعام او نخورند البتہ بتدبیر خوشے استدعا را دفع کنند و در
خانہ خود نماہم نروند۔ وآنکہ در طعام تکلف کند براے شاد باشش ہا از وہم
احتراز است۔ وضیافت یاراں کردن وطعام ایشاں را خورانیدن بجہد

کیفیت طعام خوردن ابدال وچگونگی صحبت ایشاں با دیگراں

کسانیکہ دعوت ایشاں قبول کردن نشاید

مرتبہ بہتر باشد کہ فقیران اجانب را بدہند و اگر با کسے صلہ است او را مقدم دارد بحصہ برتر۔ و اگر با کسے کہ صلہ رحم است و او نہ از مردم محترم است زندگانی بحسب حال اوست و داون دستدن کذالک۔

صوفی را باید کہ از اخراجات خود کسے را مطلع نکند و معاملہ با خدا دارد

(۷۹) و البتہ با خود سے کند کہ او را خرچے باشد کہ بران ہیچ کسے مطلع نگردد و چنانکہ گفتہ اند صوفی را البتہ معاملتے باشد با خدا کہ بران معاملہ جز خدا کسے مطلع نباشد۔ و آنکہ در مجالس و محافل بذلے کند او را باید ہم از ان جنس بذلے در سر ہم باشد و اگر کسے جامۂ معین را التماس کند فالامر مفوض الی الراے الله اعلم ای مصلحة لیطلع علیه امام و مر را نشاید از کسے خصوص از صوفی جامۂ معین طلبد کہ این جامہ یا این دستار یا این کلاہ مرا بدہ

پیش پیر جامہ ہدیہ آوردن

(۸۰) و مر جامہ کہ مرید پیش شیخ فتوح آرد مگر طاقیہ مگر آنکہ طاقیہ نو باشد کہ ملبوس کسے نباشد

آداب رفتن و نشستن پیش پیر و طعام خوردن پیش او

(۸۱) و مرید کہ پیش شیخ بیاید او را دو ہیبت شاید یا دو چشم کشادہ برروے پیر داشتہ چنانچہ مبتلاے سوے محبوب بیند و یا گردا آوردہ نظر بر پشت پاے خود داشتہ و نیک تیز نرود و سخت آہستہ نیاید و ہر چہ بیارد پیش شیخ بریزد مگر مصحفے و یا کاغذے از اوعیہ و یا چیزے تبرک مشایخ باشد۔ و پیش پیر کہ در آید باید کہ روے بر زمین آرد اما آنچنانکہ از سجدہ ممتاز باشد و البتہ بینی و پیشانی را نگاہدارد خواجہ این چنین فرمودے قدس الله روحہ و چون باز گردد البتہ اہتمام درین باشد طرف پیر پشت نکند چنانچہ باطن متوجہ است صورت ظاہر ہم [illegible] شاید اگر جا دے و دالانے کہ او در اوست چند بار ہیبا ید آمد

وکارہا تعجیل نباید کردن او را میسر نیاید وکار شیخ بماند اما ایں قدر نگاہ باید داشت
ہم از اول قدم کہ باز گردد و پشت ندہد بلکہ بکید وقدمے پس رود آنگہ پشت دہد
و در مجلسے کہ نشستہ باشد نظر بر پیر دارد یا بر سینہ خود البتہ راست و چپ ننگرد و بہ آیندہ
و روندہ التفات نکند۔ پیش پیر بدیدن کسے نخیزد مگر آنکہ پیر برخیزد آں زماں
بموافقت او بخیزد و اگر پیر خیزد و خود نشستہ نماند بسبب کاہلی یا آیندہ نزدیک او
آنچناں نیست کہ برائے او باید خاست و باید پیش پیر نشستہ در غنودن نشود و اگر
خوابش رنجاند از مجلس بیروں آید۔ و پیش پیر نشستہ ورد و تلاوت نکند
و پیر را گذارد بشغلے مشغول نشود ایں نکند۔ و پیش پیر نشستہ برگ نخورد مگر پیر دہد و
فرماید۔ و سخن بلند نگوید و کسے را بآواز بلند نطلبد۔ و اگر طعام پیش پیر خورد گرد آوردہ
خورد و باید کہ خورد ترین لقمہا باشد و باید کہ انگشتان او و کف دست او بطعام
مختلط و ممتزج نباشد۔ اگر خود مرید صادق است ابتلائے او وارد و مجلسے
ہست باوے کہ مشش آنچناں خشک است کہ یکدانہ فرو نمیرود لقمہ خود چہ
باشد بسیار خود چہ گویم۔

(۸۲) شیخ را در امور بشری ہمچو خود می باید دانست بلکہ اغلظ و افحش
و در امور الٰہی ہمچو پیغامبران بلکہ ہمچو احمد خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
و آنکہ گفتم اغلظ و افحش بنابراں گفتم کہ او عارف است و نفس عارف
ہم عارف است و بعد آنکہ نفس در میان عرفاں خود جولان گری کردن گیرد
گرد آوردن او دشوارے باشد پس اغلظ و افحش آمد بضرورت۔ شنیدہ کہ
گفتہ اند کہ گہے در مقام ولایت دلیل بر مراتب باشد و گہے در مقام محبت

در امور بشری مرشد
شیخ را ہمچو خود شناسد
در امور خیری [illegible]
پیغامبران

دلیل بر منقصت محبت باشد وگرنہ در مقام معرفت دلیل بر کمال معرفت بود

از مجلس پیر بے اذن او بر نخیزد و از پیر چیزے التماس نکند

(۸۳) واگر از مجلس یکے خیزد بغیر موجبے و مصلحتے میان مردم او را بحماقت
و برذالت نسبت کنند خصوص پیش پیر بغیر امر او۔ و ہر بار کہ پیر طرف او نظر
آرد او را ہر بار روے بر زمین آوردن زیادتی باشد بر پیر مشکل می شود اما غض
بصر خویش کند و خود را گرد آرد و از پیر چیزے التماس نکند مگر خواندنی و گزاردنی
وگرفتن سخت بر نفس خویش آں نیز اگر بدل گزارد بہتر اگر پیر را در دل افتد
فرماید دریں نسبت مرید بیشتر بود و سلامتی بیشتر بود و استقامت باشد
واگر شخصے پنج آیت می تواند خواند و غزلے میداند خواند پیش پیر نشاید مگر آنکہ او
فرماید یا آنکہ آں شخص آں کارہ باشد چنانکہ مطرب سخن در و نیست۔

مرید مجلس شیخ را مجلس حق داند

(۸۴) مجلس شیخ را مجلس حق داند شیخ در مَقعَدِ صِدقٍ عِندَ مَلِیکٍ
مُقتَدِرٍ قدم یافتہ است ہمارہ ہمدراں مجلس است و ہماں کار دست
موزہ او ست ہر جا کہ نشستہ است ازیں جدا گانہ نیست۔ مرید را نشاید ایں
او را مجلس حق داند زیرا کہ او با حق است چنانکہ گفتیم۔ و خود را و پیر را در یک
ننہد برائے فروختن یاد سبحان فی گذر را پلہ و سنگے دگر است و از برائے خرید
مروارید و گوہر شب افروز کفہ دگر دارد۔ و بسیار پیش شیخ نباشد اگر پیر
بہمہ باب آراستہ است کہ او جز کمال معرفت عیبے ندارد ترا با او نہ سنجند

مرید را لابد است کہ فرمان پیر بجا آرد

(۸۵) و ہر چہ پیر فرماید بمیزان شرع سنجد ہر چہ موافق باشد اقدام
و طاعت ضروری است و اگر مخالف نماید اگر امرے فاحشی است
خود دراں باب تاملے و تانی کند و اگر رقتا و یلے و وہم عذرے باید

مباشر شود تو نمیدانی او بعلومے واقف است کہ ترا ازاں شعورے و خبر
نیست حکایت خضر و موسی علیہما السلام شنیدہ باشی کہ در ہر سلوکے ایں سخن
گفتہ اند و ایں سخن آوردہ اند جملہ تصرفات پیر را تصرف خضر علیہ السلام تصور کند
خضر علیہ السلام کودکے را کشتہ است ازیں فاحش تر کبیرہ نباشد و مع ذلک
وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ انبیاے میکند کہ چہا زاید و پیران چہا کنند و ایں ہمہ
بامر باری بودہ باشد وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ ایں معنی میگوید کہ من آں قتل
از خود نکردہ ام عَنْ اَمْرِیْ ایں کار من نبود ایں کار خدا بود خود کردہ است و میگوید
کہ من نکردہ ام خدا کردہ است اینجا تو بداں پیر کیست و چونہ کسے است۔

(۸۶) و پیش پیر بمراقبہ و ذکر مشغول نشود ہمہ مراقبہ و ہمہ ذکرہاں حضور
اوست تو ہمیں حضور او باش۔ خواب پیر بداں کہ خفتہ است بیداری او بداں
کہ از خواب خواستہ است بیدار شدہ است یا بیداری دارد کہ خواب طاری
خواہد شد۔ بدانی از پیر غافل بودن حرمانے کلی است یک سخن او بجائے رساند
اگر صد سال خدا را پرستی و واجبی پرستیدہ تا آنجا نبرد۔ ہر کسے در کارے
مہارتے دارد و پیر در رہ بری راہ حق استادی و مہارتے دارد رہ و راز
میدانند و میگوید علیک بالجادۃ وان طالت و رَدْ وارِ ہا راہی شناسد از راہ
راست طرفے راستائے و جائے گشت کردہ است از کجا ہیچ پیرے
زیر رہے پیدا آوردہ کہ رہ روان مسلک حق بصد سال تا آنجا رسند کہ
پیر بیک ساعت او را دراں محل نزول داد پس ہر چہ او فرماید ترا آں بایدی است
و ہر چیز کہ ترا فرماید کہ آں نسبتے بد و وبکار او دارد بدانی کہ عین علیم رحمتے است کہ

در باب من است همه بسر می باید برد و اتباع دستار و رفتار و گفتار همه مریدان
را باید که الشرط اهم هست. و البته باید نام پیر بر زبان بسیار برد و بهر حقیرے و
کبیرے که او را پیش افتد. و برائے تصور پیر بدل محلے معین ندارد و وقتے
معین نکند و حالے معین نکند بهر وقتیکه باشد بهر حالے که دارد و بهر جائے که باشد
تصور پیر از دل خالی نباشد. پیر متجلی است عقیده برین باید که او صاحب نفس
است یعنی هیچ نفس بے مشاهدهٔ غیب بروے نمیرود و چون دل مرید متحضر دل
پیر باشد گاہے چنین هم اتفاقے افتد که بینهما مقابله شود. پیر متجلی انوار قدسی برو
دایم متجلی است چون عکس انوار قدس بر و ظاهر شده باشد و دل مرید مقابل آن
دل افتد عکس عکس بروے ظاهر شود چنانکه عکس آفتاب بر آب افتد و دیوار
که محاذی آب بود عکس عکس بر آن ظاهر شود مثالش چنین باشد شمس اکنون ظله
شود هر چند که دیوار هیچ قابلیت انعکاس آفتاب ندارد محاذی جرمے شد که
آن جرم قابل ظهور و انعکاس است آن هم حظے تمام از و گرفت که او بصد
مشقت و زحمت دل را آنچنان ساخته بود که عکس پذیر شود و این بے مشقت
نصیبے تمام گرفت. معلوم شد که بدل توجه به پیر چه اثر دهد.

مرید نام پیر را بر زبان بسیار راند و در هر جا و بهر حال تصور او دارد

(۸۷) و دائم خود را در حراست پیر داند و گمان نبرد که از وے کارے
میسر شود بتوفیق الله و به اعانت شیخ داند. هر گاه این حالت ملازم است
و دایمی او باشد بعد از چندگاه در هر چه بیند پیر را آنجا یابد. پیر صورتے و
معنی دارد متعلق صورت او شود که فیض آن معنی هم با آن صورت است چون تو
متعلق بآن صورت باشی هر آئینه فیض او بر تو متجلی کند. بداستان قربان

مرید خود را دایم در حراست پیر داند

می آید پس روی نبی کنید تا آنچه بر نبی آمد بشما هم رسد فلذلک پیر و مرید
صوفیان متاهله گویند مرید در دل پیر خدا را می بیند و پیر در دل مرید خود را
می بیند۔ توجه بصورت پیر کارے مرتب است اندک چیز ندانی۔

اعتقاد مرید با پیر چه
مرید با پیر چه شم
اعتقاد باید داشت

(۸۸) و اقل اعتقادیکه مرید را بر پیر باید که بداں لابدی است و بے
ازاں چاره نیست آنکه مرید داند که پیر هر چه میکند باذن من الله میکند
و البته بداند که هیچ قدمے از قدم پیر او بیشتر نیست و دراں ایامیکه
او ست بداند که هیچ کسے از و بالاتر نیست و اگر نوعے محقق شود که دیگر
از پیرش بیشتر است مثلاً فرض کنیم پیر پیر است با ایں همه ایں قدر داند
آنچه مرا از پیر دست بدهد از پیر پیر دست ندهد و من به پیر پیر ره پیر رسم
و اگر ازینجا خواهم بطرفے دیگر توجه کنم ایں توجه از دست برود و البته
بدست نیاید و اگر هم بر پیر متعلق متوجه باند پیر پیر رحمتے و لطفے نماید و اند که
مسکین صادق است عقد عقیده که بسته است مستحکم تر است و هم هواں
نیست۔ حکایت خدمت شیخ الاسلام فرید الدین و خدمت شیخ قطب الدین
و خدمت شیخ معین الدین قدس الله سرهم بارها گفته ام شنیده باشی رسول الله
صلی الله علیه و آله و سلم از معاذ رضی الله عنه پرسید همه شب چه کنی گفت
ربع شب درود میگویم باقی بعبادت مشغول می باشم گفت اے معاذ
اگر توانی درود زیادت کن بعد چند گهه هماں سخن پرسید معاذ رضی الله
گفت تا نیم شب درود گویم باقی بعبادت خدا مشغول می باشم گفت
اے معاذ اگر توانی درود زیادت کن بار دیگر سوال را معاودت شد گفت

یارسول اللہ سہ ربع شب مشغول بدرود تو باشم یک حصہ بہ بندگی خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود اصبت فالزہ واکنوں تراچہ گماں رود کار خدا بہتر یا درود مصطفی کہ او آں می فرماید مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میداند کہ معاذرہ بدو بجو ذہتو اند بردا اما اگر من واسطہ می باشم عن قریب منزل بسر میرسد۔ ہمیں یا گمان بر مرید و پیر و پیر پیر

فرماں پیرابر ہمہ مقدم دارد و در رعایت احترام ملازمان و مقربان پیر بسیار بجد باشد

(۸۹) واگر پیر کارے فرمودہ باشد و وقت نماز درآمدہ بجائے فریضہ جماعت شدہ بتواں اگر آں جماعت فوت شود جماعتے دیگر یا بوقت تواں رسید کار پیر را مقدم دارد کہ آں رفتنی نیست و در تاخیر آں زیانے فاحش است تر آں قدر بباید دانست پیر بشر است بشریت باوے باقی است و خداوند سبحانہ تعالے از جملہ نسب و اضافات منزہ است در کار او اگر تاخیرے شود او باز و غضب نباید چہ غضب بروے اعتبار نیست اما غضب پیر از خاصیت بشریت بسیارے در کار او سخت باشد۔ و نخواہم کہ مقربان و نزدیکان پیر را ہیچ چیز برنجانی کہ او بشر است و بشریت باویست و ایں کساں تا چہ محل و تا چہ وقت باوے تر اذکر کنند کار تو خراب شدہ باشد و ترا ازاں آگاہ نہ۔ اگر وقتے پیر را رنجانیدہ و او از تو رنجیدہ است با آنکہ عفو کند اما آں گرہ در سینہ بربستہ است تو بہوش باشی ہر بار در پیش آید کہ ازیں شخص چنیں چیز ہا زاید۔ ہر بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر خواط انصاری رضی اللہ عنہ مزاج کرم کردے چند چیز کہ از وے بعد از اسلام زادہ بود البتہ بزبانش آوردے و گفتے تو ایں چنیں کس ہستی

و آنکه هر بار خطبه میکردے و گاه گاہے ایں سخن در خطبه فرمودے نه آنکه شما آنانی
که سنگ می پرستید و مردار میخوردید و بچگان را زنده میکشتید و صله رحم
قطع میکردید عزت شما باشد و هدایت بما یافتید و امثال آں نه آنکه گذشته
ایشاں بر زبان میراند و ایشان را تقریع و توبیخ میکرد و دلهاے ایشاں را
بداں شکسته میگردانید ازیں تقریع و توبیخ کدام سخت تر باشد که گوید کنند
ذلالا فاعذکم الله بی اگر در شما عقلے بودے و شما دانا بودے و در شما حکمتے
و فہمے بودے شما سنگے تراشیده نمی پرستیدے عاقل غیر خدا را نپرستند
دانی ایں کدام طعن است و لے طعنے عامے نه برکید و فعلی نه ترس از پیر
بیشتر از ترس خدا باشد۔ شنیده در مذهب امام مالک اگر کسے سب باری کند
پس توبه کند توبه او مقبول است غایت مانی الباب مرتد شده باز از ارتداد
باز گشت اما اگر سب نبی کند توبه اش مقبول نیست البته بکشند زیرا چه نبی از
عالم نسب اضافات است و دشنام یکه او را دهند و هم الحاق است مثلا
گویند والعیاذ بالله منہا که آں نبی کاذب است و دشنامے صریح است کذب
صدق نسبت به انسان دارد پس آں از امور نسبی است و هم آں دارد که بذات الحاق
شود اگر او توبه کند توبه او قبول نکنند زیرا چه او را دراں ورطه داشت اما سب
رب صورت الحاق ندارد و ہیچ اعتبارے زیرا چه او از جمله نسب اضافات
بیروں است غایت مانی الباب کسے دلیری کرده است بے ادبی کرده
است توبه کند عفو باشد۔

[illegible]

(۹۰) و در هر که معلوم شود که پیرا ہونے اہانت کند بصریحے و کنایتے

بد عقیدہ اندیشیار دوری گزینند

واشارتے از وچناں تبرا کند کہ مرد زاہد از وجود شیطان واگر مداہنت ومدارات را بمصلحتے روا وارد آں مرد مداہن باشد ومداری بود از حالش آں معلوم شود او را حمیتے در طبیعت او از طرف پیر نیست۔ چنانچہ علوی لشنیدن نام یزید چونہ میشود ہمچنیں مرید دیدن مخالف پیر و دیدن بد معتقد پیر و آنکہ بر پیر طعنے تشنیعے کند ہمیں مثال دارد۔ شنیدہ باشی الحب للہ والحب فی اللہ من اوثق عری الایمان۔

حرمت داشتن جامہ پیر وتبرک جستن ازاں

(۹۱) آں جامہ کہ از پیر یابد خصوص آنچہ ملبوس باشد آں را حرمت دارد پائمال نکند مگر بساطے یافتہ باشد یا نہالچہ یا غیر آں کہ لابدی است قدم بر وے بدارد۔ و در حالت کہ طہارت و وضو نباشد آں جامہ را بدست نگیرد و نزدیک نیارد و در استعمال ندارد۔ والبتہ درآں کوشد کہ در اوقات متبرکہ و در ایام متبرکہ چنانکہ اعیاد وغیر آں بداں تبرک گیرد وآں را بر خود دارد و شفیع حال خود سازد

حرمت داشتن جائے نشست پیر

(۹۲) جائے نشست و بود پیر را حرمت دارد چنانچہ او را پشت نمیداد و نمی ایستاد و بتواضع وانکساری استاد ہم چناں جائے نشست پیر را بایستد و بداں سمت روے بر زمیں آرد گوئی او نشستہ است و پائے پس باز گردد و در روح او را دراں مقام مشاہد اندازد از ارواح خلاصہ است

ارواح خلاصہ را طی مکان وطی زماں است

وارواح خلاصہ را طی مکان وطی زماں است ہمدراں ساعت واحد پیر در مدفن است پیر در مجلس است پیر در مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ است اگر کسے از مریداں دل را صاف شفاف کردہ است از و پرس کہ او گوید آرے سخن ایں است کہ او میگوید۔

ربط قلب با پیر

(۹۳) من درین جمله که با تو گفتم ربط قلب که در کتابهای سلوک می‌نویسند
در ابتدای ذکر یا در شغل ذکر ربط قلب بر پیر مستقیم دارم من درین عبارت تمام
گفته‌ام ترا خدای تعالی فهمی داده است دانسته باشی۔

(۹۴) هر یارے از اصحاب شیخ را باید نسبتے مخصوص تصور کنی۔ پیر آبے
عمیق روان است هر طرفے از وے جویها برده اند از هر جوے در کشتے
آب رسیده تخمے که دران زمین ریخته اند تخم بر آید همان بار آرد۔ جاے جو
جاے گندم جاے شالی۔ هر یکے از پیر نصیب گرفته است اما بحسب استعداد
او فیضے بدو رسیده است۔

(۹۵) در امور بشری پیر در اتباع آن اهتمام نورزی تو بشری خود را
میدانی بجسے که ترا زیا انکار نباید آنقدر اتباع کن مثلاً پیر اکثر انساء او غلب
تقرباً هست این اتباع را هوس نبری مگر در خود این آنی یا این قوت احساس
کنی وکذلک در بشریات دگر۔ اگر در پیر احساس کنی که ذخیره میکند آنجا نیز
همین حکم دارد و در باب پیر این یقین باید کرد که او هر چه ذخیره میکند باذن من الله
میکند و هر چه خرچ میکند باذن من الله میکند پس در جمیع امور اتباع نباید۔ در معاملات اتباع
است در الهیات نه۔ من در بعض امور مبالغه میکنم سبب آنکه هر مردم را
در فهم نباید۔ پیر را همچو شجره موسیٰ تصور باید کرد و کلامیکه موسی علیه السلام از
شجره می‌شنید کلام پیر را همچنان باید دانست۔ این استعاره نه پنداری که
در ورای شجره او تعالی سخن گوید یا آفریند اگر در ورای زبان کسے سخن گوید
چنین انکارے همین قیاس دست و پا و چشم حدیث قدسی را ملاحظه

اتباع پیر در معاملات است ودر الهیات نه

ودبی بصحاشنیده باشی دراں چه بیان زیادت کنم۔

تحقیق کلام پیراز مستفقه نکند

(۹۶) واگر پیر سخنے گوید تحقیق آں از مستفقه نباید کرد تحقیق آں ہم از پیر شود فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ہمیں بیان کرده است اہل الذکر اہل مشاہده اند اہل معاینه اند۔

مرید را پیر پرست باید بود

(۹۷) چنیں گویند که مرید پیر پرست باید یعنی پیر مظہر انوار لاہوتی است ورائے او تجلی رب است تعالی پرستیدن او نیست پرستیدن حق است پس فایده ایں صورت درمیانه چه باشد برائے تثبت حضور را زیرا چه صورت پیر مشاہد و معاین تو است عین بعین تصور می شود و تصور غایب باسمه غایب است خطرات و لمات و وساوس آنجا بسیار مزاحمت دارد۔

مرید راد و کار است تخلیه و تجلیه

(۹۸) ما را دو کار است تخلیه و تجلیه۔ تخلیه عما سوی الله۔ تجلیه التزام توجهه الله۔ اصل کار تجلیه است تخلیه برائے تثبت ایں تجلیه است بینهما ملازمت کلی است فکلما تخلی تجلی وکلما تجلی تخلی۔ چنانکه فنا و بقا حضور و غیبت۔

تصور پیر

(۹۹) و تصور پیر یا ایں چنیں کند که خود را در محضر او در مجلس او حاضر تصور کند و یا پیر را درون دل تصور کند یا خود را عین پیر تصور کند۔ ایں نیکبختاں دانند ایں مراقبه نیست ایں مشاہده نیست ایں مکاشفه نیست ایں معاینه است یعنی عین بعین۔ و دوستی پیر آں باشد که ہیچ چیز او را از پیر دوست تر نباشد۔

دوستی و محبت پیر

اگرچه زن و فرزند و ہر که ہست و اگر وقت مردن بیاد پیر میرد نہے کار۔ بسیار صوفیاں اند که پیر را ہمچو استادے و معلمے دانند اما پیراں ما و خواجگاں ما پیر معشوق ما است و ما عاشق پیریم ہیچ یکے را باز او نه نهیم و ندانیم که

جنید رضی اللہ از و بہتر بود و یا بایزید رحمۃ اللہ علیہ یا کسے دیگر یا آں عدیل و بدیل
ایشاں است۔ با پیر و مصطفٰے و خدا را یکے دیدہ ایم یکے دانستہ ایم من آں
دو بیت را کہ گفتار او حد کرمانی است رحمۃ اللہ علیہ از زبان خواجہ خود
شنیدہ ام

بیت

گفتم کہ پیامبری تو یا پیر — گفتا کہ دوی ز راہ بر گیر

چوں نیک بدیدم ایں نکو بود — او و من و پیر ہر سہ او بود

آنکہ بدانی کہ از فرمان پیر تقاعد مکیند ندانی کہ او نیک بخت است
پیر سفیر اللہ است ایں خزانۂ الٰہیہ است ہر چہ ترا رسد از و و از دست او رسد۔

(۱۰۰) بر مبتدی فریضہ باشد ہر حادثہ و واقعہ کہ او را پیش آید پیش پیر گزراند
و اگر پیر آنرا تعبیرے و تفسیرے فرماید یا نہ و ذلک مفوض برائے و ترا گزرانیدن
ناچارہ باشد۔ اما متوسط و منتہی را باید ہر چیزے پیش پیر نگذراند مگر چیزے
در پردہ گذرا و نسبتے دارد۔ چنیں ہم باشد کہ مرد نا رسیدہ راہ کار نا تمام
کردہ را چیزے نمایند کہ مرداں انتہا را غیرت و مار از سر ایشاں برآرد آنقدر
زیانکار ایں مرید باشد ناگہاں غیرت بکار شود نہ تو یا نی و آں دیدار و از
پیر سرے بتعین نطلبد و آنچہ نقد وقت او باشد بر ہر کسے ازاں حکایت
نکند۔ و ہر واقعہ و خوابے کہ بیند اگرچہ انبیا و اولیا را بیند مقابل آں فضل
نباشد کہ پیر را بیند۔ و جملہ پیران را بر رہ و بر اصل واند و رہ پیر قریب تر و
سودمند تر بیند۔ و در نماز پیر را تصور طرفین کند یا خود او را امام خود بیند یا در رو
دل خویش داند و خطابات قرانی را اگر در غلبہ وقت با پیر می شود بدال القال

نکند و بداند ان متاع البیت یشبہ رب البیت پیر ہم از انجا آمدہ و کوے
و پر توے از انجا آوردہ است۔

درسماع حمل بر پیر باید کرد

(۱۰۱) و در سماع البتہ حمل بر پیر باید اگر طلبے و اگر وصلے و ہجرانے و اگر نظارۂ
جمالے و حرکتے و سکنتے ہم با پیر خوشتر آید۔ ایں حکایت از شیخ نظام الدین
قدس اللہ سرہ العزیز درست تر بشنو او گفتہ است قدس اللہ سرہ حق خرقہ شیخ
ہر بیتے کہ از گویندہ شنیدم جز بر ذات پاک شیخ حمل نکردم مگر کہ حالت سماع چہ
نازک حالتے است و شیخ نظام الدین محمد بداونی را رحمۃ اللہ علیہ دراں حالت
جز حضرت پیر چیزے دگر نیست اللھم اھد نا الی سواء الصراط۔

پیر را مثال ساقی تصور کن

(۱۰۲) پیر را مثال ساقی تصور کن کہ شراب سحاب و معارف از دست او
تواں یافت۔ شنیدہ کہ فردا مرتضی کرم اللہ وجہہ ساقی باشد تشنگی نرود مگر آنکہ
از دست او قدح نوشند پیر را ہمیں دان مرتضی سرور مشائخ است پیر نائب
او است للنائب حکم المنوب می باید دانست۔

مرید را اتباع پیر رو آوردہ است اگرچہ از پیر پیشتر رود

(۱۰۳) و اگر مرید از پیر پیشتر رود باید کہ اتباع او نگذارد و در صف مشائخ
فردا امثال و صد قنا او را پس پیر ایستانند با ہمہ مرتبہ کہ او را است او را بنام پیر
خوانند مگر آنکہ روشنے و ورزشے برحسب زمانہ یا باذن من اللہ یا اجتہادے
صادق او را روی نماید ایں اقسام ازیں جملہ مستثنیٰ باشد۔ باایں ہمہ کہ مرید از
پیر پیشتر است توجہ با پیر میکند۔ ہر چند کہ شرعاً معصوم نیست و خوف عاقبت

پیر را اعتقاد درست دارد کہ او مقبول و موصول است

بر ہمہ باقی است با پیر جز آں گمان نبرد کہ او مقبول و موصول است و ایں را
یقین داند و ایں اعتقاد بیک فرو نیست کہ اکثر مومنان ہمچنیں اند و اینچنیں

باشد و ایں در شرع قادح نیست و اگر نہ توجیہ درست نیاید۔

(۱۰۴) و اگر پیر را در خواب یا در واقعہ و یا بہی را بحالت منکرہ بیند آنرا بدو نسبت نکند بحال خود کند بداند کہ حکایت حال من است کہ مرا بدیں صورت میکنند می نمانید۔ یا خود بداند کہ در جہاں حادثہ شود کہ حالت خلق خدا بدیں آید۔

(۱۰۵) و البتہ مصاحبت و مجالست جز با مستعدان و با پیوستگان پیر نباشد۔ و ہر چہ در رہ پیر بذل کند منت آں بر سر و چشم خود نہد و شکر بجا آرد کہ ایں ہمہ برکت پیر بود کہ موفق بدیں شدم۔ و آں سخنے کہ پیر بر و نہد سبب مزید خویش داند۔

(۱۰۶) و اگر پیر جمیل باشد و مرید را عشق بر جمال ظاہر او افتد زہے سعادت آں مرید و زہے رہے نزد یکتر کہ حق اورا بود محمد حسینی ادام اللہ حیاتہ ابتلائے یا پیر داشت کہ اگر با آنکہ ہم استماع آں در تحمل قوتہا شد و اعتقاد چنیں مستحکم باید کہ از دیدن خارقے و غیر آں مستغنی باشد۔ و کلی و جزئی خود پیش پیر عرضہ دارد۔ مگر آنکہ پیر صاحب قبول باشد و آیندہ و روندہ بروے بسیار بود گفتن دشوار باشد۔ دریں باب ہم بدل توجہ شود و کار را پیر گذارد و خیریت آنرا ہم بدل از پیر طلبد۔ و باید کہ ایں مرد را در جملہ امور دنیاوی و شادی و غم ہمہ با مستعدان و مریدان پیر باشد و صحبت جز با ایشان نکند اگر چہ مرد عامی یا از احتراف است تشبیہ ہم ایں چنیں مرشد را گویند۔

(۱۰۷) پیر بمثال مرضعہ است و مرید بمثال رضیع۔ رضیع اگر از مرضعہ در ایام رضاع باز ماند ضایع شود و چوں آں ایام رسد کہ آں ایام را فطام گویند

بہیچ حال پسر را از پدر استغنا نباشد

یعنی از شیر جدا شود ہم از تربیت دور شدن ضیاع او باشد تا آنجا رسد کہ او خود را
تواند شست و خود را خود از موذیات و از مہلکات باز تواند داشت ہم از
تربیت مستغنی نشود و اگر نہ خراب گردد و اہتدا کلی نباشد۔ بعد آنکہ ایام رشد
آید ہم احتیاج بتربیت باقیست ورنہ نجیب نشود بے ہنر آید۔ و بعد آنکہ
در ایام بلوغ آید آن ایام دیوانگی و مستی است آغاز ہواہا و ابتدائے شہوتہا
است جائے افتد کہ غرق ہواہا باشد از آنجا ہم بیرون آمدن دشوار باشد
مگر بصحبت دانائے حکیمے عالمے۔ و بعد آنکہ ایام شباب رسد خود مراد شود
جہان را تجربہ نکردہ است چیزہا پیش آید خیر و شر آنرا اندر حوادث و طوارق بیشتر
و بیشتر نیامدہ است نشنیدہ۔ بیت

مرد خردمند ہنرمند را   عمر دو بایستے اندر شمار
تا بیکے تجربہ آموختے   واں دگر تجربہ بردے بکار

از ایام جوانی تا بکہولت یک عمر است۔ از کہولت تا شیخوخت و کہنگی روزگار
دوم عمر است۔ مرد با تجربہ و ہر چیز را شناختہ و ہر یکے را با دیگرے داشتہ و
دانستہ و بر محل او قرار دادہ۔ المقصود مبتدی کہ ہیچ رہ روی کار نیافتہ است
بر مثال رضیع است اگر از پیر جدا شود ہلاک گردد ہیچ چیز از و نیاید۔ ایام فطام
بر مثال آنست کہ مبتدی را شئے ہائی از غیبیات برو ظاہر می شود چنانکہ
نورے و نارے صورتے دیدن آوازے شنیدن خوابے و واقعۂ مرجوئے
دیدن۔ و ایامیکہ خود را خود تواند شستن و خود را خود از موذیات و مہلکات
نگاہ داشتن رشدے و روئے نمود است و رشدے پیش آمدہ است

دربعض اوقات تنبیہہ می شود در واقعہ یا در خواب یا در بیداری و ایام رہوف
بداں مانذکہ اول قدم در مقام توسط نہادہ است و کمال آں پیشیں نیامدہ
گاہ گاہے تلو بینے می شود و استتارے بداں می افتد این نیز ایام غرور و
سرور است و غرور و سرور خالی از شرور نباشد خود را چیزے داند و بداں مغتر
گردد زیانکار وقت او باشد۔ آنزمانے کہ حکایت ازاں زیاں کردن ہمیں
باشد کہ از آتیات وجائیات حرماں پیش آید صفائی واردات نباشد
ونقیہ صادرات نشود۔ اما چوں ایام بلوغ آید وقت دیوانگی و مستی است
تجلیات می شود کشوفات پیش می آید و آں تجلیات وکشوفات او را بزی
می برد تحمل برنا شالیستہ دارد بگوید تو ازاں من و من ازاں تو میان ما بیگانگی
نہ از اینہا چرا بازمی مانی ایں بیچارہ محروم شدہ از بسیار فرید و از شہود غیب
محروم گردد۔ جہاں در جہاں عارفان دریں غرقاب خلاب افتادہ اند والبتہ
سر بر آوردن نتوانستہ اند کشیدن زیرا چہ چیزے است ملذوذے
مرغوبے ہوائے بافضلے ونوالے او میگوید خدا منفر باید و مرا بدیں میدارد
و بدیں از بیگانگی دور میکند میگوید ان لکل ملک حمی وحمی اللہ محارمہ او
میگوید در حمی کسے در آید کہ در محارم باشد معاذ اللہ من ہذا المقال الواہی
آمدیم ایام شباب بداں ماند مرد چیزے تجربہ کردہ است وحقایق و
معارف را کما ہو شناختہ است ولکن او تعالی مکار است وَمَكَرُوا
وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ازیں جملہ حکایت کردہ است او را از آں
نماید و بداں دارد کہ او از ہمہ خود را فایق و بہمہ چیزہا ذائق بیند و در واقعہ

ہیچ حال بر مرداز ہیر استغنا نباشد

یعنی از شیر جدا شود ہم از تربیت دور شدن ضیاع او باشد تا آنجا رسد کہ او خود را
تواند شست و خود را خود از موذیات و از مہلکات باز تواند داشت ہم از
تربیت مستغنی نشود و اگر نہ خراب گردد و ابتدا کلی نباشد۔ بعد آنکہ ایام رشد و نمو
آید ہم احتیاج تربیت باقیست ورنہ نجیب نشود بے ہنر برآید۔ و بعد آنکہ
در ایام بلوغ آید آں ایام دیوانگی و مستی است آغاز ہواہا و ابتدائے شہوتہا
است جائے افتد کہ غرق ہواہا شد از آنجا ہم بیرون آمدن دشوار باشد
مگر بصحبت دانائے حکیمے عالمے۔ و بعد آنکہ ایام شباب رسد خود مراد شود
جہان را تجربہ نکردہ است چیزہا پیش آید خیر و شر آنرا اند حوادث و طوارق بیشتر
و بیشتر نیامدہ است نشنیدہ۔ بیت

مرد خرد مند ہنر مند را عمر دو بایستے اندر شمار
تا بیکے تجربہ آموختے واں دگر تجربہ بردے بکار

از ایام جوانی تا کہولت یک عمر است۔ از کہولت تا شیخوخت و کہنگی روزگار
دوم عمر است۔ مرد با تجربہ و ہر چیز را شناختہ و ہر یکے را با دیگرے واشتہ و
دانستہ و بر محل او قرار دادہ۔ المقصود مبتدی کہ ہیچ رہ روی کار نیافتہ است
بر مثال رضیع است اگر از پیر جدا شود ہلاک گردد ہیچ چیز از و نیاید۔ ایام فطام
بر مثال آنست کہ مبتدی را شئے ائی از غیبیات بر و ظاہر می شود چنانکہ
نورے دیدن صورتے دیدن آوازے شنیدن خوابے و واقعۂ مرجوئے
دیدن۔ و ایام آنکہ خود را خود تواند شستن و خود را خود از موذیات و مہلکات
نگاہ داشتن رشدے و روئے نمود است و رشدے پیش آمدہ است

در بعض اوقات تنبیہہ می شود در واقعہ یا در خواب یا در بیداری و ایام رہوف بداں ماند کہ اول قدم در مقام توسط نہادہ است و کمال آں پیشں نیامدہ گاہ گاہے تلوینے می شود و استتارے بداں می افتد این نیز ایام غرور سرور است و غرور و سرور خالی از شرور نباشد خود را چیزے داند و بداں مغتر گردد زیانکار وقت او باشد۔ آں زمانے کہ حکایت ازاں زیاں کردن ہمیں باشد کہ از آتیات و جائیات حرماں پیش آید صفائی واردات نباشد ونقیہ صادرات نشود۔ اما چوں ایام بلوغ آید وقت دیوانگی و مستی است تجلیات می شود کشوفات پیش می آید و آں تجلیات و کشوفات او را بجای می برد تحمل بر نا شایستہ دارد بگوید تو ازاں من و من ازاں تو میان ما بیگانگی نہ از اینہا چرا باز می مانی ایں بیچارہ محروم شدہ از بسیار فرید و از شہود غیب محروم گردد۔ جہاں در جہاں عارفان دریں غرقاب خلاب افتادہ اند والبتہ سر بر آوردن نتوانستہ اند کشیدن زیرا چہ چیزے است ملذوذ سے مرغوب ہوائے بافضلے و نولے او میگوید خدا مینفر باید و مرا بدیں میدارد وبدیں از بیگانگی دور میکند میگوید ان لکل ملک حمی و حمی اللہ محارمہ او میگوید در حمی کسے در آید کہ در محارم باشد معاذ اللہ من ہذا المقال الواہی آمدیم ایام شباب بداں ماند ہر چیزے تجربہ کردہ است و حقایق و معارف را کماہو شناختہ است ولکن او تعالی مکار است وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ازیں جملہ حکایت کردہ است او را از آں نماید و بداں دارد کہ او از ہمہ خود را فایق و بہمہ چیز ہا ذایق بیند در واقعہ

درکمین چیزے دارد کہ نظر این ازاں دقیقہ غافل است۔ اینجا نیز کسے باید کہ
او پختہ کار باشد و سوختہ روزگار باشد و بسیار تقلبات و تحویلات ورا افتادہ
شدہ باشد و بسیار مکرہا بر و باختہ باشند و بسیار بار آئینہ را بر روے او داشتہ
اند و گفتہ اند کہ این روے آئینہ است و در واقعہ آن پشت آئینہ است
کرّات و مرّات در غلط و خطا انداختہ اند درین بحر و درین شط بسیار غوطہ و عوطہ
در فع و وضع دیدہ است بسیار تموجات و تمرجات بحر را تجربہ کردہ در صحبت
این چنین مرد شاب کہ تا بکہولت رسیدہ است از بسیار کمینہا و مکرہا خلاص یابد
و اگر آن پیر را پرسی او گوید ہنوز در تقلبات و تحویلات ہستم و از مکر خالی نہ ام
سخن بر تو راست میگویم اگر مرا پرسی بدبخت کیست گویم آن کہ از فرمان پیر
جدا شد آنکہ صحبت پیر را ترک آورد و خود را بہواے خود و مراد خود داد ہلہ ہشی
باش بہر حالتے کہ ہستی و تا آنجا کہ رسیدہ اگر صحبت پیر میسر است مگذاری۔
اینجا چیز ہائے است دقیقہ و لطیفہ است کہ ہر نظرے و ہر بصیرتے آنرا
احساس نمی تواند کرد۔ و من ہفدہ سال قریب در صحبت شیخ خود بودہ ام
بانبوہ کہ با او داشتم چون او از من رفت محقق شد کہ بسیار کارہا بایستے
کردن کہ آن احتیاج بحضور او داشت اما چون بازہم بدو پیوستم چنانچہ حق
پیوستن است او از من غایب نشد و تربیت بساعتہ فساعتہ از من
دریغ نداشت تا آنکہ این کہ گفتم از فہم خود نہ بحکم علم۔ ہیچ معلوم تو ہست
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم با صحابہ رضوان اللہ علیہم چہ تکمیل کرد و
بعد از فوت او از ایشان چہا زاد این حدیث منع مکنید اذا ذکر اصحابی

بدبخت است آنکہ از
فرمان پیر جدا شد و
صحبت پیر را ترک کند او
بہر حالتے کہ ہستی و مرتبہ
کہ حاصل کردہ صحبت پیر را
نگذارد

شیخ صحبت حضرت مصنف
با پیر خود و ادشان را
در خوابہا و سلوک پیش
آمدن بعد از رحلت
پیر و امداد او از روحانیت
پاک او شان

فاسکتوا و گرنہ شمہ میگفتم ہمیں قیاس پیران و مریدان رانگیر۔ و آن مریدیکہ اوراجاه در سر باشد خود را بجاے رسیده بیند و قوت رسانیدن ہم در خود احساس کند خواہد کہ البتہ از پیر جدا گانہ شود لبری و سروری پیشہ گیرد او تحقیقت ذوق حقایق نگرفتہ است و چنیں و انم آنقدر ہم بصور و اشکال غیبی اورا ابتلا و گرفتارے پیش نیامده است اگر ایں نوع نقد وقت او بودے او بدینہا بیل نکردے او از خود و از مقصود خود فارغ است فراغت می بیند آنکہ ایں وہمیات و ایں خیالات مزاحم وقت او می شوند و ایں بیت نشنیده است۔

بیت

مرا بخانہ خمار ببرد بسپار   دگر مرا بغم روزگار مسپاری

(۱۰۸) و دیگر اگر ترا قوت ارشادے و ہدایتے شد آنکہ خود را نصب ایں کار کردن چہ معنی دارد نہ آنکہ نظر بظاہر کار است مگر آنکہ قہرے از پیر باشد و امر از مصطفی شود و تہدیدے از خدا رسد اگر ایں چنیں کسے دریں ره قدم نہد و دست فراز و خواص و عوام را دعوت کند شاید۔ و اگر پیر را مصلحت افتد کسے را بے آنکہ مقام ارشاد دارد اورا فرماید دست توبہ دہد بقدرے کہ او دست مردمان را بدان دعوت کند شاید پیر بسبب عہد آخر الزمان کہ توبہ کردن ہم عزیز کار است فرماید نکو کار نیست ایں اما اگر مرید پیرا بعد پیوند و ارادت طلب در سر افتد و پیران گفتہ اند ہر کہ پیوست پیوست بدوہم جا توجہ کردن ارتداد باشد اکنوں اینچنیں بیچاره ضایع ماند و از و بدیگرے نتواند رفتن و دیگرے او را دستگیری نکند سبب آنکہ او را متوجہ الیہ متحد نیست پس راه او زده باشد۔

(۱۰۹) البتہ از پیر علمے کہ در اصول سلوک محتاج الیہ نیست مطالبہ آں

بعد حصول اجازت از پیر بیعت در بیعت گرفتن جایز احتیاط باید کرد

برای پیر مطالبہ علم

نکنند کہ در سلوک محتاج بہ ... نیست از پیر منتظر خارق عادت نباشد

علم نکنند والبتہ منتظر آں نباشد کہ از پیر خارقے بیند۔ دریں باب چند احتمال
دارد۔ پیر خارق دارد اما اذن باظہار خارق نمی یابد یا او خود اظہار نمیکند
سبب آنکہ قصہ فاش شود مردمان وقت او را غارت کنند یا خود امتحان
دارد کہ ببینم میاں پیوستگان کہ بر شرط اعتقاد است و کہ متوہم و متخیل است
ہر کہ برویت خارقے معتقد شد او مردے متوہم و متخیل است بر اعتقاد او اعتمادے
نیست و آنکہ او یقین دارد کہ پیر کشف یقین دارد معتقد او را شمرند۔

مرید را بے رہبری پیر در سماوات عروج نیست واں عروج بچند طریق باشد

(۱۱۰) و بہ تحقیق است مرید را بے رہبری پیر در سماوات عروجے نیست
و ایں کہ عروج شود بچند طریق است یکے ہماں پیر یا کسے بجائے پیر او را در
کتف خویش نشاند و گوید مرا محکم بگیر بالتزامے والتصاقے سختے تا آں کہ بالا
برد بقوت طیران خویش و درے پیش آید پیر زود دست براں در زند درونیاں
پرسند کیستی تو او بگوید فلاں بن فلاں و آں مرد از آنہا است کہ بارہا رفتہ است
و کسے را بردہ است و بنام او در میکشانید گویند کرا برآوردی گوید فلاں بن
فلاں را او از آن من است و او را بدیں مرتبہ رسانیدہ ام کہ تا اینجا آید بعد آں
برود در بکشانید القصہ بطول است اما مقصود من ہمیں قدر بود۔ و دیگر اسپ آرند
براں دابہ سوار کنند معلوم نباشد کہ آں دابہ در رہ میرود یا میپرد اما بچند پلک زدنی
او در سماوات رفتہ باشد۔ و دیگر با شیب سنگے پیش آید و یکے پیش شدہ الی اللہ
الی اللہ خواند طرف خویش و دنبال او شدہ برود۔ ایں ہمہ چیز بے رہبری
پیر نتواں رفت۔

مرید را از الہامات پیر ...

(۱۱۱) و ہر چہ از الہیات پیش آید پیش پیر گفتن لابدی باشد خصوصا

اول حال پس آں کہ مرد پختہ و قوی حال شدہ باشد ہر چیز را خود تعبیرے میکند واشارتہا فہم میکند اکنوں کار بدست اوست او داند۔

پیش آید پیش پیر عرض آرد لابدی است

(۱۱۲) و پیر را در قالب خویش بجاے جان خود تصور کند بلکہ جان جاں واگر درا دعیہ در غلبہ حال خطاب بر پیر کند ازاں استعاذہ نکند و آنرا اثرے نداند مرد مغلوب است بچیزے مخصوص و ماخوذ غیبت و موجب آں سرے است کہ با پیر است قہرآں سر بریں می آرد کہ او را از و تمام بستاند۔ واگر در صورت پیر جمالے نباشد تصور آں صورت بتصور پرتو نور قدسی کند تا چناں شود کہ آں پرتو نور قدسی او را بیارا ید و جمالے بکمال بخشد۔ واگر بیند پیر در روے تصرفے میکند تعبیر کند کہ از خلاصہ او و خواص او نصیبہ شود و اطلاع بر تمام اسرار او شود واگر برعکس افتد بداند کہ آں مرد جاے رسد کہ پیر را ازاں رشک و غیرت آید و پیر خود را ازاں مرتبہ دور بیند و پیر را از و نصیبہ وافر شود و بواسطہ او مریدے بیشتر باشد پیوستگان بجاے رسند و بواسطہ او پیر را ذکرے و نامے میان مردماں باشد۔

مرید پیر را در قالب خویش بجاے جان بلکہ جان جان خود تصور کند

(۱۱۳) و البتہ در نظر پیر خود را بصورتے آراستہ نماید آنچناں کند کہ پیر بداند کہ او صالح و طالب و واصل است چنیں و چنیں کسے است۔ پیر مرد کامل است و خداوند میگوید انا عند ظن عبدی بی چوں آں پیر در باب او ایں گماں برد کہ او را از خداوند تعالیٰ ایں نصیبہ است ہر آئینہ آں بدو رسد واگر گماں ناشایستہ برد خوف آں باشد کہ او را آں پیش آید کہ ظن المومن لا یخطی۔

مرید را باید کہ در نظر پیر خود را آراستہ نماید

مرید را اگر با ابدال و اوتاد هم ملاقات شود از همه روگردانیده رو به پیر آورد

(۱۱۴) و با هر که او را مقابله شود اگر با ابدال و اوتاد و یا خضر علیه السلام و ارواح خلاصه و غیر آں او از همه روگردانیده رو به پیر آورد۔ و اگر از پیر سخنے از حقایق و معارف بشنود آنرا اصول نسازد و مسئله بران تفریع نکند و هر چه در حکایت و

مرید را هر چه پیر فرماید بران عمل کند و زلت او را حجت نسازد

سخن پیر فرماید آنرا حجت نسازد هر چه او را فرماید او را آں باید کرد۔ و البته زلت پیر را حجت نسازد مثلاً پیر در محلے غضبے افراطے کرده است ترا نشاید پس روی آں کنی و تو هم همچناں غضب رانی گفته اند زلت پیران حجت ساختن باید چنی است اگر پیر سماع عورت شنید ترا نشاید عورت را پیش بنشانی و سماع او بشنوی و بر قصی گفته ام که پیر هر چه میشنود از خدا میشنود و هر چه میکند با خدا میکند ترا اینجا مدخلے نیست۔ و اگر پیر از آینده و یا از شنونده حکایتے گوید و آں بر خلاف افتد ترا نباید اعتقاد نوعے دگر کنی۔ ایں شعوذه گری آلهیات است تو اینجا نرسی جمله محققان و عارفان و اولیا و انبیا اینجا گم اند اطلاع بحقیقت کسے را میسر نباشد۔ ۱۵

مرید اگر پیر را در خواب یا در واقعه مقهور یا زاری بیند بدگمان نشود از یاد دانست که در باطن حق این چنین معاملات بسیار افتد

(۱۱۵) اگر پیر را در خواب یا در واقعه بینی که پیر مقهور یا پریشان هر ترا نمایند که او مردود حضرت است بدگمان نشوی او را با دوستان خود بسیار از ینها ر دود اجانب را خبر نباشد بسیار دوستاں و انند بسیار باشد که دوست هر دوستا خویش را و ستائها به در انکار ها کند و بیزار ایها و رزد و در پیش آں دوستی باشد که حد وصف و اندازه گفتار نبود۔ یکے را شیخ الاسلام و سید القوم و زین الناس خواند و هم چنیں خطاباتے که مردم غلام است و باز یکے دگر باشد او را رند خواند لوندے خواند لقا ر و هر ور گوید و عربده ناک خواند و دیگر دشنامها ے چند ازو را گفتن خوش می آید۔ آنانکه مقدم گفتیم آں حکایت بزرگان و سران

سروراں است۔ دوم کہ گفتم صفت مقربان و محرمان است کہ میان تو و نفر بیگانگی
نیست او را جز بطریقہ بے ادباں نمی خواند۔ دیدہ و شنیدہ باشی بچہ را کہ تو دوست
داری بنامے و لقبے صغیر و مختصر خوانی از بس دوستی و ہوا خواہی و بجز نہایتے محرم
می باشد باوے کہ دراں جزئیات جز ایں کلمات نباید لیکن کہ بچہ و کودکے دگر کہ
در بعض بشریت تو محرم نشد باوے چنیں بود و حکایتہا کہ از اں تو او داند کسے نداند
آں فلاں خواجہ و فلاں شیخ و فلاں ملک ایشاں را از ینہا خبرے نباشد شعورے
نبود۔ حکایت ابراہیم خواص و یوسف حسین گفتہ باشم و تو بارہا از من شنیدہ باشی
مکرر چہ کنم۔

مصراع

اینجا رسد زورق ہر سودائی

و حکایت شیخ فرید الدینؒ و شیخ بہاء الدینؒ ہم بارہا گفتہ ام و تو شنیدہ
لئن اشرکت لیحبطن عملک آخر ہم ازیں قبیل است۔

سخن فقیہ را بر معاملہ و کلام و جبیہ برابر کردن مصلحت نیست

(۱۱۶) و یکے کلی می باید کرد سخن فقیہ را بر معاملہ و کلام و جبیہ برابر کردن
مصلحت نیست۔ چہ گویم با تو بعض فقہا ہم چنیں گویند ہر کہ گوید در دنیا
خدا را دیدم بکفر کافر است ہر کہ ایں سخن بگوید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
و اگر توفیق یابد بنوعے پیر را خدمتے تواند بچیزے بدرمے و قدمے بمالے
بمنال منت بر جان خود نہد و شکر پیر بجا آرد کہ مرا ایں توفیق داد و اگر
عنایت پیر نبودے مرا ایں توفیق نبودے و البتہ روزے و ساعتے خالی
نباشد کہ برائے پیر احسن اللہ بدوے طلبید دعا سے کند درازی عمر او خواہد
و مزید قربت برائے او را خواہد ہر چند ازیں باچہ زاید وچہ کشاید اما ایں چیزہا

اخلاص وہواخواہی در رونہ معلوم شود ہرچہ بدست اوست آں میکند و اگر پیر
از جہاں رفتہ است بروح او چیزے دادن و چیزے خواندن۔ و ہمہ روز
و ہمہ ساعت خفتن و خوردن و نشستن و خواستن باید پیر پیر بزبان او باشد

اعتقاد مرید با پیر

و مرید ا پرسند پیر را با انبیا چہ نسبت می ہنی گوید عقیدۂ ما ہمانچہ ہست ہست
اما میاں بزرگان من تفرقہ نتوانم کرد و فیہ اشارۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمودہ است الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ و جائے دیگر گفتہ و ما
من نبی الا ولہ نظیر فی امتی و جائے دیگر گفت علماء امتی کانبیاء
بنی اسرائیل و بعضے افضل ہم گویند۔ ایں فضل ابتدائی نیست۔ اگر پس وی
محمد گویند شاید۔ در دیباچہا خواندہ باشی والصلوٰۃ علی محمد وآلہ صلوٰۃ
بر آں نگویند اما تبع نبی میگویند۔ بجاے بزرگے و سرور یرا ہمان طلبند چند کسے
خادمے و غلامے کسے نعلین گرفتہ کسے چہ و کسے چہ برا برآں مرد باشند و
بجملہ طعامے و آبے و بخورے و مجلسے کہ براے او را باشد ایشاں ہمہ دراں
شریک باشند۔ و بزرگے دگر باشد کہ ہمسنگ آں بزرگوار است اما دریں مجلس
او را استدعاے نیست آں ملازمان او و آں خادمان و غلامان او و اگر
ہمچنیں گویند کہ ما آں چشیدیم و آں دیدیم و آں خوردیم کہ آں بزرگوار ازاں
چیزے ندارد و اگر بداں مباہی و تفاضلی کند شاید ایں فضل آں بزرگوار است
نہ فضل ایشاں۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود الا و قد صببت فی
قلب ابی بکر پس در دل ابی بکر رضی اللہ عنہ آں ریختند کہ در دل مصطفٰے
ریختند و مصطفٰے بچیزہا مخصوص است اگر دریں محل گوید چیزے کہ مراداده اند

کسے را نداده اند شاید۔ وگفتند انفسنا وانفسکم علی رض نفس محمد داشت صلی اللہ علیہ والہ وسلم و رضی اللہ عنہ پس آنچہ در محمد باشد در علی رض رضی اللہ عنہ باشد بمقابلہ و محاذات ہر دو این ہم فضل تبعیت است نہ فضل اصالت۔ اکنون بر حسب بیان ما بر پیر اعتقادے کن اگر مرد نیک بختی۔

(۱۱۷) مرید طالب را چند شرط است۔ از معظمات سلوک اینست کہ نخست مرشد و ہادی را پیدا کند۔ میان مرشد و ناصح تفرقہ تواند کرد و تفرقہ کردن مشکل باشد۔ ہر یکے علی العموم زبان نصح کشادہ و متضمن نصح و انذار است چون تفرقہ می شود کہ میان ایشان منذر کیست و ہادی کیست مرشد از دوزخ انذار میکند و بہ بہشت ارجا۔ کذلک قرب حق و ابعاد از وے۔ این انذار آمد ہادی ہمیں میکند تفرقہ کردن بران طالب بیچارہ مشکل است بنگیختنے او رجما بالغیب دست بر دست یکے نہاد و خود را ازان او کرد جان و جہان خود را بدان او بہ بست و در واقع او مرشد و ہادی است پسے آنکہ او بتمیز خویش اختیار کردہ باشد و اگر بمنذر رسد و او ازین جہان خبر ندارد و شاید در وے انکار ہم باشد و من بسیار شنندگان را دیدہ ام کہ ایشان دعوت میکردند و از عالم ہدایت و ارشاد ایشان را شعورے نہ بلکہ تکلا و انکارا۔ اگر چنین باشد کہ شخصے دعوت میکند و البتہ از گفتار او معلوم می شود کہ بمطلوب و مقصود قوم اشارتے می نماید معاملہ او بر حسب این طایفہ است نوزدہ سہم گمان برند کہ مرد مرشد و ہادی است۔ و شرط دیگر طالب را باید جوانمرد باشد ہمہ چیز خود را تواند باختن مال و منال و جاہ و رسم و عادت و اہل و ولد و مسکن و بلد ہر چہ جز مقصود است از ہمہ حسبہ

شرط اول مرید طالب صادق

معظمات سلوک این است

نخست مرشد و ہادی

پیدا کند

باید جوانمرد باشد

شرط دیگر پاکی نفس

تواند خواستن۔ و شرط دیگر پاکی نفس و پاکی نفس حدے ندارد تا آنکه میتوان تزکیه
کن سخت از مکاره شرعی و دیگر از اخلاق ذمیمه چنانچه حرص و حسد و غضب و شهوت
و در بند چیزے ماندن محسوسے و لذوذے عقلی و حسی و شرط دیگر هرچه کند کند آنرا
وزنے ننهد نداند که چیزے کردم۔ و شرط دیگر تنها باشد اگر بادیه و سرابه میسر آید
نکوتر باشد۔ شرط دیگر البته از صحبت زن دور باشد و اگر مرد متاهل است
جز بقدر احتیاج نزدیک نشود۔ و شرط دیگر اهتمام در حلال خوردن باشد۔ اگر نا
چنین افتد حلال مشتبه شود از طرف خویش احتیاطے کند۔ و غذا جز بقدر قوام
بنیه نباشد تا چیزے طرف مخمصه نگه داشته شود۔ و بعضے صوم دوام را هم
شایبه از مخمصه داشته اند۔ ابو یوسف رضی الله عنه میگوید الثلث یکفی
حکایت اکل بل الربع و روزه سیوم حصه ایام مخمصه است پس خالی از اثر او
نباشد۔ و در تقلیل آب بیشتر جهد نماید و این سخن گفته ام و ملازمت پیر بر کاریکه
او فرموده است و دیگر هرچه او را پیش آید بدان پیر و نیارد و اگر او را چیزے
پیش آید از اعیان و آثار آنرا چیزے نداند و در پے آں وقت خویش بغارت
نبرد۔ و اندک خوابے که مرید کند باید که بغفلت نباشد خواب او میان خواب
و بیداری بود۔ و دو کارے که او را پیش آید خیر الخیرین را اختیار کند و نزدیک
فهم طالب هرچه اصعب و اشق باشد همان خیر الخیرین است۔ و البته تهوی
نفس بنفس ندهد و اگر بغلبه شره و حظ نفسانی گرفته باشد کفارت شرط است
بر نفس سخت تر نهد۔ و فخر بشرف آبا و اجداد و بسیادت و شیخوخت و دانشمندی
نباشد خود را از همه شکسته تر و خوار تر بیند و بداند هر که خوارتر و شکسته تر او بخدا

شرط دیگر هرچه کند آنرا وزنے نه نهد

و شرط دیگر عزلت و تنهائی و از صحبت زن دور ماندن

شرط دیگر اهتمام در اکل حلال

شرائط دیگر

نزدیکتر۔ ور ترجیح ملت ودین ومذہب آں کوشش نکند کہ ہماں مقصودش نماید
و در توضی و طہارت آنقدر مبالغت نکند کہ از وظایف وا ورا و باز ماند و وقت
بیشتر بہ ہمیں منصرم شود۔

(۱۱۸) بارہا سخنے علی العموم گفتہ ام دو کار لابدی طالب سالک است یکے
تزکیۂ نفس و دوم توجہ تام۔ آں قدر کہ انبیا مبعوث بودند خبر ایں دو چیز بیاوردہ اند

(۱۱۹) و باید تربیتے و ہیئتے مخصوص خود را ندارد و در بند آں ہم نباشد و
البتہ در فراغت وقت کوشد۔ فرض کنیم کہ اگر حالتے است تو طہارت نداری
از مراقبہ و حضور خالی نداری دل را ہمیداں گرفتار دار۔

(۱۲۰) و برائے تزکیۂ نفس را ہیچ شرط نیست جز مخالفت نفس و برائے
توجہ را ہیچ شرط نیست جز دفع خطرات۔ مرتاضاں اجانب ہم ایں دو
چیز با خود دارند و بے ایں دو چیز میسر نباشد ہرگز۔ اجماع جملہ ادیاں بریں است
ایں جامع کلی است۔ اغتنم۔ صحابہ را رضوان اللہ علیہم با ہمہ جہادہا و با ہمہ
مسافرتہا و مشقتہا کہ می دیدند ایں دو چیز ایشاں را ملازم بود۔ و مرتبہ و درجہ ہم
ازیں دو چیز بود۔

(۱۲۱) و طالب را سلامتی ایماں خواستن نسبت او را بجائے ہمہ شہود
مطلوب مقصود است پس آں ہرچہ شود گو شود کہ جائے رباعی نوشتہ دیدہ ام

رباعی

در ہر دو جہاں ہرچہ شود گو شو گو — وز سود و زیاں ہرچہ شود گو شو گو
مشغول بحق باش و مہراز دو کون — وز سود و زیاں ہرچہ شود گو شو گو

تزکیۂ نفس و توجہ تام
لابدی مرید است
فراغت وقت
تزکیۂ نفس را ہیچ شرط نیست
جز مخالفت نفس
توجہ را ہیچ شرط نیست
جز دفع خطرات
مطلوب است

طالب را هرچه دهند او ورای آن طلبد

(۱۴۲) یکے کلّی طالب دگر آنیست هرچه او را بدهند و بدامن او بریزند او ورای آں طلبد۔ و دیگر مرد طالب را باید درد و درماں بروے یکساں باشد در عین درماں دردے دارد کہ در حالت هجراں نبود و در عین هجراں درمانے دارد کہ در وصال نبود۔ و گفته اند جمله طالبان تمنّاے مقام واصلان دارند و جمله واصلان تمنّاے مقام طالباں دارند۔ ابوالحسن رضی اللہ عنہ ازیں گفته است درد ما ابدی است۔

محبت بے رویت و معرفت وجود ندارد

(۱۴۳) محبت بے رویت و معرفت وجود ندارد و دگر وہمے و تصورے بحقیقت محبت بعد رویت و معرفت است۔ پیران گفته اند کہ عہد مکن کہ البتہ طالب از تقلید و از طلب بیروں آید کہ طلب و تقلید چیزے با برکتے است و چیزے با دردے و درمانے است و چیزے با سوزے و رقتے است۔ بسیاراں از تقلید بیروں آمدند و البتہ ایں گفتند اے کاش آں تقلید ابدی بودے۔ نعرہ و گریہ و سوز کہ در ذکر و سماع و غیر آں است ہم از جملہ تقلید است و طالب از ہر شئے مطلوب بجوید تا از کدام رہ درے بروکشاید لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ یوسف را از ہر درے بجوئید تا از کدام دریابید جملہ ابواب بر در عمل طالب باشد۔ بعضے طالبان

بجز متابعت پیر و پیغامبر رہ بہ مطلوب نتواں برد

دیوانگی کردہ اند مولہ شدہ اند قلندر شدہ اند برہمن و جوگی و بہرہ شدہ اند مگر جاے یابند مطلوب در حجب غیرت و در تتق عزت محتجب است بدینہا کسے نیافتہ است مگر دراں رہ کہ پیر فرمود و پیغامبر برد۔

(۱۴۴) و البتہ در طالب آں نباشد کہ تا رسے ہر اوست و ہر برمن کشف

ضمایر و کشف غیوب شود۔ ہرچہ ورای حجب و استار می شود من بدانم کہ بلائے
است آنرا کہ پیش آمدہ است ہمہ واند۔ و مرداں جز ایں کار بہتر ندانند پیغامبر
را ایمان بدیں آرند کہ خارق دلیل بر صدق نبوت اوست و اولیا را معتقد
باشند بریں کہ ایں صدق ولایت اوست۔ شنیدہ باشی بارہا ابوسعید ابو الخیر
بر در کلیسا آمدے و ازاں قوم پرسیدے کہ امروز در دین ما چیزے نیست در دین
شما چیزے ہست۔ اکنوں رہ طالب ہمیں است قبلہ او مقصود اوست ہرچہ جز
اوست او را کفر است او را دوزخ است او را بلاے است۔ گفتہ اند طالب
مرید است او تعالیٰ مراد۔ و چوں بتحقیقت نظر کنند ہر یکے مرید و مراد است اگر
ایں مرید مراد او نبودے ہرگز مرید نبودے۔ امور نسبی است ہر یکے طرف خویش
میکشد نسبتے تامے می یابد۔

(۱۲۵) حاصل معنی ایں آمد بر مرید دو چیز فریضہ شد یکے تحصیل مرشد دوم
التزام و التیام امر او۔ و اگر پیر گوید فلاں مرید من نیست ایں مرید ازاں گفتار
پیر از ارادت او بیروں نیاید و اگر یکبار مرید گوید کہ من مرید او نہ ام یا در اطاعت
او در آمدنی نہ ام او از ارادت بیروں آید اگرچہ صد ہزار اظہار اعتقاد کند۔
ارادت صفت مرید است صفت پیر نیست ہم ازینجا معلوم می شود زیرا چہ
پیر مراد است نہ مرید۔

(۱۲۶) مرید پیش پیر سخن بسیار نگوید خصوصاً آنچہ مالا یعنی فی دینہ
و دنیاہ باشد۔ پیش پیر غیبت کسے نگوید۔ و از کسے گلہ نکند و از کسے
شکایت نکند و اگرچہ اصحاب بر وے از ہر نوع جفا کنند۔ و البتہ پیش پیراں نگوید

او در غضب شود یا در اندوهی و غمی افتد و هیچ از عیوب خویش پیش پیر عرضه ندارد
و برای دفع آن را بدل استمداد وی کند و اگر در محل ناشایسته تصور صورت پیر در خاطر
آید از بس غلبه احضار صورت متخیله در خزانه خیال بدان التفات نکند و در اجتهاد
نکند که از آن باز آید۔

مرید باید تحقیق عقیده دارد که حقیقت و طریقت خلاف و ضد شریعت نیستند

(۱۲۷) و باید تحقیق عقیده کند که حقیقت و طریقت خلاف و ضد شریعت
نه اند بلکه هر یکی خلاصه دیگری است چنانچه جوز و مغز با آنکه پوست جوز از
مغز او پوست و مغز هست چیزی دیگر بود اما جزئی مغز حصه و قسمت در پوست
جوز هست تا آنکه از روغن [illegible] همچنین هر سه با هم آمیخته اند و یکی از دیگر
خلاصه تر است۔

در حیات پیر مرید پیر دیگر نه بیند و مرید را باید که حرمت ازواج پیر را نگاه دارد

(۱۲۸) و مرید را نباید پیری دیگر را بیند تا آنکه پیر در صدر حیات باشد
و نباید مرید را در موطوئه پیر خود نکاح شود زیرا چه او با در طریقت شده است
زوجات مطهرات نبی امهات المؤمنین اند و الشیخ فی قومه کالنبی فی
امته [illegible] حکم دارد و اگر چیزی در نظر مشتبه آید
محل آن دو چیز است یکی در خود اندیشه کند که او تمی بود که ما را نمود و معجزات
الشیخ مقدسة عنهما پس این قصه عیسی علیه السلام نماید چیزی
نمایند و سر سیر آن چیز نباشد۔ و محل دوم با خود اندیشه کند که انبیا را زلتی افتاد
با آنکه ایشان هم از درجه نبوت فرو نیفتادند همچنین ولی اگر از وی زلتی زاید با ایشان هم
از درجه ولایت فرو نیفتد مرد توبه کند نه این چنین باشد چنانچه گناهگاری
توبه میکند تا آن که بجایی رسد۔ و ولایت داشت که در نفی و ران ولایت باید

بسبب فعلے کہ ازو زادہ است توبہ کرد و او خود در قدم ولایت ثابت است

کذالک النبوت۔

(۱۲۹) و مرید البتہ در تذلیل نفس خویش کوشد و تعزز را دشمن دارد و دریں
ہمہ فرمان پیر غالب است اگر پیر عزت فرماید عزت گزیند و اگر خواری فرماید خواری
گزیند۔ و اگر مرید را شہرتے شود و ذکر خیر فاش شود خود را ابدال نداند و بہ سبب
ایں خود را در اعداد سے نیارد و در خفیہ معاملتے دیگر ورزد و بہ سر با خدائے خویش
و آنرا بسر برد تا آں موجب کفارت شہرت گردد یا خود اندیشد کہ شہرت است در عمل
او کہ ایں بلا پیش می آید و گرفتاری است از خدا یا بند روش او می شود امتحان
من اللہ داند کہ اگر ایں طرف سکونے و قرارے نفس را باشد جرمانے عظیم و فتنہ
فاحش پیش آید۔ و ہم رزق مقسوم و اجل معلوم گفتہ اند۔ شاید رزق و نصیب کسے
نیست و دیگرے فراخی و وسعتے دارد۔ ملاقات و دست و پا گرفتن ہمیں نسبت
است۔ و ترسے دیگر ہم ہست شاید کہ مطلوب چنیں گوید مقابلہ شفقتے کہ در رہ ما
دیدی و تعبے کہ کردی بندگان خود را گماشتیم فتوحات زیر پائے تو ریختند و
اعتقاد و تعظیم کردند دیگر شما را چہ دہم و ھذا خسران عظیم و خذلان
جسیم و آنکہ گویند اذا احب اللہ عبدا امال الیہ الخلق آرے
اول بلائے کہ آید و اول امتحانے و فتنے کہ افتد ایں باشد کہ میل خلق
سوے او شود۔

(۱۳۰) و مرید را نشاید کہ تمنی بمنزلت و درجہ پیر کند و البتہ بعد ازیں تمنا
شیخوخت مجتنب باشد۔ و از صحبت اہل دنیا اگرچہ اقارب او باشند احتراز واجب داند

روش پیربامریداغنیا

وفقرے کہ اختیار کند باید بعزت باشد والبتہ بواسطۂ فقر علوّ ہمت را فرو نہ نہد و سر بکسے فرود نیارد و نہ بتکبرا بالعزت فقر شاعر بیتے گفتہ است ۔ شعر

وما کنت بنظار الی جانب الغنا اذا کانت العلیا فی جانب الفقر

و مقابلۂ فقر شکر خدائے تعالیٰ بجا آرد ۔ واگر غنی صاحب حقے باشد یا از آنہا کہ مردمان او را حرمت میدارند تواضعے کہ باوے کند بموافقت مسلمانان و برائے رعایت حق او کند و نشاید کہ نظر بر غنائے او کند وایں نیز نشاید بسبب غنائے او را ترک آرد و رعایت حق او نگاہ ندارد۔

روش مرید با معتقدان

(۱۳۱) واگر بر مرید آئندہ بیاید و باعتقاد آید و انتظار نصیحے دارد اگر احتراز میسر آید بصفتیکہ آئندہ شکستہ دل نشود بہتر واگر نہ بضرورت یک دو سخنے کہ جامع نصایح باشد دریغ ندارد۔

اگر پیر مرید را بکارے نامشروعے دعوت کند از او رابا ید کہ بطریق احسن ازاں پیر جدا شود

(۱۳۲) واگر مرید را پیر بکارے نامشروعے دعوت میکند اگر میسر آید بطریقے از پیر جدا شود کہ پیر نداند بہ بداعتقادی جدا شدہ است نیکو باشد واگر نہ الفراق حما لایطاق من سنن المرسلین ۔ واگر بہ ہمہ راں کار پیر رامی بیند او را بد و گذارد والبتہ در کار او ورنہ شیند و مبالغت در تغیر و اہانت ننماید و او را ہم بدو گذارد چنیں ہم ہست کہ شخصے باشد در خرابہ رود و انچہ می نوشان و اسبابے کہ در کار ایشاں است ہمہ را بحضور آرد و بحسب آں مباشر بود مردم دانند بعینہ فلانے آمد درمے چنیں داد شرابے بہ بہا خرید و حریفاں فلاں و فلاں بودہ اند ورشتہ دامنے و جلوس سادہ خالی نبود و میوہ و جگرے و دلے ہم نقلے و کبابے شدہ و آں مرد بہمہ چیز ہامباشر و در واقع بحقیقت ایں

صورت است آں مرد آنجا نیست او سیم نداده است او می به بہا نخریده است
او بچیزے مباشر نشده است او حریف فلاں فلاں را حاضر نکرده است۔ اگر
اینچنیں گماں درباب پیر رود بر شرط اعتقاد مریداں باشد۔ یارے حکایت
میکرد وقتے من بیرون شہر گشتے میکردم زینے ضعیفے دیدم اطراف او بلند بود
دیدم مردے بیستے نشسته که انگشتان دست و پاے او در گدازاند و بینی
و گوشش نیز و آں پرکالہا جامه آلوده خون نیز گرد بر گرد او افتاده نشسته و یکے
درشانده کہچری می پزد آوند حضرات نزدیک داشته ایں استاده از حالت او
تحیر میکرد و از ابتلا و گرفتاری او می دید آں مجذوم با ایں مرد صوفی مخاطبه کرد
گفت دیر باز است چند سال شده است که من طعام با آدمی نخورده ام و آرزو
آں میبرم کسے با من خورد و کسے با من نمی خورد تو مرد صوفی درویشے عارف
می نمائی توانی با من بنشینی ایں حضرات و کہچری و روغن من و تو بنشینیم یکجا
بکنیم بخوریم آں مرد میگوید از ہیبت ایں دعوت گریختم لفریاد گفت اے مرد صوفی
درویش سر پس کن نظاره بسوے ما کن میگوید سر پس کردم دیدم جوانے خوب
صورتے ریش تنک برمی آید و سبلت سبز می شود و جامہا بغایت حسن و لطافت
پوشیده ایں صوفی برغبت بر طرف او میل کرد آں مجذوم گفت اے مرد کے
ظاہر بینے لایق چیزے نشده ایں مرد تا از وے سخن پرسد چیزے دیگر پرسد
یا باوے چیزے گوید نظر کند ہیچ چیزے نیست آنجا نه آں جواں است نه
آں جامہا نه آں بیت ہیچ چیزے نیست۔ اکنوں ایں چنیں ہم ہست
ولیکن نادره کاریست قوله تعالی وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن

حکایت شیخے از پیر
حضرت بنده نواز

شُتْبِہٖ لَہٗ گواہ گفتار است۔ اما ایں چنیں شیخ لایق شیخی نباشد۔ اما اگر
با ایں قدرت شیخ باشد بازیہا از و نزاید آنچہ اصلح و انفع باشد خلق را دعوت
ایشاں آں طرف است و افعال ایشاں ازاں جنس است اگر کسے را حریاں
خواہند شعوذہ گری باوے بازند و آنرا کہ نصیبے و وجدانے مطلوب دارند
او را برہ اَھْدِیْ اِلَیْہِ سَبِیْلاً پیشوا شوند۔

مرید را بقدر ضرورت دینی و دنیاوی علم حاصل کردن باید۔

(۱۴۳) مرید در تعلم بسیار نکوشد تعلم او قدر ما یکفیہ فی دینہ
و دنیاہ ما لا بد منہ کالصوم والصلوٰۃ و بعض المعاملات و اگر
تا اینجا تعلم کند کہ سخن عربیت را فہم کند و از کتب عربیہ معنی درست بیروں
آرد خالی از نفعے نباشد بلکہ مرشد را بیشتر مطلوب باشد۔ البتہ مرید را
روزے چند سخن سلوک مطالعہ باید کرد و ایں دو چیز است یکے مسلک و آنچہ
لوازم و لواحق اوست و دوم حکایات و سیر سلف و آنچہ مجاہدہ و مشقتے کہ ایشاں
دریں باب دیدہ اند۔ در قسم اول مرد بینا شدہ رہ دانستہ در رہ رود و در قسم
دوم مَا یُثَبِّتُ بِہٖ فُؤَادَکَ ہمتے عالی آموزد و البتہ داند بے ایں مجاہدات
و بے ایں مشاق کارے بسر نمی رود۔

مرید عادت بترک لباس نکند بلکہ بحسب معیشت وقت باشد

(۱۴۴) و عادت بترک لباس نکند باید کہ بحسب وقت معیشت باشد
گہے باشد راعے و دستارے فرجیئے و مرقعے چنانچہ صوفیان را می باشد
وقت باشد ایں ہمہ ایثار فقیرے کند بغلبہ وقت سماع طرف مغنی بیروں اندازد
تا ثانی حال بفوتہ و پرکالہ گلیمے بر دوش کند و طاقیہ بر سر باشد ہم بدیں قناعت
کند۔ و اگر زمانے تنگ ہم آستینے و یکتائی کسے آرد یا او را دست دہد آں پوشد

البتہ مقید بلباسے معین نباشد کہ مرد بدیں تمرسم شود بتخیل صفت گردد۔ و
آنکہ گویند مطلوب رعایت لباس صورت پیر است نیکو سخنے است اما معاملتے
کہ ما گفتیم معاملہ شاہبازاں است و ایں معاملہ رسم پرستان است۔ پرستیدن
رسم پیر اگرچہ کارے دارد بسیار مزید ہاست در روا بہ اسمہ رسم است اگر ازاوقی
بہ اعلی ارود علیش نکنند۔ و یک کلئے است درداد و ستد و در خوردن و پوشیدن
درستی اتباع چنداں میسر نیست ایں بشریات است ہر کسے با قتضاے بشریت
خویش معاملتے کردہ است۔ آں بشریتے کہ خدمت شیخ فریدالدین را قدس اللہ
سرہ میسر بود خدمت شیخ نظام الدین را قدس اللہ سرہ میسر نشد معاملتے و معیشتے
جز آں بود ہمچنیں شیخ نصیر الدین قدس اللہ سرہ و کذلک بعضے مریدان شیخ
نصیر الدین قدس اللہ سرہ در بعض ازاں اشق پیش گرفتند و در بعض ازاں اہل
بحسب زمانہ یا بحسب اقتضاے بشری۔

(۱۳۵) در عوارف گفتہ است الشیخ صورۃ یستنق منہا
المطالبات الالٰھیۃ ایں سخن دو معنی دارد۔ آنچہ از خدا مطلوب داری ازاں
صورت طلب کن و دیگر ہر آینتے کہ خواہی ازاں صورت یاب۔ و دیگر ہرچہ
از خدا مطالبہ باشد و متوقع و منتظر باشد از پیر ہماں خدا لطف کند کرم کند
غضب کند قہر کند جلال نماید جمال فزاید رد کند قبول کند فکذلک الشیخ۔
ازیں یک لفظ شیخ شہاب الدین قدس اللہ سرہ بسیار اسرار مفہوم شدہ است
اگر منویسیم بسیار گوئی میشود۔

(۱۳۶) مرید پیر را گذاشتہ در خانہ کعبہ نرود مگر آنکہ پیر مصلحت خویش اورا

آنسو فرستند۔ بدانی اگر پیر تو مرشد محقق عارف ہست تو پیش او بروی زیارت خانہ کعبہ التماس کنی او رضا دہد اما در دل بداند ایں احمق ما را نشناخت۔

مرید اگر در مرتبہ ابدال رسد پیش پیر حکایت از آں طایفہ نکند

(۱۳۷) اگر مرید در مرتبہ ابدال رسد پیش پیر حکایت از آں طایفہ نکند و خود بصفت آں طایفہ ظاہر نشود و اگر ملاقات کند کاحد من الناس ملاقات کند۔ و اگر پیر عارف و محقق است خود احتیاج ادد ایم باقی است ازیں طیر و سیر و عروج و لوج چہ کشاید۔ و اگر ابدالے برائے پیوند آید مرید شود پیر را باوے ایں نصیحت باشد کہ بر کسے بر صورت مستکرہ ظاہر نشود و اگر شود مردم بر حسب آں باوے معاملتے کنند مقابلہ آں انتقامے نکند۔

کیفیت توکل مرید در حصول رزق

(۱۳۸) و اگر مرید خواہد کہ خرقہ و لقمہ از غیب گیرد نہ بدیں امید شنید کہ او ضامن رزق است البتہ رزق خواہد داد چنانچہ در بعض سلوک افتادہ است و آنچہ نصیب من است بمن رسد۔ اما من ایں میگویم اگر توکل شنید باید نفس را بدیں قرار دادہ بود کہ خداوند سبحانہ و تعالی مرا آب و نان و جامہ دادنی نیست من بگرسنگی و تشنگی و برہنگی خواہم مرد از کسے نخواہم خواست و نظر بر یارے نخواہم داشت۔ پس آں تا چہ پیش آید۔ اما از من ایں قدر گوش داری کسے ایں چنیں نکردہ است کہ او ضایع رفتہ است اما شرط کار ایست کہ گفتیم استقامت بریں است۔

(۱۳۹) اگر مرید را مطلوبے باشد کہ پیر را از آں آگاہی نیست او از مطلوب خویش در نگذرد و ہر چہ پیر فرماید ہمیراں رود ہماں مطلوبے اگہ در فہم پیر در نگنجید ہم دراں کار طلبد امیدوارم کہ فوز بمقصود باشد۔

مرید باید تقسیم عمل حسنہ بجا باید آورد تا فتح بابے از ہیچ شود

(۱۴۰) مرید بیشتر اوقات خویش در یک عمل نگذارد مثلاً بیشتر روز و شب نماز میگذارد و یا تلاوت میکند او را در ہر درے سرے باید زد تا از کدام سو فتح بابے شود و دریافت دل مسکینے و رعایت حقے و سیرت حسنہ ہمہ ملحقات ایں کار اند ابوالحسن نوری قدس اللہ سرہ گوید سی سال بیدار بودم یک شب بخفتیدم ہمدراں خواب بمقصود رسیدم والقصۃ علی الشہرۃ۔

مرید بہ تصنیف و اشعار مشغول نشود حضور تام نگہدارد

(۱۴۱) مرید بہ تصنیف کتابے و بہ التقاطے و بشعرے و غزلے مشغول نشود و با ایں ہمہ استعداد وقت خویش را مصروف بمقصود خود گرداند یا بکارے کہ موصل بمقصود باشد۔ و بدانی کہ موصل بمقصود جز بکسب دل باشد و اعظم امورے کہ بداں کسب دل است حضور تام است۔ ابواب بزرگ نگذارند اما در ہر کارے کہ باشند حضور را بکار دارند اگرچہ در ہر کارے حضور آں بحسب آں کار است اگر بداں اجتناب قادر نباشد یا تلقین نیافتہ است ہمیں تصور شہود وجود بسندہ اش بود فافہموا واغتنموا فلتدخر ولتصف۔

مرید با بدمذہب نباید نشست

(۱۴۲) مرید را بہ رہگذر نباید نشست و مردمے کہ البتہ سخن ایشاں بجد دین نباشد احتراز واجب دانند و اگر مرید در پیر احساس انحراف مذہب کند شرط نباشد کہ ایں مرید ہم منحرف شود اما در حق پیر بد اعتقاد نباشد و انحراف او را بہ او گذارد۔ عاقل ایں قدر داند مرجع مذاہب بر اسم رود و حق حقیقت ورائے نسب و اضافات است۔ گفتہ ام در استقصار و تعصب مذہب نباید بود تو در پس حق رو واللہ یہدی الی الصراط المستقیم۔ وآنکہ گویند عاشق را مذہب معشوق است اکنوں ایں سخن دیوانگان

مرید را توجه تام به پیر باید داشت

دیگر است ما را بایشان کارے نیست۔ و دیگر تا مرید را توجه تام بہ پیر نباشد از مشرب او بحق تشرب نباشد۔ مریدے است کہ با صوم و صلوٰۃ و دیگر اوراد و اذکار بیشتر و دومی است کہ ایں قدر ندارد بیک اتفاق گفتہ اند ایں دومی بہتر از نخستین است۔ اگر درین شخص اعتقاد و حضور و توجہ پیر تام تر از اول است ایں مخ کار دارد۔

مرید را جد و جہد در اخفای اعمال خود باید کرد

(۱۴۳) اگر مرید در بند و باید کہ شغل ظاہر و باطن وے بیشتر بود از آنکہ گاہ گشادگی در بود۔ و در باغ و صحرا رفتن ہمیں حکم دارد خصوص کہ تنہا باشد۔ و جد و جہد در اخفاے اعمال باشد بقدر الوسع والامکان۔ و آنچہ از ظاہر یہا است کہ میان صوفیاں اصطلاح یافتہ است از اں چارہ نیست مثلاً اشراقے و چاشتے وغیراں۔

مرید را غافل نباید خفت، خواب او بین النوم والیقظہ باشد

(۱۴۴) عیبے تمام است مرید را اگر شب یا روز غافل خسپد ہمارہ خواب او بین النوم والیقظہ باشد والبتہ اجتہاد کند کہ وقت خفتن کہ چشم بندد دل بمراقبہ دہد بندد تا ہرچہ پیش آید از وہم و خیال امیدواری باشد و از عین خلل و خطرہ جدا بود۔ خواب او نباشد مگر براے دفع ملال را یا استعداد بیداری شب باشد یا خواہد چیزے حکمے یا کارے درست تر ببیند خود را بخواب دہد چنانچہ گفتہ ام۔ و دیگر براے آں خسپد تا اخذ بلذتیں باشد و فائدہ بدر چنین شود در بیداری چیزے است کہ در خواب نیست و در خواب چیزے است کہ در بیداری نیست۔ در پردہ بیداری زینتے و جمالے و حسنے است کہ ہماں بیندہ داند و در پردہ خواب و در آئینہ خیال لطافتے و شکلے است و خنکی

دموانستے است من ذاق عرف۔ در بیداری ہر لحظے کہ داری وہم منغص
باقی است اما در حالت خواب ذہول محض است تو با مقصود خود بتمام خویش
وہم وخیال غیرے نیست۔ ہم ازانجا است کہ سلف صالح خدا را بخواب
دیدہ اند۔

(۱۴۵) مرید برائے حضور را از حالتے بحالتے تفرقہ نکند خود را بتمام بدو دہد
ہر حالتے کہ ہست گو باش کو غرض دارم نمیخواہم کہ آنرا تفرقہ باشد البتہ میخواہم
مجمع باشی بہر حالتے کہ ہست ہاں وہاں دلرا فارغ نداری۔ و مرید را نباید کہ
درویشی آید کہ من یک ساعتے دیگر خواہم زیست ہموارہ باید بر دہلیز مرگ نشستہ
باشد تا ساعتہ فساعتہ بکارے کہ بہترین کارہا است بداں کار مشغول باشد۔

(۱۴۶) و مرید را مقامے مخصوص باید برائے شب بودن را کہ آنجا شخص
مانی مزاحم وقت او نبود اگرچہ ہر جنس کہ باشد باشد باید آدمی زاد نباشد اگرچہ
پسر و دختر و مادر او است با خادمیکہ یاری دہد او را برائے وضو وغیر آں
تنہائی بخاصیت خود اثرے دارد و بر رسول اللہ صلی اللہ و آلہ وسلم نخست
وحی در خلا بود و در ملا نبود تو از مردان پرس و رہروینے برائے تسخیر کواکب را
برائے تسخیر شیاطین را خلوتے ملازمے اختیار کردہ اند با شرائطے مشکلے آنکہ
آں دست دادہ است در کار ما ہم تنہائی شرط است با پاکی نفس و ذکر و
مراقبہ۔ دریں صفت امید ظہور ملائک و ارواح خلاصہ و ابدال و اوتاد وغیرہ
آں ملاقات ارواح انبیا و دریافت دولت وصول مقصود بہیچ کسے
بدولتے جز بدیں عمل نرسیدہ است۔ شخصے نماز بسیار میگزارد و تلاوت

بسیار میکند با امید دریافت مقصودے که طالب آنرا باشد۔ خداوند سبحانه و تعالی
ایں صلواة و تلاوت و روزه او را قبول فرماید تا او را از غیب بغیر واسطه کسے او را
تلقین ذکر و مراقبه شود و بدانچه دفع خطرات میسر آید دل مصفی شود شفاف صاف
عکس پذیر گردد همچو آئینه باشد عکس انوار قدسیات برد لائح شود یا ابدال و اوتاد
یا ولی و مرشدے الله تعالی برو گمارد تا بروے آید و ایں راه او را تلقین کند
و نماید۔ مقصود ما دریں باب ایں است که بے کسب دل هیچ شدنی نیست
هر چه کنی بکنی۔

بے کسب دل هیچ شدنی نیست

مرید را تخلیه بهتر از تجلیه است

(۱۴۷) و مرید را باید تخلیه بهتر از تجلیه داند تخلیه اصل کار است و مجمع علیه
است بزرگان هم بدیں سخن آشنائی دارند طایفه جوگیه هم بریں میروند
اما اگر تجلیه را بجاے تخلیه داد ایں نیز کارے است۔ ابتدا تخلیه دهد و اگر
تخلیه و تجلیه بهم یکجا شوند زهے کار و ایں عمل خواجگان هست رضوان الله
علیهم اجمعین۔

مرید را نشاید که پیش از کشوفات و تجلیات و حصول مقصود خود مطالعه کتب اهل تحقیق کند

(۱۴۸) و نشاید مرید را پیش از کشوفات و تجلیات و حصول مقصود
خود مطالعه کتب اهل تحقیق کند و علمے از آں حاصل کند زیرا چه ایں آں علم است
که صوفیان ایں را حجاب اعظم نامند۔ اینکه گویند العلم حجاب الله الاکبر
ایں علم سلوک محققان است۔ جز ایں علم را ایشان علم دنیا و علم مجازی میگویند
بسیارے دیدیم که هم یاران ما بوده اند هم مطالعه علم و بسا لتے تحقیق ایشاں
شد ایشاں هم بر آں قرار ماندند و همانرا عین مقصود تصور کردند و دانستند که
ورائے ایں چیزے نیست حرمانے کلی و هجرانے اصلی پدید آمد نعوذ بالله منه

(۱۴۹) واگر مرید معیل است و را با عیال این تدبیر است اگر بلغت من العیش دارد و تدبیر ایشان بغیر سعی و قصد این هست ایشانرا بدیشان کلاً و جملتہً گذارد و خود بفراغت وقت خویش باشد و از ایشان حصبے و رفقے نگیرد مگر آنکہ بصفتے آیند و آرند چنانکہ بیگانگان باشند بحکم مروت و اشفاق بقدر حصہ ایشان با ایشان مدارتے کند بلکہ اگر چیزے از غیب آید ایشانرا از ان ہم قسمتے کند۔ واگر قوت ایشان بفراغت نیست تا مرد خود کسبے و کارے و احترافے میکند غرضے بکفایت نیست۔ واگر چاکرش پیش آید اگر آں چاکرے از آنہا است کہ در اوراد و وظایف خلل کند و وقت را بغارت برد آں چاکری و آں کار بر و حرام باشد۔ اکنوں ایں مرد را کہ ارادت کشود و نماشیہ خدمت بر دوشش بود ایں را بہ ارادت و مریدی چہ کار۔ واگر ترا بصے میکند اول وقت چاشت بکار شود تا آخر وقت پیشین باقی وقت بہ وظیفے و بصحبت اصحاب گذراند و کسبے کہ کند ہم بدیشاں بدہد خود بلقمۂ گدای یا از غیب قرار گیرد یا تعیینے از بیت المال برائے ایشان را کنانند بشرط آنکہ او را در کار دو در وقت مشوش نیفتد مثلاً در رکابی ملکے نرود و بر در نویسندۂ نرود و خواری برائے ایں کار نکشد۔ و تدبیر دیگر ایں است خود را مردہ بیند بصفت مردگان سازد چیزے از صفت موتوا قبل ان تموتوا نقد وقت خویش کند با خود گوید اگر تو میری زن چہ کند یا بعد از من حسن غیب نگہ دارد یا در حکم دیگرے رود بیچارگی ضایع میرند و اگر زینہ نجیب بر آیند یا بر نیایند اکنوں تو زن خود را بطلب بگو کہ من مردم اکنوں او اگر بگرسنگی و فقر با تو میسازد بیچ بیچ و اگر نہ او دانند و کار او

فرزندان یا گرسنگی میرند و یا بہ پرورش کسے آیند بر ایشاں بر آیند باچنانچہ
خداخواہد فلیکن۔ بریں صفت گوشہ گیرد۔ چوں بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم فقر غلبہ کرد فرمان آمد ایشانرا الطلب اختیار ایشاں بدیشاں بدہ والقصہ
علی الشہرۃ چنیں ہم کردہ اند چند درسے بگروند و چند پرکالہ حاصل کنند قوت
اہل و ولد سازند و ہمہ روز و ہمہ وقت سجدا مستغرق باشند۔ ازیں جملہ ایں معلوم
شد کہ ایں کار بے فراغت دست وادنی نیست تا از ہمہ چیز فارغ نشوی
ازیں رہ نصیبہ نبری۔

تا از ہمہ چیز فارغ نشوی ازیں راہ نصیبہ نبری۔

(۱۵۰) مرید را ہزل نباشد مرید قہقہہ نخندد و مرید مطایبہ بسیار نکند
بر زبان مرید فحش نرود و سخنان شنیع نگوید و برامرد و بر عورت صورت خوب
نظر تیز نکند و اگر افتد در تخفیف باستغفار و توبہ گراید و ایں نظر بازی را قسمت
اہل دل نشمرند و بتحقیق دانند بدیں قدر سخن بر من تقلید کنند کہ نظر برامرد و بر عورت
جمیلہ کہ در حقیقہ دارند خالی از شہوت خفیہ نیست ہر کہ دارد و ہر کہ داشت
حکایت صوفیان زمانہ خود و ہر چہ اند کسے من قبل بودہ اند با ایشاں نمیگویم
سخن با اسراں طائفہ است کہ دریں کار عَلَم اند خالی از شہوت خفیہ نبودند۔

مرید در ہزل و قہقہہ و مطایبہ نیفتد و فحش بر زبانش نرود و در عورت نظر تیز نکند

(۱۵۱) و اگر مریدے طالبے را پیر از سر رفتہ اگر یارے است کہ ہم مرید
پیر است و آں یار مرد ارشاد است بر وے شرط اطاعت و انقیاد و خدمت
در آید اگر او توجہ خویش فرماید قبول کند او از پیر روگردانیدہ نیست غایت
باب از اول صف بدوم گردانیدہ است و او متوجہ ہم بداں پیر است و اگر
غیر مرید پیر باشد اما اختیار نہ کلے است بدرود [illegible] ارشادے کند اگر او ہم

اگر پیر از سر مرید برود او را چہ باید کرد

پرورش پیر دارد و ہم از آں رہ او راہ نمائی کند اطاعت کردن واجب باشد و
اگر غیر آں کار فرماید و لیکن مخالف کار پیر نیست ہم اقدام نماید و اگر مخالف روش
و معاملہ پیر افتد اینجا تاملے باید کرد۔ طالب بیچارہ را اینجا مشکل حالتے است
نہ دست آویز است نہ پائے گریز۔

(۱۵۲) مرید باید کہ از رسم و عادت کہ مردماں برسوم مہیر و مند بیزار باشد
و آنکہ گویند مرید مرید نباشد تا فرشتہ دست چپ او سی سال بیکار نماند
راست میگوید مرید غرق دریائے ارادت است او را کجا پروائے آں کہ
صاحب شمال بنویسد تا دل مرید از تصور حضور مقصود کار یعنی مقصود گشتہ لذتے
بکمال نگیرد رہ روی پیش آمدنی نیست چناں بداں لذت مشغول شود کہ شعور
از وے برود و دراں حالت او را التفاتے باشد۔ خوب بسیارے از منتہیان
مشاہدہ آں ہمیں قوت غلبہ حضور گفتہ اند و ایں تصور چناں بکمال گیرد کانہ محو شود
ہمچنیں گفتہ اند۔ صاحب تعرف در کتاب خویش ہمیں سخن میگوید۔

(۱۵۳) و مرید آخذ بعزائم باشد و عزیمت او ہرچہ بر نفس اشق و اصعب بود
و اگر ایں مرید راہ ذکر و مراقبہ کشادہ است و از ایں در فتح بابے شدہ عزیمت باید بود
او ایں است ہرچہ حضور و قوت ذکر دست دہد تا ایں [illegible] او ست [illegible]
مرید او [illegible] شہوانی شد شہوت المعرفت نرساند و لیکن مراں کجا مجاہدہ و ریاضت
کند۔ و آنکہ او را جمال حضور و حسن ذکر حاجت کردہ است او را ہرچہ ایں دست دہد
عزیمت ہماں است۔

(۱۵۴) و مرید در خواب بھر [illegible] کہ بیند پیر را داند آنچہ او ہست او را بدال

درخواب بیند اندک برائے تنبیه حالت اوست

تنبیه میکند۔ و آنکه برائے تدبیر استقامت خیال را استعمال مخدرے کند مرید را
نشاید اینچنیں او را باید تدبیر او ہم بدل او باشد تا بفراغت تواند بخیال مشغول شدن
آں خارجی تا آید و تا باشد و تا پاید۔ و مرید پیر ا در دل خویش بیند اما تصوراً و اما
تحققاً و ایں را تمثل قدوسی دانند۔

پیر را اگر ابتلائے شود مرید را بد عقیده نباید شد ولیکن دریں باب اتباع او نکند

(۱۵۵) اگر پیر را بر عورتے یا امردے ابتلا شود مریداں بد اعتقاد نگردد
با خود داند که پیر سرے را در مظہر ایں شخص مشاہده کرده است نظر بریں ندارد نظر بر
متمثل وی میکند۔ چنیں باشد صورتے در عالم قدس نظاره شود مثال آں در
دنیا بیند بیننده مبتلا شود۔ ابتلائے او بریں صورت نیست ابتلائے او برانچه
گفتیم۔ اما من با آں پیر میگویم اگر دریں موقف توقف نکرے از قدس با قدس رسید

بیت

هر چه از آں نام و نشانت دہند   گر بستانی بہ از انت دہند

مرید را دریں باب اتباع پیر نشاید کرد و اگر نه در حلقه شہوت و دام ہوا
گرفتار گردد نعوذ بالله من هذا الحهاد۔ و اگر مرید را مثل ایں ابتلا
پیش آید پیر نشاید که استحسان نماید و آنرا کارے و بارے داند چنانچه در بعض
مردم شنیده ام۔ مرید را از صحبت امارد احترازے بجد است خصوصاً
از مطرب امرد و اگر در میان طائفه باشد عقب شده و محاذره با وے شرط ره نشست
خصوص امرد صبیح باشد و اگر در مجلس چنیں اتفاق افتد احتراز بهتر باشد و اگر احتراز
میسر نیاید غض بصر بریں صفت که نظر بر سینه خویش میدارد۔ و اگر شخص چنیں
کسے است که دیوار و عورت و امرد و شیخ پیش او منظور نیست و ایں از نظر او

ساقط است باوے سخن نیست۔

(۱۵۶) مرید بلہو و طرب مشغول نشود چنانکہ اسپ دوانیدن تیر فرستادن حکایت کردن گشت و تماشاے باغ کردن بہوا و طبیعت۔ و اگر نفس را ملالے باشد خواہد دفع ملال بدیں کند تا در وقت مزاحمتے نہ نماید شاید و اگر او را آنجا حضورے و کارے دست میدہد خود بہتر۔

مرید را لہو و طرب مشغول نشود

(۱۵۷) و مرید در سفر و حضر بے مسواک و تسبیح و مصلا و رومال نباشد و بعضے ابریق را برابر برداشتہ اند۔ اگر سفر است یا بصحرائے بروں آمدہ است خود لابد است چنانچہ شیخ شہاب الدین قدس اللہ سرہ در عوارف آوردہ ہر صوفی کہ باوے آوند آبے نیست بدانچہ او قصد کردہ است کہ ترک صلوٰۃ کند و عورت خود را برہنہ کند خواہ ایں قصد کردہ یا نکردہ باشد او را ایں پیش آید و اگر مشی ہم در شہر بکارے و مصلحتے زیادتی نیست۔

مرید را باید کہ در سفر و حضر بے مسواک و تسبیح و مصلا و رومال نباشد

(۱۵۸) مرید را در ایام ارادت خطرۂ ازدواج شود مزاحمت شہوت پیش آید اگر براے دفع آں زن حلالے پیدا کند موجب باز ماندن و باز افتادن او باشد او را چارہ جز ایں نیست کہ بمجاہدہ و مشقت آں قوت را بشکند و آں آبے کہ ہیجان کردہ بود براے خروج راہم در صلب او قرار گیرد مرد قوی شود و بسیار مجاہدہ را بسر تواند برد۔ مرید باید صبور باشد ہر ساعتے کہ بر وے گذرد بے مقصود او بلاے است بر جان او مردن ہزار بار بہتر از اں جنایات باشد۔

مرید را اگر شہوت زور دہد

(۱۵۹) مرید در تزئین ظاہر خود نکوشد تا آنکہ ہیچ ابدالبتہ دستارے خوبے بستہ جامہ خوبے پوشیدہ ہم چنیں باشد ایں کار مریداں نیست۔ مرید در بند اینہا باشد۔

مرید در تزئین ظاہر نکوشد

نباشد۔ و مرید از زن و کنیزک بسیار نباشد و ایں کار بسیار نکند مثل ایں سخن
گفتہ ام بارہا۔ مرید از مراء و جدال دور باشد و از محافل و مجالس گریزاں بود در
قبالہ و خطے نشان و گواہی خویش نکند و برائے دادن گواہی را و برائے اثبات
دعوی را بر در حاکم نرود۔ از برائے مال و منال را خصومت نکند۔ و برائے
میراث نقود و عقار را مطالبہ نہ پیوندد۔ و مرید در دل عہد با خدا کند کہ دریں جہاں
و دراں جہاں خصمے با کسے نکند و اگر کسے از مال او و از ملک او چیزے بستاند
اگر بظاہر ہات و ہوئے کند ولے بباطن بخشیدہ باشد۔

مرید چوں قدم در ارادت نہد از جملہ حقوق خویش کہ بر دیگراں دارد باز آید

(۱۶۰) مرید چوں قدم در ارادت کند بخلوت نشیند با خدائے خویش عقد
عہدے کند کہ ہر کجا کہ حق مائی از آں من بر کسے متوجہ شدہ است من از آں
باز آمدہ ام ہم بدو بخشیدہ ام کہ او تصرف کردہ است یا بر دوست۔ ازیں
معاملہ امید باشد ہر جا کہ کسے بر وے حقے دارد خدا از جہت او رضائے خصوم
کناد۔ در زمرہ ارادت نخستیں رد مظالم است۔ ایں معاملت کہ گفتیم آں شخص
امیدوار باشد کہ رد مظالم او شود۔

در زمرہ ارادت اول کار رد مظالم است

(۱۶۱) و اگر از مریدے در سر ذمیمہ آید باید ہیچ یکے از آں حکایت
نکند ہم بدل پیش دارد و ساعت بساعت بملامت پیش آید و خالی از احداد
نگذاردش و مرید را نشاید اگر مریدے دیگر یا یارے و شیخ دیگر دو چہار شود
سلام علیک گوید اشارتے بسلام کند زیرا چہ چوں آں صوفی پیشینہ مرید است
یا بظاہر یا بباطن او شغل بخدا دارد تو او را سلام کنی او را د سلام باید کرد ہر
آئینہ تفرقہ [illegible] او بشود۔ اگر چیزے میخواند آں ہر رشتہ گم کردہ اما اگر تو

اگر از مریدے در سر ذمیمہ آید حکایت آں پیش کسے نکند

مرید را نشاید کہ یارے را در راہ سلام کند

اشارتے بسلام کردی کہ خلف از سلام است سبب کاریکہ بہترین کارہا است
این را خلف او کردہ او نیز اشارتے بعلیاک خواہد کرد از طرفین تفرقہ نمی شود و
چو ایں مرید است زبان و دل ایں ہم بکار است ایں را ہم شاید عادت تسلیم
باشارت کند۔

(۱۶۲) و اگر مرید از موسیقار چیزے میداند و میگوید نشاید ذہن آبدال
گماشت کہ کار را بغارت خواہد برد و ہمہ ضروب و نوای و نغمات سرود
در دل خواہد نشست اما اگر برائے تطئیب وقت خویش را یا برائے نوحہ کردن
بر روزگار خود یا اصحابے کہ ہمدرد اند و ہیچ یکے میان ایشاں از دیگرے
دعوئے تفوقے و تفضلے ندارد اگر بدیں مصالح گاہ گاہے بداں فن آویزد
زیانکار وقت او نباشد بلکہ مزید کار او گردد۔

(۱۶۳) مرید نشاید لباس پیراں کند چنانچہ او حدی فرحی تہلکہ
مرقع صدق آنست کہ ظاہر با باطن برابر باشد تو مریدی ہر جا کہ تخشنے
و تخشفے کہ ہست بر خود نہ ترا بایں کارہا چہ کار۔ و مرید نشاید خادمی با خود گیرد
مصلا و ابریق و نعلین دست گرفتہ برد ایں شیوہ مشایخ است۔ و مرید در رہ
متبختر و مترفع نرود و منکسر و منخفض رود۔

(۱۶۴) و کاریکہ مرید پیش گیرد مصلحت باشی از آں کار پس نشاید آں را
بسر برد مثلاً خواست حلّی کند ضعف قوت آرد بسبب آں افراز [illegible]
تا بسر برد۔ ایں نفس است اگر سست گذاری منت گیرد۔ و اگر مرید در خواب
یا در بیداری حال کسے را مشاہدہ کند اظہار آں بر کسے و بر آں شخص مصلحت نباشد

ورنہ ایں مرید را تشنجی پیش آید واز مقصود باز ماند۔ ومرید را نشاید مرد مجلسی شود هر جا که بنشیند هم باوے یار شود ور ابریک جاے استادن وهم بداں جا ماں دادن شرط است۔ ومرید را بدیں وهم که نفس را ذلیل ومتذل سازم در محال غیر شایستہ ایستادن نشاید نفس خوار گردد چوں خوار شود جا در گرد صحبت آں محل نصیبۂ ازاں کدورت گیرد

مرید را باید که مقصود خود را قریب الحصول داند

(۱۶۵) مرید وطالب را باید مقصود ومطلوب خود را قریب الحصول داند ایام مرجوہ وحسنات ومبرات دیگر چنانچہ ذکر مراقبہ ونماز هر بار که بداں مشغول شود همچنیں یقین کند ایں بار آں بار است ایں وقت آں وقت است که فتح مقصود می شود وچوں ازاں کار باز آید چوں آں مرام بکام نباشد گریہ ونعرہ وشکستگی دل دم سرد وسینہ گرم نقد وقت او باشد ایں نیز کارے دارد۔ دو کار داریم یکے بر دو جداں مقصود دوم گرمی طلب در دنا یافت با سوز وتاپاک دل با فراط۔

مرید را سوی الخلق قوی الترکیب باید بود

(۱۶۶) مرید طالب سوی الخلق قوی الترکیب باید تا مشاق را بسر تواند بردو احمال شداید را بمنزل رساند۔ واگر ضعیف باشد از بسیار کارها محروم ماند که هر مشقتے در رہ کار وبر در مطلوب راحتے ولذتے دارد که همان واجد داند وآنکه بمقصود رسد آں خود فوزے وظفرے دیگر است واو را هیچ کارے بہ ازیں نیست زاویہ را لازم گیرد چشمے ولبے بستہ بخیال دستے ملازمت نماید عظیم کاریست ایں اگر بریں ملازمت میسر آید محمود جملہ طالبان باشد

مرید را دلاور باید بود

(۱۶۷) مرید را باید که دلاور باشد از شبہاے تاریک در بادیہ ها ماند

وتنہائی بسر بردن ودر زمین مبع بیتوت کردن وہمچناں موذیات دیگر بے تشویش بے تعلق بے التفات ماند۔ ومرید را باید ہراسے از جنے و شیطانے نباشد۔ ہم ہمچنیں مار وکژدم وشیر وغیر آں او خود را سجدا دادہ است در وطلب چناں گرفتہ است کہ از جملہ ورہا دل فارغ آمدہ است۔ مرید را باید قلندر صفت باشد یعنی از جملہ رسمہا وعادتہا و از ننگہا وعارہا بیرون آمدہ بود۔ نمی بینی کہ ایں مردکان چہ بے شرمانند کسے کردہ است سر وریش را تبرا شدہ وخر سوار شود یکے خود خود را تعزیر کند اورا چہ گوئی۔ اشارت ازیں صورت انیست کہ ما ہمہ چیز را فرو انداختہ ایم وجملہ رسوم شرعی وعادتی را طرح دادہ ایم کار ایشاں چیست اللبّان اللبّان مرید طالب را ہم ازیں بے التفاتیہا نصیبہ باید۔

حبس نفس

(۱۶۸) ومرید را اعتیاد کردن بر حبس نفس لابدی است چنانچہ میاں جوگیاں است اگرچہ آں قدر کہ ایشاں می توانند کرد نتواند ہم ازیں قسم خالی نباشد وہر کرا ایں نوع مطلوب افتد صحبت از عورت قطع کند کلا وجملتہ وآب بیشتر کم کند وطعام را آنقدر کم کردن لابدی است کہ ہمیں قدر قوت ماند کہ نماز فرائض ونوافل استادہ تواند گزارد۔ اگر مقیم است واگر مسافر است آنقدر کہ در رہ تواند رفت۔ وسخن فضول اشغال ایں سجدہ باشد اگر حبس نفس میسر آید خطرات خود دفع می شود خطر تابع نفس است

امر بمعروف

(۱۶۹) مرید را بر خیر وشر کسے کارے نیست۔ امر بمعروف ونہی از منکر وسے باید

کارے نہ دارد

وظیفہ مرداں دیگر است و را کار با خود افتادہ است۔

مرید را با ضیافت دیگراں و غم و شادی ایشاں کارے نباشد

(۱۷۰) و مرید در ضیافت نگشاید البتہ خواہد ہر کہ برود بیاید برود و او را طعامے
بخوراند او را کارے نیست با خود کہ ایں ابواب بر بستہ آں راہ می شود۔ ایشاں
مشتغلان آں کار اند۔ مرید در غم و شادی کسے یار نباشد و اگر در ولیمہ و
وظائف حاضر شود و خیر برائے حفظ سنت و رعایت دل پیشینہ نباشد و
باید الضرورت نہ تقدم بقدرہا بکار ماند۔

مرید از ہمہ قسم ہوس خود را دور دارد

(۱۷۱) مرید را ہوسے حسّے در سینہ نباشد و اگر ایں نوع سر بر کند
قدم در اتمام آں حسنے نکند دست در مجاہدہ و ریاضت کند تا آں آرزو در
دلش محو شود۔ و اگر البتہ نمیرد و اگر از قبیل مباحات است و تشنہ بسیار است
پیش سگ استخوانے اندازد تا او بداں متعلق شود و از جفیدن باز ماند و ترا رہ
رفتن بغیر تشویش میسر آید و اگر العیاذ باللہ از قبیل نامشروعات است ایں
مرد را وا نماید کہ مرید طالب نیست و اگر ہست کارش ایں باشد کہ جاں بازد
و باں کار نسازد۔

مرید خواب نکند تا خواب بر وے غلبہ نکند

(۱۷۲) و مرید استقبال خواب نکند چنانچہ مثلاً یکے بساطے فراز میکند و
وسادہ می نہد و بخوشی و خرمی پا می فرازد و چشم می نہد و انتظار خواب میکند
استغفر اللہ ایں خواب خدا ترساں و خدا پرستاں نیست ایں کار اہل ہوا است
مرید را خواب با غلبہ است ایں چنیں غلبہ کہ در دے بجا آوردن نمی تواند
و باید بغیر وضع خسپد تا خواب بغلبہ خویش آید و مرد زود ترے از آں
غفلت بیدار گردد۔

(۱۶۳) و مرید را استعمال وسوسات نباشد و احتراز کلی هم نه و اگر
چند درمے روغن زیادتی خورد بمقابلهٔ غذائے جو و خورد البسیار سے ترک آرد باید نباشد
معده سبک بود و قوت مرد باقی و مزاحمتهائے هر ساعت وضو چندان نه و بر آ
قوت مزاج را و رطوبت دماغ را هم اثرے دارد - اما وسوسات و حلوا و اطعمه
پر خوردن کار مرید نیست - آنچه این کبرا و یاران سه اربعین با امید زند و دران عاقبتها میکنند
اما مرید را علی الدوام این کار می باید کرد - و مرید است که این کار همیشه کند و آنکه
وقتے تعین دارند برائے این کار را ایشان هوسناکند - اما چنین شاید شخصے همه روز
و شب بکار چه هست در سال یکدو بارے چندگان روز اشتق واجب گیرد و
الزم و او جبے دارد - مرید را که طعام بسیار نگیرد و بطی الهضم باشد ازان احتراز
بواجبی باید کرد - و شرم باشد مرید را که گویند همه شب افتاده است -
(۱۶۴) اگر مرید را صاحب حقے برائے کار فراگشته بیکانه بیاید که او کار
اهل ارادت کند بدان التفات نماند از قدم ارادت پس نباید چنانچه پادشاهان
نمیخواهد که چوال او چندگان طی کند و همه شب بیدار باشد و از اکتساب و تجارت
دست باز دارد و خواهد از دو لجه و صدها مرتبے شود تا نسلش زیاده گردد و چشمش
بنظارهٔ جمال پسر روشن گردد این انواع را التفات نکند و حسابے نیارد و در کار
خود مستقیم باشد - لفظ اجبار از قبیل اضداد است - جبر شکستن و شکسته را بستن
اگر طالب را در ره طلب وقت نگری کار رعایت حقے فوت شود خداوند سبحانه
و تعالی جبر کرده او کند چندان رحمت خویش بدان شخص نثار کند همه حقوق خویش را
بخشید و منت بر خود نهد و چو مرد صادق باشد اول حال که آن صاحب حق

فراخے میکرد آخر وقت ہم معتقد شود وخواہد کہ بندہ و مرید گردد مقصود من این است تو ہیچ وجہے قدم ارادت راپیشتر مبر بیشتر بر البتہ پس نیائی از ہیچ غرضے۔

اگر در حیات پیر یا بعد وفاتش او از بزرگے دیگر چیزے رسد او را عقیدہ باید داشت کہ این ہم دادۂ پیر است

(۱۷۵) اگر کسے در حیات پیر یا بعد وفات پیر ملاقات با پیرے دیگر شود اگر از وآں بیند کہ از پیر احساس نمیکرد از موارد و معارفے و حقائق یقین بد اعتقادی بدل نمی باید داد شاید پیر را روزگارے است کہ این ہمہ کارہا و این ہمہ چیزہا در جنبہ او است و در خفیہ کنیف او است اما اظہار شرط نیست و اگر ازیں پیر نصیبہ گیرد داند و اعتقاد کند کہ این دادۂ پیر است کہ بدیں رہ معتقد بود و بدیں شرط مشروط۔ اما بہتر این باشد مرید ہر پیرے را صحبت نکند و اگر مرید در تربیت پیرے دیگر افتد و از و نصیبہ گیرد ہمیں عقیدہ کند کہ گفتیم چنانچہ شخصے در خانہ کعبہ رود و آنجا فتحے و فتوحے شود آں تحقیق داند از دولت ارشاد

مرید را باید کہ خانۂ پیر را و تبرکات او را بسیار احترام کند

دعوت و صحبت و دست بیعت پیر است ہم چنیں از ہر درے کہ بر وے چیزے رسد ہمیں عقیدہ کند سمت خانہ پیر را حرمت دارد و اگر تواند خوے آں سوے نیداز د و پا آنسوے فراز نکند۔ و ہم چنیں کفش پیر را و دیگر چنانچہ مصلا و دستار و طاقیہ و دراع و ہرچہ ہست بے وضو دست نگیرد و در محلے با حرمت دارد و گاہ گاہے بکشد بر رو و بر چشم و بر سینہ مالد و از پیر خواہد آنچہ تبع این بر من ارزانی کردہ ہمیں ارزانی دار۔

پیر وصیت کردہ بمیرد کہ چیزے از تبرکات پیر در گور او بنہند

(۱۷۶) والبتہ وصیت باشد چیزے جامہ شیخ با وے در گور باشد خصوصاً طاقیہ و اگر گرد تربیت شیخ چند کرتے گردد شاید کہ حرمت آں قالبے است اول آں قالب مقصد عرش باری و مقصد رحمان است و در کتب فقہ

ہم رولیتے است۔ وزیر پائے شیخ البتہ بہرے بدارد۔ والبتہ گل بر در تربت
اندازد۔ ارواح را از بوئے خوش نصیبے تمامی است۔ وپیش تربت پیر بسیار نہ نشیند
زیادہ از سورہ یس خواندن نمی شاید۔ ہرچہ بیشتر خواہی بود خوف آں باشد
راستا دچپا نظر شود و آں بے حرمتی آں قبر باشد۔ ترا باشد دو چشم ہم بر تربت
بداری یا چشم بستہ ہم در خیال صورت پیر باشد۔ واگر چیزے نزدیک تربت
گذارد می شاید پس کہ رضائے آں مقبور بریں است اورا بیان فریدے وفضیلتے
می شود۔ واگر در حیات پیر یا بعد وفات او بحضور او نشستہ است اگر آیندہ در آں
حالت بیاید برائے احترام آں آیندہ نخیزد مگر آنکہ پیر خیزد آں خاستن موافقت
پیر باشد۔

(۱۷۷) ومرید البتہ کوشد کہ بار خویش بر پیر ننہد و البتہ اہتمامش در آں
باشد تعلقے از پیش او برگیرد۔ ومرید بداند چنانچہ پیر را در دین احتیاجے بمرید
نیست فکذلک در دنیا۔ واگر مرید را وسعتے ہست در رزق وپیر را نہ آں
سعت از ہمہ پیر داند آں ضیق عیشے کہ پیر با خویش گرفتہ است آنرا باختیار
او گذارد واگر چہ بیند کہ گاہ گاہے از ضیق معیشت شکایتے می باشد آں
شکایت ہم بمصلحتے حمل کند۔

(۱۷۸) ومرید را نشاید در تسخیر کوکبے وجنے مشغول شود یا ایں کار را معتقد
باشد ایں ہمہ کار دنیا و بیت و او دنیا را با آخرت وداع کردہ است حالت

سیر و اسبق المفردون نقد وقت او شدہ است

(۱۷۹) مرید پیشوائی کسے نکند۔ مرید خدمت پیر را اختیار کند واگر پیر

در اکل

نفرمایند آں کارے دیگر است۔ مرید بر سر خرچے و پرزہ دادے و ستدے نہ ایستد
مرید ہر روز گوشت نخورد و بکلی ترک نیارد۔ حلاوا و مالحات و غیر آں ہم بریں
قیاس است۔ و مرید در محافل و مجالس برائے نشست خویش از من نفسہ
محلے تعین نکند۔ مرید در رہ راستا و چپا نگراں نرود۔ مرید اگر مباشر
خلاف شرعی را بیند انکارش بدل سپردہ بود و ذالک اضعف الایمان
ہمیں معنی دارد یعنی ذالک الایمان ایمان اضعف عباد اللہ از مرید
ضعیف تر و مسکین تر کیست۔

مرید را از سماع شنیدن چارہ نباشد

(۱۸۰) مرید را از سماع شنیدن چارہ نباشد اگر طالب و مرید و محبت است
طالبان بر انواع اند۔ طالبے باشد بعقل و فہم خویش اختیار طلب خدا کردہ باشد
زیرا چہ اعلیٰ و اجل است و اوجب و اثبت است و اعظم و اقدم است۔
اکنوں آں ہر طالبے بہرہ حکمت است عاشق نیست۔ عاشق و محب دیگر است
آں حالتے است کہ جز القا من اللہ نیست در ضمن گفت و شنید می گنجد ہماں
واجب تر بلا و اند از آں قدمیہ کہ گفتیم یکے اختیار اولی و اقدم کردہ است۔

طالبان بر انواع اند یک گروہ بہرہ حکمت روند و گروہے دیگر بہرہ عشق و محبت

سنائی رحمۃ اللہ علیہ اشارتے می نماید۔

بیت

مرا بائے بحمد اللہ ز راہ ہمت و حکمت — بسوئے خود از وحدت برد عقل از خودی اشیا

اگر عاشق را بپرسند کہ فلانہ را بچہ دل دادی او اگر عاشق است و او را عشق
بودہ است او ہیچ بیان نتواند کرد و اگر گوید ہمیں قدر گوید کہ نمی دانم کہ چہ بود و
در دل چیزے بود کہ بیروں است از گفت و شنود۔ اینجا تحقیق و ائمہ ہر اعتبار
از آں چیز ہا دور تر روند۔

مرید بعث وقت را ضائع وقت را طالب نباشد

(۱۸۱) مرید سعت وقت را ضیق وقت را طالب نباشد۔ اما اگر سعت پیش آید شاید موجب تشتت وقت او باشد اما اگر ضیقی تشتت وارد در ارادت او نقصان است۔ اوان ارادت از اول بلوغ تا گذشت چہل اگر دریں ایام قصدے پیوست باشرط آں کار یرجی منہ الفوز بنیل دولتہا و وصول الحصول واگرچہ دریں ایامے کہ ریاضت و مجاہدہ می بیند مقصود بدام او نہ چند نزاع نباشد کہ در پیران سال باید در وقت مرگ یا بد یا بعد آں عن قریب من الموت او خود بسوال آید۔ تو بداں مقبور را چہ حضور باشد و کدام دولت او را دست دادہ بود و اگر نہ وقت بعث گاہ حساب یا در بہشت پیش از آنکہ آنجا وعدہ عموم شود۔ واگر آں ورد او را و آں احتراق او را تا آنجا دارند کہ بر ہمہ مومنان مشاہدہ و دیدار شود او را مخصوص باشد چنیں مخصوص کہ یغبطہ الانبیاء والاولیاء والشہداء والصدیقون۔ غرض ما ایست دریں ایام طلب باید ایام طلب ہمیں است از پیران کار نشود۔ گفتیم کہ پیرے کہ جوانی بدیں کار بسر بردہ باشد۔

مرید سبیل عصمت باید

(۱۸۲) و مرید را نشاید کہ ہوس بلوے و مطلوبے کند و ایں ہوس را بسر برد۔ استغفر اللہ برائے ایں خطرہ خیلے بر نفس مذمت و ملامت و مشقت پیش آید کہ نفس را کار بجاں افتد۔

مرید را از بیعت ...

(۱۸۳) مرید را ایں قدر بباید دانست اگر یکے را در صورت مجاز میلے افتد او را برائے رہ بردن باید و چند کار است۔ اول کاف بر در او یا الا ... بر آمد و شاکو چہار در ساختن با کمال او بدا نچہ تواند و بدل کردن بر آنچہ کہ

بدست اوست وسحرے وجادوئے وتعویذے کردن وبرعاملان این ره و بر ساحران ماهر ملازمتے والتماسے کردن همیں منوال مرید را لابدی است بود او در مسجدے باشد در خطیرهٔ باشد در کنج وخرابه یا که گهے برون مسجد و گهے مصلحت با مردم و بازها دو عباد و مردم صلحا آمیختن ضرورت است وره از ایشان آموزد و جدان مقصود از ایشان یابد و هرچه باشد بدل این راه کند نمازے و روزهٔ و درودے و دعاے از ضروریات کار مرید است مقصود هیچ در برا که آں از ابواب برّ است فرو داشت نکند هر رہے و هر درے می پوید تا از کدام ره روے مقصود بیند۔ و بعضے مریدان صوم دوام اختیار کرده اند ایشان را بیشتر این صفت بود که چیزے رسد نقدے جنسے طعامے این براے افطار دارند۔ و مریدے دیگر روزه اختیار نکند هرچه بقدر رسد هم بدان سازند اگر همه روز گذرد و چیزے میسر نشود و تاکولے نرسد او را امساک باشد۔ اما تقلیل شرط است هم ازیں گفته اند من صام صوم الدهر فاتهمه انه قد اجتمع عنده شئ من الدنیا اما آنچنیں می گویم صوم دوام بهتر باشد و اگر اختیار مرد آں بود که البته چیزے را بمصلحتے نهد اگر سال وقت رسد افطار کند نیکو معاملتے است این و اگر نه فاقه را قوت و سازد و اگر چیزے دارد براے دفع تشویش وقت را یاد و سه دیگر صایم اند برا موافقت ایشان را از معامله محققان دور نباشد۔

مرید را باید که هرچه دارد ایثار کند ایثار از ان برنیزد وقت اضطرار مرید را

(۱۸۴) مرید را هرچه بدست باشد باید که از ان خاستن تواند اگر چه بادشاه باشد۔ حکایت سلطان ابراهیم شنیدهٔ قدس الله روحه۔

(۱۸۵) مرید اگر وقت اضطرار سوالے کند مجوز شاید و اگر جائے منزبانی ا

خبر مستدعی را دخل ہست و خصم خانہ براں کارہ نیست شاید کہ برود دراں مجلس دفع تشویش خویش کند۔

(۱۸۶) و مرید بیمارہ در دہلیز مرگ نشستہ باشد گماں نبرد با خود کہ دو دم ساعت زندہ ماند تا کارے کند۔

(۱۸۷) و مرید را نشاید کار و شغلے کہ از پیر گرفتہ باشد و پیر را دراں باب استتار و ضنیتے باشد کہ آنرا آشکارا کند۔ و مرید از پیر سرّے طلب نکند و اگر کند پر خطر باشد اگر بر مزاج افتد زہے کار و اگر بر خلاف افتد زہے بلا و اگر مرید در زیارت بزرگے یا پیرے رود التماس نہ پیوند و اگر التماس کند صورت ضرورت آں باشد کہ از پیران بزرگ صالح طلب کند کہ خاطرے بدارند کہ پیر او بر و نظر شفقت کند۔ و اگر از گور بزرگے یا پیر پیر استمداد کند بگوید اللہ علیک کہ پیر مرا اشارتے فرمائید و مرا پیش او بہ نیکی ذکر کنید و او را بریں آرید کہ بر من نظر شفقت کند۔

(۱۸۸) مرید پیر را ہمچو شیشہ صافے شفافے تصور کند و انوار قدس را ورائے آں شیشہ انچنانکہ آں انوار درون شیشہ نماید ہر بار کہ مرید پیر را بیند داند کہ نور قدسی بر و تجلی کردہ است و ایں منعکس اوست و من در نظارہ آنم۔

(۱۸۹) مرید را باید ہر چہ پیر فرماید و رحال صورت امتثال پیش آید و اگر چہ امرے محال نماید۔ مثلاً اگر فرماید شتر را دست و پا بر بندید بر سر کن بالائے بام ببار اگر چہ ایں امرے متعسر است و ایں را محال عادی گویند اما مرید اقدام کند

(۱۹۰) و مرید ہر چہ در خواب و مراقبہ و واقعہ بیند پیش پیر گذراند تا پیر تعبیر آں کند و بحسب آں معاملتے فرماید۔ مثلاً در واقعہ یا در خواب بنوعے حالے بیند کہ آثار

ادمیل کردہ یا بر وے غالب آمدہ یا بہمیں صورت او دیدہ پس پیران را تعبیر نیز بہو
کنند و بسبب دیدار او برائے دفع آں کارے فرمایند۔ ہم چنیں ہر حیوانے و
ہر پرندہ کہ بفعلے و صفتے مختص است چنانچہ سگ و مورچہ بشح نسبت دارند
ستور و خر باکل و شرب و مار و کژدم و امثال آں بایذا و شیر و گرگ و پلنگ
ہمیں حکم دارند و بغضب نسبت کنند و پیر او دریں باب برائے دفع آں تدبیر
ہست و آنکہ انوار را ہر جنسے بیند او را نیز تعبیرے خاصہ است و پیر را آنجا
فرمایشے و کارے۔

مرید را اگر اتفاق افتد کہ در مجلس پیر با دیگر اکابر باید باید کہ از ہمہ گذشتہ بجانب پیر رود

(۱۹۱) اگر مرید را اتفاق افتد در مجلس چند بزرگے حاضر شود مثلاً آنجا
خضر است و ابدال و اوتاد و دیگر اند و پیر است باید از ہمہ گذشتہ روے
بہ پیر آرد۔ اگر چیزے جوید و طلبد ہم از وے و اگر پیغامبر را بر صورت پیر بیند
اشارت بریں باشد اتباع او اتباع پیغامبر است۔ و اشارت بریں باشد کہ
پیر موقوف باتباع نبی است۔ و اشارت بریں باشد کہ ایں پیر بجائے من است
میان من و او بیگانگی نیست۔ حکایت ما بدیں ماند کہ نحن روحان حللنا
بدنا۔ و اگر ہمچنیں اتفاق افتد ایں را خواب و واقعہ گویند ایں کار بدست
من و تو نیست از غیب چہ آید و چہ پیش آید

مرید اگر پیر را در واقعہ بیند

(۱۹۲) اگر ہمچنیں اتفاق افتد مرید در واقعہ پیر را بیند و داند کہ ایں
خدا است تعبیر کند ایں مظاہر او است و متقلب باقواع تقلبات او و خدا
[illegible] است کہ افضل ما نشہدہ و نشی افضل ما نشہدہ ایں است
معنی افضل ما نشہدہ [illegible] تعلق باوقات باشد [illegible] تعالیٰ [illegible] خواہد گشت [illegible]

نیز آنچناں کن فانک معفوای فانک موضوع عنک وزرک وثقل وجودک ومحو عنک وهم انتیاک۔ وبسیار مردم اینجا ایں گفته افعل ماشئت یعنی هرچه خوش آید بکن از نیک وبد۔ استغفر الله ایں گفته محققان نیست۔

(۱۹۳) مرید اگر چیزے را در خواب یا در واقعه بیند و آں چیز هم چناں شود مثلاً آمدنی بود فی شدنی را دید ایں را از قبیل کرامت نشمرد وایں را از خوارق نداند جمله عوام دریں قسمت مشترک اند بل الکافر فی الاجانب ومرید را خطره در دل آید همان زمان اثر آں ظاهر شود ایں نیز هم ازیں باب هست۔

(۱۹۴) ومرید را امروز که عمر دنیا به هشت صد وهفت سال رسید در لقمه ایں احتیاط باید کرد که فاش آشکارا معلوم حق کسے نخورد واگر در احتیاط کوشد مگر گرسنگی میرد یا طعام نمی آید۔ اگر تاکثیر در تقلیل کند بجائے مخمصه باشد۔

(۱۹۵) ومرید دراں کوشد که دریں دو وقت سخن با کسے نگوید۔ بعد ادائے سنت بامداد تا ادائے صلوٰة اشراق وبعد صلوٰة عصر تا فراغ از اوراد مگر بجا اور ا ضرورت باشد وآں ضرورت بلائے باشد براں مسکین۔ اما مشائخ ومرشداں ازیں قسمت مستغنی اند۔

(۱۹۶) اگر مرید عمل کیمیا داند وسیمیا داند البته اظهار آں بر کسے نکند ودیگرے را نیاموزد وخود آں کار نکند نه برائے خود ونه برائے خدا را۔ گدائی کند خورد بهمه ایں رنگ آمیزی کند واگر در اثنائے ارادت وطلب ایں چیز ما پیش آورند لله علیک ایها المریدان تلحظ المریدا فی امتحانے مطلب اول

آمدہ است و بلائے قوی متوجہ شدہ است ترا از در خود چناں خواہد راند کہ تو لائق شاگردی ابلیس ہم نخواہی ماند۔ و البتہ صادقان را ازیں جنس پیش آمدہ است و آیا ما صادق کجا بدینہا پردازد۔ چگوئی کسے را کہ اضطرار شدہ او دراں اضطرار اصطبار ورزید بداں سوختگی قرار گرفت من اللہ برائے او فتح بابے از غیب شد و اگر نشد براں جان عزیز را تسلیم یار کرد و دیگرے عملے کرد آں وقت را گذرانید کہ بہتر یکے جان خود را بذیل الٰہیت بر بستہ است و یکے بدنیا بر بستہ است فشتان شتان بین المنزلتین۔ و آنکہ عملے بذو النون مصری رحمۃ اللہ علیہ نسبت کنند آں بکیمیا و سیمیا و لعل و دار و نسبتے ندارد او متعلق باخلاق اللہ است و اللہ یفعل ما یشاء ایں را قسمتے از نسبت روح اللہ تصور باید کرد۔

حصول نعمت از طلب درست

(۱۹۷) مرید را طلب آنکہ درست افتد یا از عالم غیب بر و شاہدے شدہ بود آں جمال و امکان حصول آں جمال او را در طلب و ارادت آرد یا الہام من اللہ در دلش افتد کہ دولت دیدار ہم دریں جہاں کبار را بود و باشد

مامون العاقبت بودن پیران

(۱۹۸) مرید را باید بداند کہ از معاملہ پیران سلف و خلف ایں محقق شد کہ پیر بجائے میرسد کہ مامون العاقبت می شود۔ ایں شجرہ نبشتن و ہر یکے را سندے نبشتے داشتن و دوام توجہ مرید با پیر در حیات و ممات دلیل کرد کہ اجماع ایشاں بریں است کہ ایشاں مامون العاقبت بودہ اند و اگر در میان ایشاں بہ شخصے مائی وہم خلل افتد مرید را توجہ درست نیاید و ہیچ فیضے از ایشاں نتواں گرفت۔ قول ذو النون رحمہما اللہ ہم بریں سخن گواہ است

ما رجع من رجع الا عن الطریق ومن وصل لا یرجع چنیں واتم بعد کشف حقیقت از طرف الٰہیت بندہ را حفظے ورستے است او بجائے رسیدہ است فرو افتادن را امتناع نماندہ است زیرا چہ اشخصے است فرود و بالا او را یکساں گشتہ است۔ یک سخنے کہ میاں صوفیان و متفقہ اختلافی بیّنے وارد ایں است کہ گفتیم۔

(۱۹۹) ومرید را لہوے وہزلے وطربے کہ حلال امدہ است بر خود حرام گرداند او را جز یک طلب و جز یک کار ہمہ گذاشتنی است۔ پیرے باشد کو کے باشد کہ مطایبہ با وے مباح است بر مرید حرام باشد کہ با وے مطایبہ کند ہم چنیں مباحے دیگر۔ کسے رباعی گفتہ است نیکو رباعی است۔

رباعی

در ہر دو جہاں ہر چہ شود گو شو گو   وز دو ور زیاں ہر چہ شود گو شو گو
مشغول بحق باش مبر از دو کون   وز سود و زیاں ہر چہ شود گو شو گو

(۲۰۰) مرید را ہر حدیثے واثرے وحکایتے کہ در باب عبادات وطاعات ومجاہدات رسد برائے صحت تحقیق او را تتبع حاجت نباشد زیرا چہ محض خیر است برائے محض خیر را سند چہ مطلبی کہ اتفاق است عمل وح فی الادیان کلہا۔ واگر سخنے در ترخیصے وتسہیلے باشد برائے تصحیح او را تتبع باید کرد کہ جولانگری زنادقہ است۔

(۲۰۱) مرید اگر کاغذے در رہ گذرے افتادہ یابد وراں سخنے نوشتہ باشند بداں سخن مردم را رہ سلوکے ومستے وہد عمل کردن براں واجب است

نو خریدہ است باید کہ بداں عمل کند

مرید عاشق ایں است کہ بہرے درہ کائے باشد کہ بداں روے مقصود تواں دید۔ دریں
قضیہ مرید ہذیان گوی باشد چنانچہ عاشق معشوق را گہے بہ سرو نسبت کند گہے
بگل نسبت کند گہے بہارے و گہے بدرے نہ آنکہ ایں ہمہ ہذیان گوی عشاق است۔

مرید ہر مالے کہ در ابتدای ارادت دارد باید کہ آن را صرف کند

(۲۰۲) مرید را اگر در ابتدائے ارادت مالے در ملک باشد خرچ آں
مال ضروری بود البتہ آنچناں شود کہ بر وے زکوٰۃ واجب نیاید۔ و اگر آنچناں شود
کہ ابوبکر کرد رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرسید ما خلفت
لعیالک فقال اللہ ورسولہ و اگر نہ معاملہ عمر کند رضی اللہ عنہ بلغت
تکفیہم اگر عیال باشد ورنہ شبانہ بر خود ندارد۔

مرید کار امروز را بفردا نگذارد

(۱۰۳) مرید را نشاید در دل ایں گماں برد شب افتد چنیں کنم و شب
گذرد روز را چنیں کنم و مرید را ہر چہ پیش آید ہم بنقد وقت سازد تسویف
و اہمال را از حرماں شمرد

مرید را اگر احیاناً نظر بر جمیلہ افتد باز بالقصد بر دو نظر نکند

(۲۰۴) اگر مرید را نظرے بر جمیلہ مستحسنہ افتد باز قصداً نہ بیند و از روے
دیگر از وے ہر دو سرے فرو افگند چشمے بندد بخیال او بدل مشغول شود نکو کار
باشد۔ ہمت انجا رہ روی اگر از ہوا بکلی برات باشد ایں معاملہ آں مرید است
کہ او را با صورت خیالی پیر کارے نیست۔

مرید از اعمال جوگیہ احتراز ورزد الا حبس نفس

(۲۰۵) مرید را آنچہ اعمال جوگیہ است از ہر جنسے کہ ایشاں دارند
غیر حبس نفس و نسبتے مخصوص کہ ایشاں دارند و مکانے کہ با ایشاں باشد
احتراز واجب داند و ایں دو سہ چیز کہ از آں جوگیہ گرفتہ ایم
لابدی صوفی است۔

(۲۰۶) واگر مرید را آرزوئے خوردنی ترش امید نی شود میان این سہ معاملہ یکے کند نخست دراں کوشد کہ آں خطرہ و آں ہوس از دل بکلی رود و اگر باز می زنجاند استخوانے پیش سگے اندازد و خود بفراغت مشغول شود یا بماند آں قدر باندنی هست ہوس او بدو ندہد یا بمقابلہ آں مجاہدتے سختے بروے نہد او آنرا قبول کند بدیں ماجرا دفع کدورت آں ہوس میشود۔ واگر مرید را عیال باشد و ہر بار خارش برائے تقرب میکشد بناید ہر بار بداں ترا زخائی مشغول شود بدار و تا حالت تو قان رسد کو رشدہ آں تشویش از خود دفع سازد و اگر نہ ایں جنس سبب حرمانے عظیم است و اگر بدارد البتہ البتہ مزید ہا بیند و شوق و ذوق غالب تر و قوی تر گردد و طلب قوت گیرد و عشق موج باوج رساند و اگر مرد صاحب تجلیات است تجلی با جمال تر باشد و باشیوہ و شکل بیشتر بود و در یا بندہ تر آید۔ اے عزیز حکایت از تجربہ میرود۔

(۲۰۷) و مرید را باید با دیہ و زاویہ حجرہ و گشت کوچہ و بازار و خلوت یکرہ باشد یعنی البتہ دلش از تصور و حضور مقصود و یا ذکر خفی یا تخیل او زاں او خالی نبود۔ از ایں عاشقان مجاز پرس ہست ایشاں را دلے خالی از خیالی معشوق۔ مرید را ہمیں صورت است۔

(۲۰۸) اگر مرید بندہ کسے باشد او را تدبیرے نیست جز پاکی نفس و دل متوجہ تام۔ اینچنیں بندہ آزاد وقت خویش باشد ایں بسیار آسانی است بروے جز پنجوقت نماز فریضہ بدنیات دیگر بروے متوجہ نیست زکوۃ را مال باید حج را سفر باید او بخدمت مولی مشغول است۔ جہاد اگر فریضہ افتد

اجازت و فرصت باید۔ اگر بر نفس او چیزے رود حدا و نصف حد احرار است روزہ ہماں سی روزہ ماہ رمضان پس اگر خوند کارے ظالمے آں کار فرماید کہ آقا [illegible] روزہ نتواند کرد شرعاً معذور باشد۔ الغرض مقصود آں دارم کہ مرید طالب اہمال دو چیز کہ گفتیم خمیر مایہ جملہ سعادتہا است و جملہ طاعتہا و عبادتہا پیش ایں دو چیز بہ خسے و بپوستے جوے نہ خرند۔

مرید را بر پستی نسب خود نظر نباید کرد و ہمت بلند باید داشت

(۲۰۹) مرید را بر خست نسبت و نسب خویش نظر نباید کرد و طلب کم نشود و شوق کم گردد و ہم حرماں و خذلال افتد بدانند۔

بیت

اینجا ہمہ زندہ و دل پارہ خرند	بازار چہ قصب فروشاں دگر است

مرید را ایں عمل مبارک است کہ ولش از ہمہ طالباں مشتاقتر و از ہمہ سوختگان افروختہ تر و از ہمہ روندگان شتابندہ تر و تیز تر و از ہمہ بلند ہمتاں بالاتر و بیشتر و بلند تر و از روئے ظاہر نظر بر خست نسب و شکستگی نفس خسیس خبیث و از ہمہ کمتر و پست تر داند۔ ایں چنیں مریدے بادیہ ہا قطع کند کوہہا را پامال سازد و دریاہائے آتش را شنا ورشود کارہا سر دارد کہ رشک گاہ جملہ طالباں و محباں بود۔ مرید باید دریں سخن اندیشہ کند کہ سرور فقہا چہ میفرماید و پیشوائے علما چہ گوید رحمۃ اللہ علیہ علمنا ھذا لا یصلح الا لمن ضرب دکانہ و فرقہا اخوانہ وطلق نسوانہ ایں حال علم ظاہر است باطن را چہ پرسی و چہ گوئی۔

مرید را در خانقاہ

(۲۱۰) مرید در خانقاہے و لنگرے برائے قوت را قرار نگیرد و ننگ [illegible]

خرچ آنجا و خادم نکشد و اگر بضرورت برائے دفع تشویش در خانقاہے در باطے
سکونت اختیار کند این ضعیف حال را باید کہ ہمہ روز و ہمہ شب برائے غذا و برائے
بر کالہ نان را حاضر و شاہد میان آں ساکنان نباشد۔ البتہ تنہائی گزیند
یا ہمہ دران خانقاہ زاویہ گزیند کہ جز برائے فریضہ بیروں نیاید یا کہ روز شدہ
در گورستانہا و بادیہ ہا رود و شب شدہ در آید۔

مرید را از دوختنی و سختنی چارہ نباشد

(۲۱۱) و مرید را از دوختنی و سختنی چارہ نباشد زیرا چہ بود او در
تنہائی است۔

مرید ترشی و شیرینی بسیار نخورد

(۲۱۲) مرید ترشی بسیار نخورد کذالک شیرینی۔

(۲۱۳) مرید را اگر احتلام بر حرام افتد باید بر توبہ خود اعتماد نکند۔ و آنکہ
گویند احتلام عارفان ترا نعمت اللہ است آں سخنے دیگر است۔

(۲۱۴) مرید برائے آنرا کہ ایں کاریست کہ معاونت است مر مسلمانرا و
تفریح قلب مسلمان است و کفایت مؤنت مومنے است وقت را غارت
کند و برائے فوز درجہ و ثواب را اقدام نماید نشاید ایں ہمہ حسنات است ابرا
برار است کسے نگوید کہ بد است۔ اما مرید طالب را رہے علاحدہ است کہ آں
رہ بدینہا مغشوش میشود و مکدر میگردد گوی خارے و کلوخے در رہ افتاد بدال
می ماند۔ و اگر گویند خداوند تعالے از برکت آں او را فتح بابے روزی کند گو
سخنے است ایں کہ از برکت ایں فتح بابے شود انشاءاللہ اما عملے کہ مرید طالب
دارد بداں ماند کہ کلیدے بدست کردہ و قفلے کلید را در عمل داشتہ میگرداند
و می جنباند تا صورت فتح ظاہر گردد۔ میان ایں کار و آں کار چند تفاوت ست

اندیشه کن به بین آری فسخ امکان هست چو امر ممکن است شاید در بعض مواضع
واقع هم باشد که به رعایت مبرات و حسنات امید رجای مثوبات هست
ولیکن به نقد تشتت است جمع هم نیست و دران کار یاد محبوب و دل کار محبوب
در دل و در راه محبوب نزدیکترین راه‌ها است از دیدن و پوشیدن و تا در محبوب
رسیدن‌ها و سر بران در گفتن است فنستان بینه‌ها شنیده دو راه است

راه دو است یکی راه طالبان خدا و دیگر راه نیکمردان

یکی راه طالبان و دوم راه نیکمردان. هرچه ثواب دران بیشتر و امید بهشت
و نجات از دوزخ بسیار تر آن کار نیکمردان موافق تر. و دوم راه طالبان است
با این همه عبادات که نیکمردان دارند و او را دل متعلق به خدا و متوجه به حق و جز او چیزی
دیگر در دل نه و از این همه عبادات جز دریافت مقصود چیزی دیگر مطلوب نه
و کار یکه طالب دارد هیچ کاری وزنی و قدری ندارد. اگر حضوری که طالب
را است با وی نیست مردمان سالها نماز گذارده اند و شبها بیدار بوده اند
و روزها و شبها ختم قرآن کرده اند بوی از راه طلب نیافته اند چون اینکار
او خبری نداشته اند. اینجا سخنی بسیار است اگر نویسم مختصری دراز گردد
این محل این سخن نیست۔

مرید را باید دانست که کشف غیوب و اطلاع بر ضمایر بکار نمی‌آید از آن پرهیز باید بود

(۲۱۵) و مرید را باید که بداند کسی را که کشف غیوب و اطلاع بر ضمایر شده
به بلای مبتلا گشت که مبادا هیچ مسلمانی بدان مبتلا گردد. غیب با همه غیب
است الله اعلم فردا چه زاید. مرد بارسی به نقد وقت خویش خوش است. و
آنکه او امروز داند که فردا چنین مصیبتی پیش آید این مرد صاحب کرامت
به نقد تنگ‌بین داند و تمکین باشد. آنچه شدنی است خواهد شد اما این غم زیادتی

است که بروے افتاد۔ دیگها سر پوشیده میپوشند تا در هر دیگے چه چیز است
هم چنیں دلها است خدا در دلها چیزے نهاده است در دلے مکرے و غدرے
و نفاقے هست ایں صاحب کرامت را اطلاع بر ضمیر او شد که در ضمیر او چنیں
و چنیں است آنکه چه شود بروے می گوید او آنچه هست از آں باز آمدنی نیست
مرداں بسیار ایں کار کرده اند و ایم الله که بسیار جا شوخی و دلیری ایشاں
شده است۔ و اگر نمیگوید بدل می داند ایں آینده با من ندارد و در دل او
چنیں و چنیں است نه آنکه به نقد وقت ناخوش است و الا بغیب میکند
میداند است که مرا محب است و چنیں و چنیں است او بوهم و خیال خویش توقعے
خوش می بود ایں مرد صاحب کرامت را که بر کشف غیب است و آنچه
ورای استار و حجب است او میداند مرداں میگویند تهی دولتے که او
دارد۔ او زنے دارد او کنیزکے دارد او مادرے و خواهرے و پسرے دارد
کارها در کارخانه خدا است کارے در نصیب و در تسخیر بود ایں مرد بر آں
مطلع اکنوں آنکه چه میگوئی خاموش باید بود سخن گردد هر چه کسے میکند گو بکن
گوشته می بیند یا بر حسب آں معامله با ایشاں کند آنکه چه گویند دیوانه
شده است عقل بر باد داده است مسخره و مضحکه گردد و تو چه گوئی او را چه
گویند و ایم الله ایں بلائے است که ایں قوم بسیارے از خدائے استعاذه
کرده اند که میسر نیامده است۔

(۲۱۶) و مرید را نشاید البته خود را بنامے مشهور کند چنانچه یکے را گفته
اند که بشر حافی و فلانی را گویند دهنکره پوش و دیگری را خوانند چرم پوش

کار او خلوت است و کار او نشستی است و کمی است۔ پائے برہنہ گشتن بضرورت
احتیاج باشد و دو ہنکرہ و چرم پوشیدن برائے قطع مونت باشد البتہ آنچناں کرد
در تراحافی نامند و چرم پوشش و دو ہنکرہ پوشش گویند نہ بجاں و سر خود کہ بکنی
اینچنیں کارے۔

مرید چوں چشم از خواب باز کند او را باید کہ خیال کند کہ وقت بیداری در دل او چہ گذشتہ است

(۲۱۷) مرید را باید نخست چشم از خواب باز کند در خیال دل خود رود کہ
خاست از خواب در دل چہ گذشتہ است از آنجا بداند کہ او طالب آں چیز
است و اگر غیر مقصود و کار مقصود در دل گذشتہ است او بداند کہ او مرید
خدا و طالب خدا و طالب حق نیست ہوسے است کہ می پیرد از مرداں شنیدہ
کہ بہتر ازیں راہ راہے دگر نیست و خوشتر ازاں نامے نامے وگرنہ خود را مرید
طالب نام نہادہ است۔

مرید را در نماز مراقبہ پیر باید کرد۔

(۲۱۸) و مرید در نماز مراقبہ پیر کند تصور او در راستا و چپا باشد بداند کہ
پیر یکے از دو طرف او حاضر است یا او را امام تصور کند یا تو در اپیش پدید بہ دواند۔ و
اگر موضع سجدہ گاہ پیر را تصور کند یا او را حاضر و شاہد یابد کارے باشد ایں قدر
امیدواری بسیار بود۔ و در وقت تصور پیر بہترین صورتے و شکلے کہ او را
دیدہ باشد ہمیداں صورت تصور کند و تخیل آں نبود۔

(۲۱۹) و مرید ہر جا کہ باشد اگر در بادیہ و اگر در شہر باید کہ نماز فریضہ از
جماعت فوت نشود۔ و آں بزرگاں از آں شنیدہ ام کہ در بادیہ گذرانیدہ اند ایشاں را
جماعتے از غیب بودے ارواح صالحہ یا فرشتگاں یا مرداں غیب با ایشاں
می آمدند نماز می گذارند جماعت فوت نشدے۔ و دیگر اگر یکے تنہا ماند و آنجا

قابل نیست کہ ووی پیدا شود آنجا بضرورت سنت بد و متوجہ نیست و آنکہ گویند اگر تنہا باشد حفظہ را تصور کند کہ باوے میگذارند خیال است این تحقیقے ندارد واگر این مراد از آنہا است کہ فرشتگان باوے شاید شوند وامامت کند و ایشاں اقتدا کنند این فضلے دیگر است این ہمہ گفتیم بدینہا سنت جماعت بجا آوردہ نمیشود برائے آنرا اسمے باشد و باقیات درحاویہ تنامی ساقط اند اما مردان غیب و صلحاے دیگر یاری کنند آں جماعت است ارواح خلاصہ و فرشتگان اینجا دخل ندارند۔

(۲۲۰) مرید ہرگز گمان نبرد کہ جنید و شبلی و بایزید از پیر او بہتر اند یا کسے در عصر او ہمچو پیر او ست واگر نوعے اگر تحقیق شد یکے از و فایق است مرید را دست از دامن پیر فرو نباید ہلید۔ پدر پسر را پرورد نہ مرد اجنبی اگرچہ رحیم کریم باشد او را با او چہ لطفے و رحمتے۔ اما پرورش پسر برگردن پدر فرض ینہا است او دست دادہ است و تو متولد از سر او ئی۔

(۲۲۱) مرید بعمل دیو و پری و کفتار اگرچہ داند مشغول نشود و این کار نکند۔

(۲۲۲) مرید را آوندآبے دایم برابر باید خصوص کہ از شہر بیروں شود بزیارتے یا بجاے۔

(۲۲۳) مرید بر دریا و رہ نشیند کہ تشتت وقت و تشویش حال آنجا حاضر است مرید ہمنشے کہ کعبہ و حرم مدینہ و زیارت بزرگے نیست مسافری نکند لہٰذا بغیر این مقاصد جز ہوا پرستی نباشد۔

(۲۲۴) مرید هر جا که استدعا کنند برای طعامی و سماعی را اجابت نکند و اگر نه ترسم که نفاق و برخوردن و خوشان ماندن نقد وقت او باشد مرد مجلسی گردد چنانچه ندیمان و شاعران در مجلس می باشند. و مرید بذله گو و لطیفه ساز نباشد.

مرید در بازار نرود الا بضرورت شدید

(۲۲۵) مرید برای خرید و فروخت را خود نباید مگر بضرورتی که افتاده باشد که کسی ندارد و چون این چنین اتفاق افتد باید که طریقه عوام خلق که بس ملح می باشند و مکیس میکنند نکند هر چه پیش آید همان سازد و اگر گوئی مکیس آمده است نمیگویم نه آمده است میگویم که مرید اوست که او را پروای این چنین ها نباشد و اگر یکی را در بازار بسودا فرستد برای محاسبه مناقشه نکند و آنکه گویند تلبیس حق را تا از آن این بر او چیزی نماند و از آن او برین چیزی نرسد هر آئینه هم برای این را باشد و اگر چه معنی دارد اما این میگویم که حق مرید بر او ماند بخشد و باستقضای پیرامون حق پیشینه نگردد با این همه استحضار او در کار میدارد.

مرید در طهارت و نظافت همانقدر کوشد که فقها فرموده اند.

(۲۲۶) و مرید را در طهارت و نظافت آن قدر کوشش نباید کرد که لابدیات در خلل افتد. تطهیر و تنظیف همان قدر که فقیهه فرموده است باقی دیگر زیادتی است. مرد احمق بر خود میگیرد امر تعبدی است پس منحصر باید بود همان اختصار باید کردن که از خدا بر تو وارد است و علما را آنجا اجتهادی است عارف گوید اصل در اشیا طهارت است اما در تشخیص و تعیین امر تعبدی است از حد مطالبه تجاوز نکند.

(۲۲۷) مرید را نشاید در صحبت قلندراں یک نفسے نشیند و نشاید در مجلس مستاں حاضر آید اقل مداہنت نقد او باشد - و از صوفیان نظر باز اغماز کند لحظہ بد کیشاں کردن مصلحت اہل ارادت نیست ترسم ترا نبدے در پا افتد و از حقیقت محروم گردی من جہانے را چنیں دیدہ ام و بسیاراں ہستند چنیں - و اگر مرید را الصورتے و ہیئتے تجلی کرد و مثال آنرا در یں حاضر دید نشاید طرف او تیز نگریستن و پے او رفتن و اورا دوست گرفتن و اگر نہ از شواہد غیوبات و نگرہ محروم گردد -

(۲۲۸) و اگر بر مرید دو سہ جامہ برائے تطہیر و تنظیف را باشد و با ایں ہمہ وقت ادن کیسے تا ال نمی باشد نشاید - مرید را نباید مستانی نگاہدارد تا سال آیند پوشد مگر آنکہ در محلے است کہ کسے از سببے تدبیر خرقہ و لقمہ او میکند تا او بفراغت بخدا مشغول باشد اگر نگاہدارد برائے آنرا کہ تشویش آں شخص را نشود و تعلق زیادتی بر و نیفتد واجب آید - و آنکہ درویشاں خرقہ میدوزند و درہم و رہم سوزن نیز نند و خشتنے و سنخنے و درشتنے میسازند برائے دفع تشویش زمستان و تابستان را ایں خرقہ را سالہا بدارند مستحسن باشد و اگر میراث گذارند زہے کار -

(۲۲۹) مرید کہ گہے گدائی ہم کند و لیکن شبے روپیچیدہ بچند درے گرد و آں مقدار کہ قوام بنیہ شود سد جوع او گردد ایں نوع را ازیں زیادتی نباشد و جمعے نبود یا آنکہ از کسے خواہد بالا بطریق تعفف و تعزز مثلاً گوید وقت بر درویش تنگ است سعادت تو باشد اگر ایں وقت را دریابی و امثال ایں

(۲۳۰) مرید را نشاید کسے را لقبے مکروہے و معیوبے کند

(۲۳۱) مرید را مراقبہ و ذکر بیشتر باید مراقبہ وقتے معین ندارد اگرچہ

زیادہ باید کرد

ذکر ہم چنیں است براں نمطے کہ گفتیم اما رعایت ضرورت او خالی از تعلقے نیست اما مراقبہ یکی و ریکی است۔

مرید را سہ چیز یعنی گرسنگی و تشنگی و تنہائی و شب بیداری را دوست می باید داشت

(۲۳۲) مرید سہ چیز را دوست دارد گرسنگی و تشنگی و تنہائی و شب بیداری۔

مرید را نباید کہ آنچہ خاصہ پیر است ہوس آن کند۔

(۲۳۳) مرید را نشاید آنچہ خاصۂ پیر باشد کہ خصوصیتے خاص با وے دارد آں طرف لحظہ کند و قصد آں چیز کند کہ آں چیز او را باشد۔ حرمت زن و کنیزک پیر را از احترام زوجات مطہرات و جویریات آموزد کہ صحابہ را دراں باب چہ فرمان بود ایں را ہم ہماں باید بلکہ ازاں زاید زیراچہ نبی صاحب شرع است اکثر معاملات او برخص است تعلیماً للامت و ترخیصاً لہم۔ اما مرید از رہ رخصت بقدم عزیمت آمدہ است۔ تا مرید را از احوال پیر و لمحۂ از حقائق معلوم نشدہ باشد نشاید از صحبت پیر بدور ماند تا خللے در عقیدہ او رہ نیابد و مرید را اگر بہ تعلم

مرید را تا آنکہ حقائق کار بروی منکشف نشدہ است نباید کہ از پیر دور شود

مرید را اگر تعلیم ناگزیر باشد باید کہ تعلیم علوم دینی کند۔

تعلم باشد یا پیر فرمودہ است یا خود او بے آں کار نمی تواند ماندن باید بشغلے بعلوم دینی باشد از مثل علم نجوم و طب و معقولات و حفظ اخبار از مثل ایں مجتنب باشد۔ و بحدیثے و تفسیرے یا بمسائل فقہی و سلوک ہم و اخل حدیث و تفسیر است مرید را بدیں ہم مشغول شدن تضیع وقت است اما ہم شغلے بقال اللہ و قال رسول اللہ است۔

مرید را از نمائی و عیب جوئی احتراز کلی باید داشت و بر غلامان و کنیزکان غضب نباید کرد

(۲۳۴) مرید نمام نباشد مرید مغتاب نباشد۔ مرید در عیب کسے نہ بیند و تعیب کسے نکند۔ مرید بر غلامان و کنیزگان آں غضب نکند کہ دست بر عضوے و شدستے بنہد۔ و مرید در جہاز درنہ نشیند۔ و مرید بقصد خود در جفا وقت

وجہالک نزود۔ مرید گراں بار بر کسے نباشد یعنی بر ہمسایہ یا بر آشنائے وقرابتے ویارے۔ ومرید سبکبار باشد۔ ومرید را روا نباشد کہ صفت کاہلی چیزے دروے باشد۔ مرید با عورات بسیار نشیند اگرچہ مادر وخواہر او باشد۔ ومرید را اگر اتفاق افتد با کسے نشستن باید کہ آں شخص ازو مجتہد تر ومشفق تر باشد۔ ومرید را سوزنے وریسمانے برابر باید۔

(۲۲۵) واگر مرید را آمد وشد خلق شود وگفت مرداں در حق خود خطبہ نماز وخود را بداں خطاب نہانی نکند کہ قبول خلق علامت قبول حق است ایں را بلائے ومحنتے داند کہ خداوند سبحانہ وتعالیٰ بروے گماشتہ است۔ وآنکہ گویند وآنرا خبرا مند اذا احب اللہ عبدًا مال الیہ الخلق معنی سخن ایں است کہ چوں خداوند سبحانہ وتعالیٰ بندہ را دوست دارد البتہ برو بلائے نامزد کند۔

(۲۲۶) مرید ترس دوزخ نکند۔ مرید آرزوے بہشت نکند۔ مرید درجہ ومقامے نہ طلبد۔ مرید چوں در مسجد یا خانقاہ پا نہد باید دل را بیدار کند ودر وے بگوید واز خدا مزیدے طلبد وپائے راست نہد واگر پائے چپ نہد درویشاں ازوے ماجراے طلبند وشکرانہ۔ وماجرائے کہ میان صوفیاں آمدہ است مرید آنرا بدل وجاں مباشر ومعتقد باشد۔ ومرید در مجلس ہر جا کہ جائے یابد بنشیند۔

(۲۲۷) از آغاز بلوغ چہاردہ پانزدہ سالگی تا چہل چند ایام سلوک است بعد ازیں اگر دریں ایام سلوک نکردہ باشد وعمر ہمہ دریں راہ صرف نکردہ باشد

اگر ہوس سلوک کنند زیادتی باشد آں موارد سے کہ ایں طائفہ راست آں البتہ دست ندہد دریں ایام سر جوشش عمر رفتہ است دُردے ماندہ است در دُرد صفا بکمال نباشد۔

مرید حقوق خود کہ بر دیگران باشد بحل کند با جملہ جہان بصلح باشد

(۲۳۸) مرید را با ہمہ جہاں صلح باشد۔ مرید را با خدائے تعالیٰ عہد باشد کہ ہر جا کہ حقے ازاں اوست بحل باشد و تحلالے وادہ شدہ است چنانچہ حق کسے بر تو متعلق ہست پابند است ہمچناں حق تو بر کسے کہ ہست پابند است از جملہ حقوق بیزار شود۔

مرید را سماع باید شنید و اگر ذوق آں در دل خود نیابد او را باید دانست کہ شاید تخم محبت در دل او نکاشتہ اند

(۲۳۹) مرید را باید البتہ سماع بشنود او را ازاں چارہ نیست و اگر در خود احساس ذوقے نمیکند او را مصیبت بر روزگار خود باید داشت خوف آں باشد کہ مگر تخم محبت در زمین دلش نہ کاشتہ اند۔

مرید را نشاید کہ در نظارہ ہای بیہودہ ایستد

(۲۴۰) مرید بہ نظارہ ہنگامہ نہ ایستد نشود دیگراں را نظارہ نکند در تماشاے سواری بادشاہ و غیر آں چشم نکشاید۔ ایں ہمہ ملہیات اند و با اصحاب کہ ہم خرقہ او اند کہ اگر بکشادگی وقت بحسن مطایبہ بکدیگر نشینند موافقتے کنند و اگر ایشاں ہمیں شیوہ سازند کہ با ایشاں ایں بسیار میباشد فالاجتناب والاجتناب۔

مرید کہ پیش نہادن قدم در ارادت صاحب مال و جاہ بود بہتر بود از غیر آں۔

(۲۴۱) مرید را اگر در اول حال پیش از آنکہ قدم در ارادت نہد ورہ سلوک را سپرد جاہے و مالے بودہ باشد نکو بود زیرا چہ بواسطہ تنہا بودن و عبادت کردن مردمانے بر او چشم دارند پیش او آرند در یہات و تنکیات ایثار کنند او ایں را قبول حق نداند زیرا چہ دیدہ و چشیدہ آمدہ است

مردانے کہ ایشاں خسیس وخسیس زادہ باشند بسبب آنکہ اورا در معاملہ خواص بینند اعتقاد کنند ودست وپایش گیرند وچیزے ایثار او کنند آں مرد چو خسیس وخسیس زادہ است ہرآئینہ گماں برد کہ ایں قبول آلٰہی شد۔ چوں نداند او ایں را قبول آلٰہی پدر ومادر وجد را دیدہ است کہ سرہنگ درئیس وشحنہ شہر را سیلی خوار بودہ است امروز رئیس وشحنۂ شہر را بلکہ وزیر شہر را می بیند کہ قدم بوس او می کنند نہ آنکہ او داند کہ ایں قبول آلٰہی است۔ آنکہ او با حرمت وعزت بودہ باشد کابراً عن کابرٍ اگر اورا ازیں انواع پیش آید نفسش بدیں لحظہ نکند بلکہ بلاے داند باخود گوید من ایں جنس را گذاشتہ آمدہ ام براے اختیار ذل وفقر را پس ایں چہ روز بد پیش آمدہ۔

(۲۴۲) مرید را با اغنیا صحبت نشاید تحمیل وش میل کند ونشاید نفس خود را شکستہ وخوار بیند بسبب تنگدستی کہ اورا پیش آمدہ است وکشادہ را حتی امر کہ دیگرے دارد وتحمیل کہ در نفس طمعے ہم خیزد۔ ودیگر فقر اختیار کردہ صحبت با غنی باشد وغنی بر افتقار واحتیاج او مطلع شود ومعاونتے وبہ مظاہرتے کوشد صحبت اغنیا شوم تہاسے وگر ہم دارد اما بدیں قدر کہ گفتیم کفایت باشد۔

(۲۴۳) ومرید را ایں صفت لابدی است کہ ہرچہ بدو دہند او بداں سرفرو نیارد چنانچہ خواجہ من می فرمود قدس اللہ سرہ العزیز در اول ارادت من میفرمود کہ اگر تو بہ صفوت آدمؑ وخلت خلیل وکلام موسیٰ ومعرفت عیسیٰؑ وقربت محمدؐ سرفرو آری صادق نباشی۔ واگر مریدے را ایں صفت پیش آید کہ ہرچہ بدو دہند او بداں سرفرو نیارد او کسے باشد کہ چنداں احتیاجش

مرید را از صحبت اغنیا احتراز باید کرد۔

مرید را ایں صفت لابدی است کہ ہرچہ او را دہند بآں سرفرو نیارد

بہ پیر نماند زیرا چہ پیر ہمیں میکند کہ مرید را در بند چیزے شدن نمی دہد و ہر چہ پیش آید از ان پیشتر می نماید و از ان پیشتر می برد میگوید ان اللہ یحب معالی الامور و یکرہ سفسافہا۔

مرید را صورت ملامتیان اختیار کردن نباید

(۲۴۴) و مرید صورت ملامت اختیار نکند ملامت او ہمیں باشد کہ در اظہار کارے نکوشد و اگر بغیر اختیار او ظاہر شود بداں ہم چنداں التفاتے ننماید۔

مرید کہ تمام شب بیدار بودہ است شاید کہ پیش از طلوع آفتاب قدرے چشم گرم کند۔

(۲۴۵) و مرید اگر ہمہ شب بیدار بود البتہ نغلطیدہ است و نشستہ ہم نخفتیدہ است اگر بعد ادائے بامداد پیش از طلوع آفتاب قدرے چشم گرم کند شاید بلکہ البتہ بباید کرد تا در وظائف دیگر نفس گرانی ننماید۔ مرید اگر از اوراد و وظائف خویش وقت فارغ ماند بمراقبہ مشغول شود کہ بہتریں ہمہ کارہا است و اگر مراقبہ دست نمیدہد نباید بسبب ایں تکلا نفس سآمت افزاید و از ان سر بر کند و بحکایت و گذاردن و خواندن و بکارہائے دیگر مشغول شود

مرید را شاید کہ یک کار خود را ناتمام گذاشتہ بکار دیگر مشغول شود

ہم در خیال حضور در چسپیدہ ماند می افتد و می خیزد وقتے چنیں ہم باشد یک نفسے استوار ہم خیزد ایں کار گذاشتن و بکارے دیگر مشغول شدن حسنے ندارد غبنے فاحش باشد و حرمانے نقدے بود ازیں جا پس آمدن و پس افتادن است زینہار ہزار زینہار ازیں ورطہ بیروں نیائی و اگر نوعے دست دہد بخ بخ وان یزید فتوحاً علی الفتوح ورنہ جزائے مجاہدہ و ثواب مقاسات مشقت نقد وقت است باز تاکید میکنم ازیں کار نگذری۔

آداب مرید در راہ رفتن۔

(۲۴۶) مرید در رہ رود باید کہ جامہ بر سر باشد تا اطراف لحظات را مانع گردد۔ ہر چہ در رہ رفتن پیش آید بداں منظورش بود و صور و اشکال جوانب

موجب مزید خیال او باشد و اگر جامہ نبود دستار پہل گوش نیابت جامہ نگہدارد۔ و از صوفیان شنیدہ ام کہ مرید یار فروش باشد و دستارش پہل گوش و اگر آں چناں اتفاق افتد کہ البتہ دلش از مراقبہ نفرت دارد امکان صورت حضور نمی نماید بغزلے و حکایت محبتے و عشق آمیزے تعلق کند و اگر انجام ذوق نیابد روے بصحرا نہد تازہ وضوے کند می افتد و می خیزد رکعتے چندے گذارد و نماز ست حسنۃ" بعینہا است از جزلے و تولے خالی نخواہد بود و درا صحرا کہ رود و نماز کہ گذارد خواہش از خدا جز ایں نباشد کہ دلش بحضور آید الیعزیز حضور دل خمیر مایۂ ہمہ سعادتہا ست۔

(۲۴۷) و اگر مرید افسونے داند کہ در عملہا اثرے دارد باید بکار بندد و اگر از اہل دل است و اگر براے نفع پیشہ چند لفظے کہ دراں اسامی شیاطین نیست و از اں خواص حروف اثرے میدہد دریغ ندارد و نفع مسلمانے است چنانچہ افسوں مار و کژدم و چنگلیہاے دیگر۔

(۲۴۸) و اگر مرید بجذامے و برصے مبتلا شود آں وقت را غنیمت شمرد بداند خداے سبحانہ و تعالےٰ ہمہ را از من بہ طبیعت نفرت داد و مرا فارغ و بے تعلق کرد و دل ہمہ را از من گسست و دل مرا از ہمہ گسست اکنوں ہاں دہاں وقت ایں است کہ من تمام خود را بدو دہم و ہمہ از اں او باشم۔ حکایت کلیب و اصحاب جنید رحمۃ اللہ علیہ شنیدہ باشی۔

(۲۴۹) و اگر مرید را در آواں ارادت زلتے پیش افتادہ است باید از ارادت پس نیاید تا آں بدبختی بہم دست از دامن نکشیدنے باز نیارد ہاں

حاشیہ: مرید اگر کہ دلش در ... حضور نیابد ... رقص و ... چند رکعت ...
حضور دل خمیر مایہ ہمہ سعادتہا ست ... اگر مرید افسونے ... از اہل دل است ... نفع ... مسلمان ... مار و کژدم
اگر مرید بجذامے و برصے مبتلا شود آں را غنیمت وقت خود شمرد
مرید را اگر در آواں ارادت زلتے پیش آید از ارادت باز نباید

ارادت او را کشالہ کند کہ طرف خود برد و اگر قنوط و یأس آرد لَا تَقْنَطُوْا مِن
رَّحْمَةِ اللّٰہِ دامن گیر ہمت او شود۔ و در گہہ است شرمندہ ہم باشد و خواہندہ
ہم بود و چیدہ و گزیدہ و رسیدہ ہم اگرچہ ہر یکے منزلے و مقامے خود دارد اما نظر
بحضرت در اشتمال یکجا اند۔ میگوییم با تو پس آمدن رہ نیست ہرچہ آمد آمد
ہمدراں در رود در گہہ او آمد۔

مرید را در حکایت کردن اسرار و واقعات بخیل باید بود و در ادراک معانی حریص

(۲۵۰) مرید بخیل باشد ہرچہ او را از اسرار و انوار و واقعات و حالات
پیش آید البتہ ازاں حکایت نکند ہمہ را در جنبہ بخل طبیعت نہاں دارد۔ و مرید
حریص باشد البتہ از ادراک معانی سیر نگردد ہرچہ بیشتر دہند او بیشتر طلبد
مرید باذل باید بذل نفس و روح خود کند در رہ طلب ہیچش پابند نشود ہمہ را
بذل و ایثار کند۔

مرید را ہرچہ آید آید در راہ بذل ایستد

مرید در رہ سلوک ایں چنیں باید کہ اگر روندہ را در اثنائے
رفتن ذیل خرقہ او بخارے در چفسد اینجا دو تدبیر است یا بہ ایستد تا دامن
خرقہ را از دست خار وا رہاند و یا آں قدر کہ خار خلیدہ ماند گو ماند و خرقہ نقصان
پذیر و پارہ شود فلیکن ہرچہ شود گو شود او از رفتن خویش واپس نہ بیند و نہ ایستد
آنکہ بتدبیر خرقہ را از قبضۂ خار رہا کرد ہر آئینہ وقفہ یابد و اندکے عملے باید تا ایں کار
بسر شود تا آں زماں رفیقان چند گامے پیشتر کردہ باشند ایں مرد از ایشاں
پس ماند ہرچند کہ ایں ہم بگام میرود و ایشاں ہم بگام خویش میروند پس افتاد
ضروری آمد و آنکہ بدو دو بہ رفقا رسد ہر آئینہ آزردہ شود مفاصل درد کند و مرد را
دم گیرد با ایشاں رود و لے نہ بوقتے خوش۔ و آنکہ غم خرقہ نخورد و پارہ شدن
و نقصان و سوراخ او را در حساب نیارد از یاراں پس نیفتاد و از روندگان

بدور نشد۔ مرید را دریں مثال اندیشہ باید کرد ہر چہ آید او از قدم ارادت
پس نیفتد۔

مرید را بسیار پیر خفائے وفقائے کسان پیر زبان ضروری است

(۲۵۱) مرید صاحب توفان باید شہوتش بداں قوت بود کہ یک زمانے
از ہوائے خویش باز ماندن تواند و اگر باز ماند بضرورت حادثہ ملول و رنجور و
ناخوش و ناسودہ درماند از ہمہ جہاں رستہ و جستہ با ہیچ چیزے قرار نگرفتہ
ضیق نفس دم سرد وحشت وقت نقد حال اوست۔ مرید گدائے نیکو ملح باشد یک
ساعتے و یک زمانے سر از در خوند کار بخشندگار گدا پرور صدقہ دہ بر نکند با ہمہ
الحاح و زاری سر از آں آستاں بر نکند اگر چہ خوارش و زارش بافراط
کنند۔ اما او در کار خود استوار باشد۔ چنیں ہم می باشد کہ مخدومے توانگرے
صدقہ دہے از الحاح گدائے تنگ می آید میگوید بر کسان و ملازمان خود کہ ایں
گدائے ملح بے شرم را مرادش بدہ تا نفس بدہید کہ مرا در تعب میدارد۔ ایں
معاملت مرید را بر در پیر لابدی است و جفائے و فقائے کسان پیر کشیدن
ضروری است و ایں معاملت در حضرت تعالیٰ و تقدس نیز اثرے تامے دارد
شاید خداوند سبحانہٗ و تعالیٰ بر بعضے مقربان خویش گوید آں فلانے بے شرم
گناہ ہا میکند و مع ہذا چیزے میطلبد کہ لائق حال او نیست اما چہ کنیم او ملازم
حضرت ما شدہ است سرش بہ حسب مراد او از آستانہ ما بر دارید کہ او رہ
بر آئیندگان ما تنگ کردہ است۔

مرید صاحب غبطہ باید بود

(۲۵۲) مرید حسود باید۔ ایں حسد عبارت از آں غبطہ است کہ محدثان
و مفسران گویند ایشاں ہمچنیں گویند۔ غبطہ ایں است کہ یکے را منعم بینند و خود ہم

خواهند که منعوت به نعمت او شوند این آرزو دارند که همچو او باشند و حسود آن نسبت در زوال نعمت محسود خواهد مرید این نخواهد این خواهد که از ین پیشتر رود و اگر غیرت مردان در کار شود دراں باب سخن گفتن دشوار باشد۔

مفهوم و معنی اکسل ام السعادت

(۲۵۳) مرید را از کاهلی هم نصیبه باشد گوشه که شیند و سرے که آنجا فرو افگند و چشمے که بر بندد و حبس نفسے که کند نخواهد که از آنجا برخیزد این آں کاهلی است برعکس مذموم اگر گوی اکسل ام السعادت روا باشد۔

کسبها و حرفها که مناسب حال مرید طالب باشد

(۲۵۴) مرید را چند کسبے موافق طلب است مزدوری بارے بردن آنرا نزد بعضے اندکے که از گروہے زیادت نباشد۔ برائے آں میگویم تا در بینه اش آزارے نرسد از نفس کارے دگر نسرد۔ و دیگر خیاطی و پاره دوزی۔ ایں کار راست که ممکن است که تو دریں کار باشی و دل و زبان را در یاد خدا داری۔ حیاکت هم نزدیک به خیاطت است اما در حیاکت اسباب بسیار باید و بے یاری ده نشود۔ و دیگر راندن ستور خراساں و دیگر چرانیدن گوسفنداں۔ ایں خود کارے لطیفے مبارکے که انبیا کردند۔ گویند هیچ پیغامبرے نبود که گوسپنداں نه چرانید مگر که چه خوش کارے است همه روز در صحرا و بادیه تنها ماندن۔ نماز شام برائے دفع ملال و انس بشریت را در خانه آمدن۔ عارفانه حیاتیست تا آنکه انبیا را بدیں صفت کنند۔ همبریں مثال هر کسبے و کارے که در اثنائے مباشرت آں کار یاد خدا تواں کردن آں کار لایق حال مرید است۔

مرید را از رسوم مردم دور باید بود

(۲۵۵) مرید از رسوم و عاداتے که میان مردم در رواج اند و ضمایم دراں مباشرت نباشد۔ مرید در هیچ مصیبتے بر رسم عوام نه شیند۔ مرید در رعایت

صلہ رحم بداں اندازہ مبالغ نہ باشد کہ از کار مقصود باز ماند۔ مرید را غربت نیک موافق است بدیں شرط کہ ذل غربت متحمل او باشد و خود را باتر فہے و توجہے متثبت مرفع نکند۔ چنانچہ رسم غریباں است ہمچناں منکسر و متواضع ماند۔

(۲۵۶) مرید را در حیات پیر نشاید کہ بر سجادہ نشیند خصوص نہالچہ و دو تک زندیا تنخح کند و خادمے را در پیش وارد و در داد و ستد روش پیر را نگاہ دارد کہ ایں محل رشک و غیرت پیر است و در سماع سری نشود و ہر بار کہ در سماع بجنبد و باز بیاید بر مصلائے خویش ایستد ایں وضع مشائخ است۔ مرید را ادب باید نگاہداشت۔ اگر مرید در خانقاہ و یا در مجمع صوفیاں می باشد البتہ کنج و گوشہ اختیار کند برائے فراغت ذکر و مراقبہ را۔ مرید کہ در پیش پیر آید جامہ کہ در بر او باشد باید بہ صفت اسدال نبود زیرا چہ آں ہیئت بے التفاتی است چنانچہ در صلوٰۃ منع کردہ اند و مسائل ظاہر را بر معاملت پیر باز نیارد۔ اگر پیر پیر است بہ تحقیق او کسے است کہ در شان او ایں تواں گفت الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ بتواں دانست چنانچہ نبی ملہم من اللہ است ہر چہ او کند از خود نکند کذلک پیر فعلی ہذا پیر امن اللہ فرمایشے باشد در چیزے مخصوص کہ نبی آں وضع نہ کردہ است۔ مرید را بر اہل بیت پیر خادم و سقا و کناس و جز آں کہ باخانقاہ نسبتے دارند رعایت بواجبی داند۔ مرید نخواہد کہ ہیچ جائے اورا ذکر خیر کنند مگر پیش پیر و نترسد کہ کسے اورا بد گوید مگر پیش پیر۔

(۲۵۷) اگر مرید را صورت زیبا ملیح دل و نفس فریبا نباشد موافق حال

اوست مناسب روزگار اوست ورنه البته از تشویشے خالی نباشد۔ قصۂ یوسف و زلیخا نیکوتر شنیدۂ۔ مرید طالب اگر رنجور شود باید شکایت و نالہ نکند و خود را بزحمت عاجز کرده دادن و بدان سخت مضطر و مضطرب بودن و غم اجل و دل خوردن نباشد۔ واگر نالدنه از الم زحمت۔ نالش او برائے این بود که نباید اجل در رسد و من بغیر فوز بمقصود خویش ازیں جہاں روم۔ و دیگر نالد که عمرے در کار طلب بسر شد مقصود بدام نیامد و شکایت او نه از سختی مرض باشد واگر شکایت بود موجب آں خلل در اوراد و وظائف باشد اگرچه بجا آرد اما در زحمت از تشویش خالی نیست و شاید مرض باشد که بسبب مطلوب تطہیر دست ندہد۔ مرید طالب از خدا عمر خواہد نه برائے نظارۂ دنیا نه برائے بقائے ہوا اگر شیئے باقی فائز شده است خواہد ازاں برخورد و بیشتر ره برد واگر فائز نیست لذت عبادت و درد و سوز و طلب کم از لذت وصال نبود عاشقاں چنیں ہم گفته اند

ہجراں خواہم صنما وصل نخواہم   من تجربه کرده ام که ہجراں خوشتر

گفتار عطار رحمۃ اللہ علیہ ہم بوے ایں سخن دارد ؎

کفر کافر را و دیں دیندار را   ذرۂ درد دل عطار را

آرے ہجراں تحقیقت است و وصال وہم و خیال

(۲۵۸) مرید در زحمت ہیچ ورد ے از اوراد و خود فوت نکند وقت کار ہماں است مرید را در زحمت بہانه بود برائے ترک طعام و آب و برائے ملاقات و صحبت خلق را واگر تپ باشد تپ به طبیعت ذہول دارد چشم به بندد و دل به مراقبه دہد خالی از ذوقے و فتحے و فتوحے نباشد

مرید را نشاید که در حالت رنجوری سخت مضطر و مضطرب بود

مرید را باید که از خدائے تعالے درازی عمر خود خواسته باشد برائے ترقی در حالت خود۔

ہجراں بحقیقت است و وصل وہم و خیال

مرید را در حالت مرض چه باید کرد و چگونه باید بود۔

تا آنکہ بعضے ایں مرض تپ را دوست داشتہ اند۔ و آنکہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم گفت حمی لیلۃ کفارت سنۃ تپ یک شب کہ با فکر و اندیشہ باشد
ہر آئینہ کفارت او زار یک سالہ شود۔ ہر کدورتے و ظلمتے کہ بر دل افتادہ باشد
تپ یک شب کہ بتفکر و محاضرہ باشد ہر جا کہ تاریکی و غیرتے بود بشوید ببرد۔ و مرید
را در زحمت یک اندیشۂ دیگر ہم باید نظر در قدرت قادر کند در خاطر دارد سبحان
خالق با ہمہ چندیں قوت و قدرت کہ داشتم و سرے و سرفرازی و خود نمائی
باآں بود مگر کہ یک ساعت چگونہ ہمہ نہ ہوب و نہ ہول شد عجز و بیچارگی ضعف
و درماندگی پیش آورد و یقین با خود داند کہ البتہ مقابلۂ ایں خالی از لطفے و رحمتے
من اللہ نخواہد بود۔ و مرید در زحمت اختیار خلوت کند البتہ دراں بے مردم نباشد
یک دو ے ملازم او بوند کہ او را در حکایت و سخن دارند بداں دل پر زحمت تمام
نرود اما اگر خلوت باشد او باشد و دل بحضور خداے تعالےٰ و رابطۂ مطلوب در میان
زہے کار و مرید را باید در زحمت طرف شکرت گراید نہ سوے شکایت با خود گوید
الحمد للہ مرا لیہ نگذاشتہ است البتہ بہ بخشش در وے یاد آوردہ است۔ ایں
حکایت طالبان و عاشقان است۔ اگر صحت است شکرت عافیت و اگر
زحمت است شکرت مذاکرت است و دیگر با خود گوید خداوند سبحانہ و تعالیٰ
مارا بدیں نعمت مخصوص کرد کہ ما را بہ چیزے مبتلا گردانید کہ دل و نفس ما بالضرورت
طبیعت التجا و اکتناف نکند مگر بکنف حمایت باری تعالیٰ۔ مریض را چنیں ہم باشد
کہ بغیر اختیار او از زبان او اللہ اللہ رود عظیم دولتے است ایں چنانکہ یکے را ہمہ
راہ ہا و درہا بروے ببندند ہماں یک رہ گزارند و آں رہ وصول بدوست باشد

دانی چہ نعمتے است این کہ از ہمہ پریشانی ہا باز آورند و جز یاد خود و تصور خود رہنمونی
نکردن و ہر وہلہ و غلبہ وجہے شود رجوع او جز بہ تسلی یاد کردن دوست نباشد و دانند
بغیر واسطہ او این فعل بر تزکیت او میکنند بغیر واسطہ کسے در مجاز شنیدہ باشی اگر
معشوق عاشق را بضربے و شتمے و ایذائے و المے مخصوص کند او میان اقران
خود سرفرازی و خودنمائی نماید کہ منم کہ بدین مخصوص ام۔ دل مرید رنجور را از ہمہ ہوا ہا
دور باشد مطلوب خود را در تصور خود و رمحضر داند و از ہمہ غافل و فارغ بود۔ مرید را
در زحمت غم زن و فرزندان و اہل و ولد نباشد و از خدا عاقبت خیر طلبد و عاقبت
خیر او بحسب روزگار و حال او این باشد کہ وقت انزہاق تجلی او تعالی بر صفت
رضا و ظہور جمال و حسن بود۔ خوف عاقبت عرفا جز این نیست یعنی ترسم کہ
آخر الامر تجلی بہ صفت قہر و جلال باشد کہ او گفتہ است کما تموتون تبعثون
پس بعث ہم بدان صفت شود چون بعث بدان صفت شود ہر آئینہ مقر و مستقر ہم
از ان جنس شود۔ شنیدہ بہشت کہ دار الامان است اہل آن را نیز خوفے باشد
نہ خوف احتراق خوف تجلی جلال باشد۔ چہ میگوئی شنیدہ کہ در محضر بادشاہ بود و بادشاہ
بعزت و جلالت خویش نماید تو میدانی بر جان تو چہ بلا ہا باشد اگر این رہ وقتے
دیدہ باشی دانی تلخی زقوم و حنظل چشندہ شناسد۔ مرید طالب اگر در زحمت نالد
از بس لذت بود نہ از وجع الم۔ حکایت لیلی و شکستن کاسہ مجنون شنیدہ باشی
مرید طالب را در زحمت تجلد باید و اگر عجز و مسکینی اظہار کند نہ بانکسار و انزجار
طبیعت بلکہ مطلوب اظہار عبودیت و مسکنت خویش باشد۔ چنین ہم باشد اگر خوند
کارے بر مسکینے و بندہ صورت ضربے و شتمے پیش آوردہ است و او تجلد میکند

خیریت خاتمہ بہ حسب روزگار
و حال مرید باشد و خیریت
خاتمہ درین است کہ وقت
انزہاق روح تجلی او تعالیٰ
بر صفت رضا و ظہور جمال و حسن بود
مفہوم خوف عاقبت کہ
عرفا دارند
در بہشت کہ دار الامان
است اہل آن را نیز خوف باشد
نہ خوف احتراق بلکہ خوف
تجلی جلال۔

واظہار عجزے ومسکنتے نمیکند ہمہ را شکروارے میخورد شاید از دیاد فوران غضب او باشد وہمیں بدیہہ اظہار عجز دور ماندگی کردن تحمل موجب از دیاد لطف ومرحمت گردد صبر ممدوح است زیراچہ درو اظہار شکایت نیست۔ تذلل وتواضع ممدوح است زیراچہ خود را نہادن بر مرتبہ خود است۔ بندہ بندہ است عجز ومسکنت وذل لازمۂ بندگیست۔ جلالت وکبریا وعظمت ومدح وثنا خاصۂ خداوند است اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰی اَہْلِہَا۔ مرید در مرض دل بحضور حق وہمہ متمنائے او دراں حالت جز ایں نباشد۔ خداوند تعالیٰ راسنتے است کہ در حالت اضطرار بندہ رحمتے کند ورحمت ہر کسے بحسب مطلوب اوست۔ طالب مرید خواہندہ کشف وتجلی است رحمت در حق او بحسب خواست او باشد وچنیں ہم باشد کہ مرید طالب مریض باشد بچند مصلحت یکے ایں باشد کہ بواسطۂ وجعے والمے کہ در مرض است کدورات نفسانی شستہ شود ودیگر امید از ہمہ چیز منقطع گردد ودل در دہلیز مرگ نشیند والبتہ خوف بروز وظہور امارات او باشد دریں ورطہ امید کشفے وظہورے ہست زیراچہ دل راست بر خدا نشستہ است وطلاب حضور چنیں ہم کردہ اند کسے رفتہ است در بیشہ شیر نشستہ است غرض دارد کہ شیر برائے در آمد بیشہ خویش طالع شود دل راست بر خدا نشیند ودریں محضر امید حضوری مطلوب ہست۔ بعضے خود را دفن کردہ اند زیر زمیں ہم برائے ایں غرض را کہ وقت آخر شود وامیدے نماند دل راست بر خدا نشیند ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ ایں تدبیر کردہ بود وکذلک حریری رحمۃ اللہ علیہ۔ ومیان طالبان کسے اشتیاق مرگ ہم کند امید آں کہ وقت انزاق روح امید کشش بدامن او دہند۔ وکذلک وقت فرود آوردن

در گور وکذلک وقت سوال وجواب بعضے چنیں ہم باشند بگویند درد وغم
اندوہ سوختیم رہ کارے نشد بمیریم ازیں بلا برہیم برائے ایں کار را دزمین مسبع
وآنجا کہ شیر درندہ ومارے عقورے باشد رفتہ اند۔ ناظم متعالی ازیں حال
خبر دادہ است۔ ؎

اجل کجا است بیا کو چو یار بانیست کہ در فراق ازیں بیش زندہ نتواں بو

وطالب را در مرض فسوس ودریغ بسیار باشد اندیشہ برد وغم خورد کہ قدر حیات
ندانستم وقت باورا دوادکار خوش میگذشت ایں دم بگرانی وبدشواری بجا آورد
شود آں ذوق وآں لذت نمی باشد۔ وطالب باید در مرض صامت وساکت
باشد بسیار گوئی نکند واز مرض گلہ نکند واگر بینیے وآہے از وبر می آید باید کہ چنیں
باشد چنانچہ کہ محبوبے محبے را بدنداں وناخن رنجاند ازیں عاشق ہوا پرست
پرستشے کن تحتیل کہ سخن ما در فہم تو آید۔ واگر مرید مریض را بحکم طب احتمائے فرمانید
باید آں احتما را بجا آرد باخود ایں راست نگیرد کہ ہر چہ خدا کند آں شود دارو چہ
حاجت است۔ آرے راست است ہر چہ کند خدا کند پرہیز کردن وبے پرہیزی
ہر چہ خوش آمدہ باشد گرائیدن یک فعل است وہمہ فعل خدا است اما رسم
بے پرہیزی کردن از شرہ نفس باشد کہ ہر کہ در زحمت از مضر پرہیز نکند چیزے کہ
نفس را دراں التزامے والہامے درستے ہست او ازاں چونہ باز خواہد آمدن
ودیگر در پرہیز دوا رو رعایت سنت نبی است شنیدہ باشی ما قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقدر الدواء یعنی۔ واگر احداث مرض شود
کہ طالب مرید بداند کہ امید صحتے نیست از ہمہ چیز دل یکبار بر کنند وبہ ہیچ لذود

مرید مریض را بحکم طبیب احتما باید کرد۔

ومحبوبے لحظہ نماند تمام دل را بحضور خداوند عجب نباشد کہ ہر چہ مطلوب اوست
نقد در ذیل خرقہ او بنہد نہ۔ ومرید طالب برائے صحت را عجزے وزارئے نکند
نہ بر طبیبے نہ بر راقی وغیر آں۔ وچنیں ہم باشد عجب در ایلام محبوب نالہ نکند
چنانچہ شنیدہ باشی مرداں آہ آہ میکنند ونہ آں کلمہ از درد وعلت باشد۔ از
بس لذت بود ایں سخن ترا مشکل باشد اگر امکان وجوے طلبی از اہل شہوت
وہوا پرس کہ در لذت چونہ می نالد وچشم ایشاں چونہ آب پر می شود۔

مرید طالب را باید کہ ہموارہ جویان وصال مراد ومطلوب خود باشد

(۲۵۹) مرید طالب را باید ہمارہ جویاں وصال مراد ومطلوب باشد
واگرچہ بمطلوب رسد بے شبہہ است بہ انتہا وغایت مراد وصل نیست نہ او تنہا
ہمہ را ایں حالت است واگر نخواست خود برسد خود در وے باوے بے شبہہ
می باید کہ او متردد میان فقداں ووجداں باشد تا ذوق وصال ولذت
در مستقیم ماند کہ ہر دو مطلوب کلی است۔

عشق را دو آفت ست یکے آفت ابتدا و دیگر آفت انتہا

(۲۶۰) ہر چیزے آفتے دارد عشق را دو آفت است یکے آفت ابتدائے
اوست دوم آفت انتہائے اوست آفت ابتدا ایں است طالب بسیار جوید روے
مطلوب نہ بیند تا آنکہ عسر الحصول بلکہ گماں استحالت ہم برد ایں چنیں نا امید کلی شود
واز حصول تسلی کند بحرماں ذوق طلب کم شود امید ہزت ونہزت واضطراب
واضطرار ہمہ بر ود مرد فارغ شود نشیند۔ ودوم آفت ایں است وجداں بمقصود
رسد فارغ شود باخود گوید انچہ می جستم یافتم ہم دریں ماند تا آنکہ لذت وصال و
وجداں از وے کلی برود مرد فارغ ماند خایب خاسر گردد۔ واگر متردد میان
فقداں ووجداں است از ہر دو جہاں از عالم در دو درماں نصیبہ بر ترگیرد اگر

درد اعتیاد شود همان درد درمان گردد۔ اما عاشقے که بعد تحصیل معشوق التزام
صحبت کرد عجب نباشد که فارغ شود مگر آن که سوخته دگر هم باشد که این مقدار
گوید یافتم ولے بنهایتش نرسیدم کار بمراد نشد۔ یک افروخته دگر هم باشد که
آن مقدار سوز و طلب و شور ارادت در سر دارد هر چند که مرادش بدامانش
بدهند هرگز سیر نشود و سیراب نگردد۔ صانع نظم بدین سخن اشارت کرده است ؎

عجبے نیست که سرگشته شود طالب دوست   عجب این است که من واصل و سرگردانم

مرید طالب را غم قوت نباید خورد

(۲۶۱) مرید طالب غم قوت نخورد و اگر غلبه گرسنگی شود غذائے طبیعت
هم از تن دهد۔ و آنکه گفته اند کسبے که خلاف اهل طلب نباشد و سوالے که بے الحاح
بود و امثال این برائے دفع تشویش وقت را رخصتے داده اند نیکو سخنے است
این با متانت و استواری و رزانت است اما سخن در سوختگان میرود۔

مرید طالب را نباید گفت که فلاں کس مرا دوست است یا دشمن است

(۲۶۲) مرید طالب نگوید که فلاں کس مرا دشمن است یا دوست است
دشمن او که او را در غیبت بد میگوید و او را می نکوهد و معائب اظهار میکند و این که
او را دشمن می خوانند نه آنکه میخواهد که مردم او را معتقد باشند و او را نیک گویند
و نیک دانند استغفر الله این کار مرید نیست نه آنکه او را دوست و یار می نامد
بدین اعتبار او در غیبت او پیش مردان ذکر خیر میکند و خلق را جویان و
محب و معتقد می سازد۔ هم تو اندیشه کن نه آنکه این معنی جاه جوئی و ریاست
و طلب نیک نامی خاسته است۔ مرید طالب از هر دو بیگانه است بلکه
شاید قضیه بر عکس بود هر که او را بد گوید و خلق را از و رماند او را دوست گوید
و آن دوم عزیز را دشمن گوید هر چه می نویسانیم یا تجربه است یا از معاملات

گذشتگان وحکایات ایشان براں شاہد است من ایں مشتہدات رانمی آرم خوف تطویل را۔

معاملہ مرید دربارہ خرید وفروخت ودربارہ قرض ستاندن

(۲۶۳) مرید طالب درباز ارسخرید وفروخت تردد واگر رود اگر برائے فرختنی رااست بہر بہاے کہ کالاے اورا طلبند بدہد بدلال گرفتار نشود واگر خرد اکمال کند تکمیل نکند۔ واگر از کسے قرض ستاند مہلت او را تعین نکند زمانہ خداوند حوادث است تاچہ پیش آید اما اہتمام واجتہاد براں باشد کہ قرض راعنقریب فرود آرد وقرض از کسے ستاند کہ او سخت تنگ دل نباشد برائے ادارا اہتمام والتزام بسیار نماید بلکہ آں شخص ایں چنیں کسے باشد کہ او از جہت خود طریق بذل وہبہ کردہ باشد اگر ایں مرد ادا کند نزدیک او تبرعے بودہ باشد۔ وقرض او جز برائے ایں نباشد کہ حاجت ماسہ افتد یا مہمانے برو بیاید یا رعایت حق صلۂ رحم باشد وامثال آں۔ اما اینکہ برائے دفع جوع خود راکند ہم زحمتے باشد امعلول عملے است۔ طالب وقت گرسنگی را غنیمت داردکہ آں قرب رب تعالی یا قرب طرق اوست وکشف غیب وانجلا وملاقات وچیزے نمودن ودادن اکثر ہم بداں وقت است اکثر انبیا واولیا راہمیں صورت وہمیں سیرت بود

مرید طالب خواہاں ملاقات شیخ الغیب نباشد

(۲۶۴) مرید طالب راالبتہ دلش خواہاں ملاقات شیخ الغیب نباشد او طالب خدا است او مرید حق است برابدال واوتاد وخضر اوراچہ کار واگر اینش درخاطر آید کہ ایشاں مددے ورہنمونی کنند وبہ نفس ایشاں کارے برآید آں واسطہ باشد ایں ہم آں وقت کہ قبول خدا باشد۔ قبول خدا بواسطہ

باشد و بغیر واسطہ ہم باشد۔ پس بغیر موجبے بغیر خدا طالب را رخ کردن چہ مصلحت باشد۔ و اگر تقدیر ازلی بریں رفتہ است کہ اصطحاب ملاقات ایں طائفہ نصیب است بایدآں را کارے نداند اگرچہ بدینہا امیدواری بیشتر می باشد۔ اما مطلوب غیور است و دیگر مرادے از ایشاں نطلبد و نفسے نخواہد و اگرچہ ایشاں گویند امید وار آں نباشد و بداں التفات نکند۔

(۲۶۵) و اگر مرید را باتفاق زمانے آمد و شد خلق و دست و پابوس رو نماید او را البتہ ازاں چارہ نباشد برائے دفع ایں بلا را در صورت نامحمود در نیاید ہم معتاد خویش باشد و بدینہا التفات نکند و تحقیق داند بلائے است خدا بروے گماشتہ استعاذہ ازاں واجب شمرد و در خلوت خویش بعجز و انکسار بحضرت خدا نالد و پیہم بیسگر گیرد و معاملت بیرگراید و البتہ ایں را نداند کہ قبول خلق دلیل قبول حق است۔ معنی سخن ایں است کسے را خدا قبول کردہ باشد خلق او را قبول نکند و آں شخص خود میداند چیزے از قبول حق او را احساس می شود مر کاشفہ و مسامرہ محاکاتے مجالسہ اینجا قضیہ سخن نحکم بالظاہر کاذب است ایں کار باطن است مرد خود را خود داند کہ در چہ ورطہ است و از کدام فضا و از کدام ہوا او پرواز دارد۔ احسنت بلا بر تو گمارند و تو آں را نعمت دانی و شکر بجا آری و خود را ولی تصویر کنی۔ و آنکہ میگویند یکے میگوید انی ارید اقبال الخلق الیّ چہ دانم آں گویندہ کیست از مستدلان و مجتہدان است یا از واصلان و محققان۔ اگر مرید طالب را ازیں منقول کہ اثبات یافت پیش آید پس باید چوں معاملہ شیوخ نکند معاملہ مرشداں و منتہیان نہ نماید معاملہ طالباں

از خلق بر مرید ہجوم سکند او را چہ باید کرد
زیں بلا محفوظ ماند
عہ یعنی بیاہ

ومریداں کنند مثلاً بعزت وعظمت برکرامت شیخ خت شنیده ونفسی وگفتار پیرا درکار آرد وخود را بصورت از ایشاں نماید استغفر الله ایں وسیسه وغل باشد کاری که ازاں خویش داروان کار میکند وبا مردم بمعاملتی نیکے ومحاوره خوشے پیش می آید ایں ہم نکند خود را بر ہر یکی شکسته می شکند من ہیچ نه ام من ہیچ کس ام من ہیچ چیز ندارم من بجاے نرسیده ام مانند ایں کلمات را درکار وار وایں نوع تیزکی از اسباب جذب نفس است ایں بیت را شنیده باشی۔

خود را بزبان خود ستودن   رسوائی رسوائی رسوائی ست

خود را بزبان خود شکستن   رعنائی رعنائی رعنائی ست

(۲۶۶) ومرید طالب در ہر مجلس محفل که درآید ہر جا که یابد بنشیند میان فرو وبالا تفرقه نکند وآنجا که بنشانند بنشیند واگر در پایان مجلس نشسته باشد برآ صدر کشاده کنند بنشیند پیش نکند ہر جا که برند رود که ایں تیزکی از خود نمائی است۔

(۲۶۷) مرید طالب را باید اگر کسی بوقت دوبار قوت رساند ترک آں صحبت کند والبته فاقه ضروری را غنیمت شمرد که شکستگی نفس درآنجا بیشتر است

(۲۶۸) مرید را نشاید البته وصف سخن چینی درو باشد ونشاید سخن یکی بدیگرے رساند خصوص آنکه سبب آزار دلہا باشد واگر ترا با یکے دوستی ہست ای در شرط دوستی آنست که دوست را از دشمن آگاه نماید عمل بمعاملت اہل کنند آں معاملتی است ہمه دلہاے کثر را راست سازد ومرید سبب اصلاح وصلاح باشد والعیاذ بالله افساد وفساد بدو نسبت ندارد ونمامی خرابیها بنیاد میگیرد وفسادها قرار می یابد ودیگر مرید طالب را جز یاد خدا در دلش نباشد ایں چه کار اوست که

مرید را باید که در مجلس ہر جا که جای یابد بنشیند

مرید را اگر کسی در وقت دوبار قوت رساند ترک صحبت او باید کرد

مرید را از سخن چینی ونمامی احتراز باید کرد

سخن از جائے بدیگرے رساند و او چہ پروائے ایں کار دارد و نباید کہ مرید طالب نیست

مرید را باید کہ بہ شرف نسب و مال و جاہ آبا و اجداد و خود نظر نہ نہد۔

(۲۶۹) مرید یکساں و بشرف مال و جاہ آبا و اجداد و لا فد و خود را بدان فضلی و شرفی نہ نہد کہ آں نیز نوعی از استحسان و تحسین دنیاست در رہ طلب موالی و احرار را یک نظر بیند۔

مرید را از صحبت مرد واصل منتہی فائدہ تعلیمی و تلقینی باشد و بس

(۲۷۰) مرید طالب را از صحبت مرد واصل منتہی فائدہ تعلیمے و تلقینے باشد اما اگر او از احوال و معارف خویش حکایت کند شاید زیانش دارد و مرید جز معاملہ ترغیب و ترہیب دیگر قسم کہ از انوار و اسرار شنود اول باب را در گفتن منعے نیست۔ اما دوم قسم ممنوع است مگر آنکہ آں مرید در مقام دعوۃ و ارشاد نشیند۔

مرید شیخ را در واقعہ بیند و او را گوید کہ ایں خداست او را چہ تعبیر باید کرد

(۲۷۱) واگر مرید در وقت خویش بیند یا در خواب و واقعہ با وی گویند کہ پیر تو خداست یا پیر تو فرشتہ است و اگر گویند کہ ایں خداست ایں را تعبیر درستے کند کہ ایں پیر من آئینہ ای است کہ عکس انوار الٰہی بر زجاجہ دل او محاذی شدہ است عکس در و ظاہر شدہ بدیں اعتبار او را بنام او خوانند و اگر گویند پیر ہر چہ میگوید از خدا میگوید و از خدا می شنود و با خدا می باشد با خدا یکی شدہ است ہم در رہ صواب تعبیر باشد۔

مرید را نباید کہ بمجرد اجازت یافتن از شیخ مرید کردن گیرد

(۲۷۲) اگر مرید طالب را پیر اجازت شیخوخت دہد ہم بمجرد اجازت دست کشادہ نکند و خود را شیخ نداند و رسیدہ گمان نبرد و البتہ ممتنع و متامل باشد و اگر کند عقیدہ بریں بندد کہ من شخصے ہستم کارے بمن عاریتی سپردہ اند و مرا فرمان پیر بجا باید آورد و ایں وقتی کند کہ پیر او را بدان رضا بیند

سخن در ارادت

واہتمام احساس کند مرید طالب را این معنی ہست ایمان وارد و مرد مومن است ایمان را دو رکن است اقراری و تصدیقی اقراری پر اینکہ ہر کہ او را جوید یابد و او شیٔ موصوف بصفات کمال است و تصدیق او بدین است ہر کہ بشرط جستہ است و پیر اشارت کردہ است البتہ بجا رسیدہ است او را شناختہ است و دیدہ است بعضی فقہا اینجا انکارے کنند علماء ظاہر را از باطن خبری نیست ایشان چنین میگویند کہ رویت بہترین نعم است باید بہترین نعم و فاضل ترین انکہ باشد و دیگرے میگوید براے ابصار را مسافتی باید نہ بعد بعید نہ قرب قریب و این در ذات او متصور نہ انہ منزہ عن کل جہۃ و سمۃ و فوق و تحت و مقابلۃ و محاذاۃ آرے این باصرہ اگر بیند کہ من و تو بر سر وا ریم براے آن مسافتی باید و تحن مکاں کہ تو گفتی لاحول ولا قوۃ الا باللہ مکان متصور نیست نہ رائی را و نہ مرئی را اینجا رائی و مرئی ہر دو یکیست نہ مسافت است نہ مکان نہ قرب است نہ بعد نہ قرب قریب و نہ بعد بعید اما درین حالت آن رائی این مرئی را می بیند و ہر دو یکے اند آں مرید طالب را نصیب جمالے و نظارہ وجہے ہست و رین یگانگی بیگانہ را عکسے و پرتوے نصیب می شود اے مرد فقیہ اے خواجہ دانشمند اے شیخ زاہد و مقتدا اے مولانا و مجتہد و مفتی اگر سر این کار دارید صورت اینست کہ ما گفتیم و اگر نہ اینست سے نہ ہمرہی تو مرا راہ خویش گیر و برو۔

ترا سعادت باد و مرا نگونساری

اما مشکل این می شود مرد دانشمند را خبر از واقعہ حال نہ طالبان را مانع می آید۔

باری تعالی در دنیا و طالب صادق آن اثر ش نا شنیدن را توان بیان نمی خبر است۔

ومیگوید استغفر اللہ الطریق مسدود والوصول الی اللہ غیر موجود والسوال عنہ مردود والقال بہ مذموم غیر ممدوح اکنون تو دانی جان تو دانند تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ اما این سخنان راہزن روندگان میشوند و اگرچہ مرید طالب ہمہ دوستان یکدست شوند قدم در باز آورده او نہند آن شہباز سر انداز چنان بپاے طلب استوار ایستاده است ہرگز بازگشتنی نیست این قوم را یا مطلوب بدام آید یا سر درین کار شود

یا در اندازیم سر را یا بدست آریم سر   یا بکام دشمنان گردیم یا سلطان شویم

(۲۷۳) طالب مرید را نشاید کتب سلوک کہ مردم مشایخ درو از حقایق و معارف سخنی نوشتہ اند مطالعہ کند او را مصلحت نباشد این کتب طالب را از طلب باز دارد و بجاے رسیدن ندہد ظناً منہ انہ وصل الی غایت المقصود ونهاية المطلوب و این کتب کہ میان مردم بہ بیان حقایق و معارف شہرت یافتہ اند چنانکہ فصوص و دیگر مصنفات محی الدین ابن عرابی و تمہیدات قاضی عین القضات لایق مطالعہ طالب کشف محجوب باشد و منہاج العابدین و ترجمۃ الاحیا و آن کتابی کہ بدین ماند مرصاد اگرچہ بر طرزے و غمزے از حقایق و معارف خالی نیست اما البتہ حث طلب و بعث ارادت دارد و ہم شاید کہ مطالعہ کند۔

(۲۷۴) و مرید طالب را نشاید کہ خود بی آنکہ بتحقیق مقصد مشایخ و عارفان رسیده باشد تصنیفی یا مکتوبی سلوک آمیز نویسد او ره نداند کار نشناسد بوہم خود نا چیزی را چیزے داشتہ نا مفہومے را مفہوم خود تصور کرده

مرید طالب را مصلحت نباشد کہ کتب حقایق و معارف را در مطالعہ آرد چون فصوص و تمہیدات و در مطالعہ کتب سلوک چون کشف المحجوب و منہاج العابدین مفید افتد۔

مرید را کہ ہنوز بپایۂ تحقیق مقصد عارفان نرسیده است نشاید کہ کتابے در سلوک ...

فعلی ہذا اضلّ و اضلّ باشد۔

(۲۷۵) مرید طالب را نشاید زبان نصح بر مردم کشاید ایں وظیفہ رسیدگانست و فارغ شدگان از ہمہ مطالب و مقاصد یعنی بانتہائے کار رسیدہ و ہمہ چیز را چنانچہ آں چیز است دانستہ ایں چنوے را نشاید زبان نصح کشاید ایں شخص را باید خالی از علمے و تعلمے نباشد او چیزے دانستہ است و آں چیز ہم چناں است کہ او دانستہ است اگر آں سر را چنانچہ او دانستہ است در اظہار و بیان آرد ہر آئینہ او را زندیق نامند ملحد خوانند و اباحتی گویند یا مردود مردم شود یا خود سنگسار گردد و اگر علمے و تعلمے باشد خصوص نحوے و معانی و بیانے معقولے و اصطلاحات اکثر احادیث ایچنیں کس بیانے کند لباسے بر حقیقت پوشاند کہ آں لباس لائق حقیقت است نہ بینی کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ میفرماید الکبریاء ردائی و باز ماندن خلق از وے جز بوہم و ظن ایشاں نیست و آنرا خداوند سبحانہ و تعالیٰ عبارت از کبریا کرد یعنی کبریا او مردم را در وہم و ظن انداخت کہ البتہ او را ندانند و نہ بینند تا ایں سخن ہویدا گردد مثالے اگر معلوم شود ہم کاریست پادشاہے مالک الرقابے در شبے تاریکے خود را در صورت گدایاں متنزل کند و کاسۂ شکستہ بر دست گیرد و چوبے کہ گوشۂ را عصا سازد و بر در مردم لقمہ بداں سانے کہ گدایاں می طلبند بطلبد جائے دہند و جائے ندہند و جائے اہانت کنند آنکہ کہ گمان برد در باب او کہ پادشاہے مالک الرقاب است و ضابط ممالک او کسی است بعد آنکہ مردم دانند کہ پادشاہے است فرایص در لرزہ افتند و کذالک گوشت پرکالہ کہ میان دو نشانہ است دریں مثال آں بزرگی پادشاہ و جلالت او

تصنیف کن مرید را نشاید کہ بی ... نصح بر مردم ... بیان ... و رسالات مخصوص آنکہ ... باید ... رادی

مانع آمده است خلق را نمیدانند که بادشاه بر در ہا میگرد و عوام و خواص را علماء مشائخ را و اہل دنیا چنانچہ تجار و امرا را نصیحت کند مگر بر کسے که نہایت کار او را مطلع باشد۔

مرید را نشاید که از حکایت که در روایت حکایت کند

(۲۷۶) مرید را نشاید از انچه او است حکایت کند و اگر اتفاق افتد که حکایت کند از اں کند که از اں گذشته باشد و از انچه پیشتر است خود بطریق بهتر که از اں کلام نکند سخن از پیشتر موجب پس افتادن باشد۔

پیر اگر مرید را توجه خود فرماید دولت عظیم باشد

(۲۷۷) و اگر پیر مرید را توجه خود فرماید دولتے عظیمے است که در دامن او بسته است اما ایں مرید را نشاید که پیر را سجدائی گیرد اگرچه او را تعالیٰ بادی بیند و بادی یکے گذشته شناسد با ایں ہمه بندگی بر جاست۔

مرید را در پیش پیر نشسته درود خواندن یا بمراقبه رفتن نشاید او متوجه پیر باید بود

(۲۷۸) مرید را نشاید پیش پیر نشیند وردی خواند یا خود را بمراقبه و بدر حضرت پیر ہمیں نظر بر پیر داشتن است و اگر سماعی ہست قوال چیزے میگوید مرید را نشاید که دراں بیت شنیدن گریه کند بحضور پیر و یا اظہار حالی پیدا آرد و یا بیتے که پیر را خوش آمده است ایں باں بیت شریک شود گفتم که در حضرت پیر ہمیں نظر بر پیر دارد و بس و آنکس که مرتبه پیر دارد یعنی میان مردم ہمسنگ است او بحضرت او نیز اضطرابے و اظہار حالے نشاید اکثر آدابے که با پیر نگه میدارد بادی نیز نگه دارد۔

مرید را ہموار مضطرب باید بود

(۲۷۹) مرید ہماره مجتہد و مضطرب باشد و اگر سکونے و قرارے در وے پیدا آید آں سکون و قرار او را از کمال غم و افراط اندوه باشد۔

مرید را سخن بسیار نباید گفت

(۲۸۰) و مرید سخن بسیار نگوید اکثر احوال بصفت سکوت باشد۔ مرید دغم

کسے چند روز موافقت چنانچہ مصیبت زدگان میکنند نکنند و کذلک خوشی و
شادی مرید منزل گو و ہرزه ساز نباشد تلاوت بسیار نکند چنانکہ وقت حضور و
مراقبہ بغارت رود و اگرچہ تلاوت با مراقبہ باشد لیکن ذہول در ہر دو کارے گرد
اثرے علیحده دارد و ذکر با مراقبہ جمع کردن عظیم شغلی است و ذکر بے سوز و سوز
بے حضور و بے طلب کار نباید ربطی کہ بر دل زند تعلیم و اندوه زند این ہم بر روی
دل چنان زند گوی بستہ است بزور این رابطہ میخواہد آن بستہ بکشاید

(۲۸۱) و اگر مرید در تربیت ابدال افتد ایشان تربیتے خاصے دارند
جز تربیت مشایخ ایشان مشروبے میخورانند و دران مشروب اندک سکرے
و طربے باشد و آن طرب و آن سکر جز بحضور و جز بذوق و طلب بار نیارد و
آن مشروب ساختہ عمل کسے نیست ایشان ہمچنین گویند چند درختانست در
کوه قاف آن درختان در سالے چند بار گیرند گویند ہر یکے را ہفتگان ہشتگان
بار باشد و درخت ہم شش ہفت بیش نیست و شکل آن بار ہمچو تمرک باشد
اما این گوشہا دارد و ہموار است شیره ایشان بعضے سرخ رنگست و بعضے
سپید رنگ و بعضے زرد رنگ و بعضے بادنجانی و بعضے زعفرانی آنکہ زعفرا
اورا بکنند نامند بہر کہ بدہند ہیچ ذمیمہ در نفس او نماند از غلے و حسدے و نثر
و شہوتے و غیر آن الغرض ہر یکے اثری دارد ایشان برای آن غرض بہر کہ
لطفے دارند میخورانند ہرچہ ایشان فرمایند بکنند مگر چیزیکہ صورت نامشروع دارد
ایشان چنین ہم میکنند مسترشد را لنگوتہ می بندانند و برابر کرده بگدائی
بیرون می آرند با صورتے ستدے او ثہانے بلکہ روی ہم سیہ میکنند و

شراب هم بر سر مید هند گویند سبو بر سر کرده بهر کوے و بهر سوے بگردد و شراب را بر لب و ریش و سبلت او می مالند تا کسان هجوم کرده بشنیدند باید بدین و امثال این کردن اقدام نکنند و اگر ایشان از سبب این اظهار رنجشی میکنند التفات بدان نکنند غم این رنجش نخورد ایشان قسمے دارند با هر که آن قسم رفته است از فریب و جهی جدا شدنی نه اند ـ

طالب را باید که بر سر دیگرے دیگرے آن را نزد نیارد

(۲۸۲) و طالب به دلیری و سیری و غایب شدنی و حاضر آمدنی نمودنی و ربودنی بدینها سر فرود نیارد چنانچه مرداں گویند اگر بر آب روی خسی و اگر در هوا پری مگسی دل دریاب اگر کسی دل دریاب دو معنی دارد ـ یکے آنکه مرداں گویند و لے دریابد یعنی بمراد کسے کارے کند و چیزے بدهد و خوشش کند دوم دل دریافتن عبارت از اکتساب اوست و دانستن دل چنانچه حق دانستن که بتحقیق تحفه انسان همو است آنکه اویس رضی الله عنه با عمر گفت رضی الله عنه که علیک بحفظ القلب همیں معنی دارد یعنی او را نگاهدار و بکارے دگر مشغول مکن و معنی دیگر هم احتمال دارد یعنی آنچه دل فرماید آں کن یعنی حفظ فرمایش او کن اول کار مبتدیست دوم کار مرد رسیده و دل بدست آورده است ـ

کیفیت مرید مجتهد و مضطرب در سماع

(۲۸۳) مرید مجتهد و مضطرب را در سماع شنیدن حملے و تحملے نباشد او چیزے با دل خویش وارد هر نغمه که بشنود او چیز بهانه می طلبد شنیدنش همان باشد و از دست رفتنش همان و اگر تحملے و تجملے بود او عاشق طالب نیست او مرد بیست که تفکر و اندیشه خویش بهترین کارها اختیار کرده است بیتے و سخنے که بشنود حملے درستے

بفکرے واندیشہ کند وبداں گریہ عورتے کہ پسرش وشوہرش مردہ است موبہ گری ونوحہ میکند وغرض آں نوحہ ندارد او ہماں بمجرد شنیدن آواز خود را پرکالہ پرکالہ وقطرہ قطرہ میکند

(۲۸۴) مرید در زینت خود نباشد والبتہ لباس محقورہ ومشہورہ نباشد عمر گفتہ است رضی اللہ عنہ ایاک واللباس المحقورۃ والمشہورۃ از قول عمر رضی اللہ عنہ معلوم می شود مرد را لباس محقورہ نشاید ومرد محقورہ را لباس مشہورہ اگر مرد مشہور لباس محقورہ پوشد موجب زیادت شہرت او بود واگر مرد محقورہ لباس مشہور پوشد موجب شہرہ او گردد۔

(۲۸۵) مرید شب فاقہ را ودرد گرسنگی را غنیمت شمرد خصوص فاقہ وگرسنگی کہ ضروری پیش آمدہ باشد وآنچہ باختیار باشد آں نیز موجب تصفیہ وتجلیہ دل باشد ولیکن در فاقہ ضروری شکستگی نفس است بتمام ودر فاقہ اختیاری وہم رعونت وخود بینی نقد است خواجہ من میفرمود قدس سرہ العزیز کہ طے باختیار بہتر از فاقہ ضروری بود ایں بداں ماند کہ گوئیم عبادت انسان فاضل از عبادت ملائکہ است زیرا چہ ملائکہ را تعبد ضروریست اما انساں را تعبد او تعب بر نفس اوست پس ایں اختیار بہتر ازاں باشد کہ آں بضرورۃ آید بندہ خواجہ عرضہ داشت کرد سخن اینست کہ خواجہ فرمود اما بندہ خواجہ را در خاطر چیزے می آید اگر فرمان شود عرضہ دارم فرمودند بگو گفتم مقال خواجہ است کہ شکستگی وبیچارگی ودرماندگی در راہ طلب وتصوف اثری تمام دارد ودر فاقہ گرسنگی ضروری ایں نوع بنقد است خواجہ فرمودند نکو میگوئی بریں اعتبار ہمیں آید ومرید را در طے ویا فاقہ ضروری سستی وضعف آرد دل را بداں ضعف و

در فاقہ اختیاری

سستی نہد و لرا مرگ دہد یا خود گوید کہ اے نفس اگر تو بمیری بمیر من غذا بتو نخواہم
داد دیگراں کہ خدا ایدہم برائے ایں مصلحت در خانہ کسے مہمان نزد دیدن یاری
و دوستے پیشہ نگیرد تا ایشان طعام پیش آرند و سوال کردن و چیزے جامہ
فروختن و گرو کردن خوردن خود چہ معنی وارد دریں محلہا صوفیان رخصت
دادہ اند اما من باب عزم و حزم را کشادہ میدارم ایچنیں کسے را میان و حال
کسے پیش آید ان مات فقد مات شہیدا اینجا ایں حجت نیارے
وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ بسیار تہلکہ است کہ طالب اختیار کند
و اگر بدان تلف شود زہے دولت وقتی ایں بیت خواندہ

در رہ عشق ار اگر کشتہ شوی   شکر اللہ بدہ کہ خوں بہا تو منم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدہ نفس را جہاد اکبر خواندہ است اگر کسے
در جہاد اصغر کشتہ شود شہید باشد چہ میگوئی اگر کسے در جہاد اکبر کشتہ شود شہید نباشد
وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ رخصت عام است نہ محل خاص حکایت
شنیدہ باشی مردی بر قلہ کوہی ایستادہ بود پرسید ایں آسمان را کہ آفرید گفتند
خدائے گفت زمین را کہ آفرید گفتند خدا گفت کوہہا را کہ آفرید گفتند خدا ایں
درختان را کہ آفرید گفتند خدا پس ان گفت اللہ اللہ ما اعظم خدا یرا شانی عظیم
است و بزرگی است از غلبہ ایں خیال خود را از کوہ بیروں انداخت
و مرد ایں حکایت را در خوارف در مدح کسانی میگوید کہ خود را در راہ خدا و
در ابتلائے او فدا سازند و جاں بدہند و ایں حجت خاصہ باشد۔

مرید را ہمواره خلوت باید

(۲۸۶) مرید ہمارہ خلوت جوی و تنہائی خواہ باشد ہر اینہ طالب را

دو کار است یا دوست یا یا دوست و هر چه جز دوست نه نکوست و در اختلاط
نه یاد بتمام توان کرد نه از دوست بمراد بر توان خورد۔

(۲۸۷) اگر طالب بنده کسے است این تدبیر درستی است در انتصور حضور و تعلق تمام
و هر شب را خوند کارش کاری نفرماید همه شب جز وقت دوست و صوفیانرا کارے که
در شب باشد روز چنداں نبود شب وقت سکون بهر دو است وقت قرار و آرام است هر کاریکه
او راید از وقت دوست و هر کار هماں است ذکر و مراقبه لیشب مرتب است خصوص
وقتی که اکثر مردم خفته اند بنده را در وقت او بسیار خفت است فردا با وی تنها
دنیا نیست تا فی سنجه یافته است و جامه دوخته بر تن چه حساب زکوة بر وفرض نه
و حج بر و فرض نه سنت جماعت بر و نه حضور جمعه کذالک تا آنکه در حد و دو قصاص
هم بر وی خفتی است فردا بسیار بندگان باشند که سجا ایشاں بیشتر از سنجات
خوند کار بود و اگر خوانده کار کاری فرماید که دراں کار در فریضه خدا کے که بدو متوجه
است تقصیر رود ایں کار را بنده از خوند کار قبول نکند و اگر او ستم کند هیچ و شرا
ایستاده شود لا طاعة للمخلوق فی معصیة الخالق و هم چنیں اگر کارے
نامشروعے فرماید و بنا مشروع دعوت کند بر و خمر بیار یا ساقی مجلس من شو یا مانند
ایں کارہا دگر که حکایت آں مروت رخصت نمیدهد نباید که بنده مرید طالب
اقدام ایں کارها کند ایں خود چیز ہاے است که بر عوام متوجه است حکایت نادر
مرید طالب است او را خود چه گوئی و اگر خوند کار آسیا گردانیدن فرماید بنده
مرید طالب دل راست کرده هم بر وضع گردانیدن آسیا ذکری میگوید و کلمه
بر زبان میراند کنیز کانی که ایشاں آسیا گردانند و در وقت گردانیدن چیزے

بگویند این بندہ طالب کم از آن نباشد و اگر بارے گران بر سر نهد و گوید بمقامی و منزلی برسان در تنقل هر قدمی الله میگوید و میرود و بار سبک می نماید و دل بذکر خدا مشغول شود بیخ بار منزع و متردد نشود و دران حالت ذکر مفید تر باشد زیراکه دل گرم است و در حالت گرمی ذکر را اثرے تامے است

بعد از ذکر کردن یا سماع شنیدن که دل بسوز گرم باشد در مراقبه رفتن تا دل را کشاده کند و نفعها بخشد۔

(۲۸۸) صوفیان با چنین گویند چوں ذکر یا گرمی دل گفته باشد بهمان ساعت حبس حواس کند دل بمراقبه و بد اثرها بیند و چوں از سماع فارغ آید و سماع را بزور و قوت شنیده باشد در ساعت غوطی لصبر کند و دم را فرود برد و بر دل آمدن ندهد و دل را بحضور دارد در راحتها یا بد چه دانم وقتی این کرده باشی یا نه اگر کرده باشی بدانی که چه میگویم کمترین راحتها این باشد که در دل را کشاده بیند که کشادگی این راحتے و لذتے و اثرے دارد اگر دیده باشی بدانی و اگر چشیده باشی بشناسی۔

مرید را جامه ازرق یا اسود پوشیدن برائے فراغت از شستن روا باشد

(۲۸۹) مرید اگر جامهٔ ازرق و یا اسود پوشد برائے دفع مؤنت شستن را شاید و نیز اگرچه ثقل مؤنت نباشد ا مشغول شدن به شستن و غیر آن زیادتی وقت اوست تا آنکه از بعضے حکایت کنند صوفی جامهٔ چرکین داشت صوفی دیگر پرسید جامه چرا نمی شوی گفت ما التفرغ یا اخی فراغ شستن ندارم آن مرد مستفسر میگوید سماع سخن آن صوفی ما التفرغ یا اخی در دل ما بهاره ذوق دهد۔

مرید طالب را تکیه دیوارے و درختے نشستن نشاید

(۲۹۰) مرید طالب را نشاید به تکیه دیوارے و درختے نشیند البته متکائے با خود سازد که آسان گیر نفس است مگر آنکه ضعیفے پیش آمده باشد یا سستی طبع بوده باشد که بضرورت طبیعت بشری این صورت روے نماید این هیئت

وضع کاہلاں است۔ ایں صورت اہلِ جد و جہد و اجتہاد نیست

(۲۹۱) طالب در خلوت خویش بسیار گرید و بسیار زارد اما میانِ دم مگر در وقت سماع سکب عبرات را اخفا کند بقدرِ ما امکن۔

(۲۹۲) طالب را باید خواب اکثرے در نشستن باشد در وضع مراقبہ شنید دل بحضور دہد۔ خوابیکہ دراں حالت بیاید آں خواب داخل عمل دل باشد و حضوری مرتب دست دہد بسیاراں گفتہ اند معراج در خواب بود ایں خواب ایں چنیں خوابے بود کہ با تو گفتیم۔

(۲۹۳) اگر مرید را کہ لقمہ اَش از غیب است بوقتیکہ او را طعام رسد اگر دو وقتہ برگیرد شاید۔ آرے ضرورت اکل و احتیاج بشری ہمیں تقاضا کند اما محتمل کہ عادت بر پُر خوردن شود چوں لقمہ اَش از غیب است یکبارگی دو بارہ خورد بارہ دیگر کہ رسد چہ کند اگر خورد مضرت در بدنِ او باشد کار بہیضہ کشد و اگر نخورد مرداں ایں متاع را چہ نامند۔ و چنیں گفتہ اند اگر مرے را زنش گفت کہ تو بسیار خواری او گوید اگر آں مرد بسیار خوار است زنش را سہ طلاق۔ گفتہ اند چو نہ دانند کہ او بسیار خوار است یکبارگی کہ او طعام خورد دوم بار کہ طعام پیش او آرند بتواند خورد ایں را بسیار خوار نامند۔

(۲۹۴) مرید را نشاید اختیار کردہ در جوار ملکے و امثال ایں باشد و ایں قصد ہم ندارد کہ البتہ جائے باشد کہ ہر کسے نشناسد۔ ایں ہم عمل قوم است اما قصد کارے میانِ ما ممنوع است۔ امثال ایں تصور دلیل بر خود بینی و نظر بر خود داشتن بود۔

مرید او را در وظیفہ خویش را در ہیچ حال فوت نکند و خلوت و محضر مردم او را یکساں باشد

(۲۹۵) مرید را در تعبد و تنزہ خلوت و محضر مردم یکساں باشد البتہ او را خویش را و آنچہ وظیفہ اوست بہیچ وجہے فوت نکند۔

مرید از ہیچ کس طمع ندارد و نیز پیش اہل دنیا بہ زانوے ادب نشیند و نیز نشاید کہ تحت در عزت پیش آید

(۲۹۶) و مرید ہیچ یکے را بہ طمع دست ندہد و نہ ایستد و نہ زانوے ادب پیش کسے نہ نشیند و پس او شدہ نرود۔ و ہر کسے بر اسپے او بر آہے و ہر کسے بکارے و او بکارے۔ ایں ہم نکند کہ صورتے سازد کہ خود نمائی باشد و مرد معتبرے میرود پیش او در رود سینہ کشیدہ رفتار کند۔ ایں نوع شیوہ طالباں نیست۔ و مرید مردم عوام را از درائی و تقیبی نکند و از ہر یکے بشکستگی دل خود طالب مزیدے باشد تا آنکہ سگے و گربہ کہ در خانہ اومی باشند۔

طالب را نشاید کہ استعمال مخدرے کند

(۲۹۷) بعضے طالبان استعمال مخدرے کنند و گویند موجب جمع ہمت است بہ یک خیال درست میدارد راست است ایں سخن اما بہ تدریج مرد آں کارہ شود بے آں نتواند و بے آں وقت خوش نشود و حضور دست ندہد بہاں شود کہ مرداں گویند فلاں شہرے فلاں بھنگی چنانچہ مردم قلندر را دیدہ باشی میان آں کسے را دیدہ کہ رہ کار دارد و ابادیں مبتلا است

مرید را گاہ گاہے قصہ لیلی مجنوں و دیوان شیخ سعدی را استماع خواندن باعث مزید طلب او باشد

(۲۹۸) و اگر مرید گہے قصہ لیلے و مجنوں را و دیوان شیخ سعدی را قدس اللہ سرہٗ پیش دارد بخواند و قصہ یک دوے ازاں بخواند کہ بداں وقتش خوش شود و ملالت از سرش دفع شود شاید۔ مرید اگر دوے را بیند میان ایشاں رسم محبت مستمر است اگرچہ چہار پایہ یا پرندہ باشد موجب مزید درد و طلب او باشد۔

مرید را دام متصف بہ

(۲۹۹) مرید مدام متصف بصفت خفض بصر باشد۔ و اگر کشاید خبر آنکا

صفت شخص بصیر باید بعد

وغیر را نظارہ نکند۔

هرچه مرید را از واقعه در خواب یا در بیداری پیش آید ازین بهتر نباشد که بصورت پیغامبر یا پیر بیند

(۳۰۰) ہرچہ مرید را واقعہ درخواب وبیداری پیش آید ازیں بہتر نباشد کہ پیغامبر را بیند یا پیر را بیند واگرچہ کشف وتجلی باشد ہرچہ بصورت پیغامبر و پیر باشد اعتبار تمام دارد۔ طالب مرید برائے احضار دل وبرائے جمع ہم او صورتے ظاہر پیش دلش دارد۔ دل بغایت بدشواری حاضر شود بعد اللتی واللتیا بدست می آید اما بخاطر حضورے نقد است شاید زیرا کہ چو دل برجا آمد آں صورت درمیان نخواہد ماند چوں بجا آمد نظارہ ملکوت نقد او باشد کشف غیوبات او را بالعجل بود حدیث شنیدہ باشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودہ است۔ لولا الشیاطین یحومون الی قلوب بنی آدم لنظروا الی ملکوت السموات۔ حاجی بہکری خادم شیخ الاسلام مرد مسافر بود حکایت میکرد در جہاں شیخے دیدم کہ ارشاد میکند و مریدان را در تربیت میدارد و چند طالب را در مقامے اجلاس کردہ است و امردے صبیحے ملیحے را درمیان ایشاں نشاندہ و ہمہ را گفتہ کہ نظر بر روے او دارد و شخصے را حارس و محافظ کردہ است تا خیانتے نرود۔ آں پیر مرشد را ایں قدر در خاطر نمی آید کار یکہ در وہم خیانت بود آں کار تا بکجا کشد و عاقبت بچہ انجامد۔ من میگویم ہرچہ باشد باشد بیرون از مزج شہوت نبود۔ علما باللہ را امتحان علم عارفان محقق مکشوفان حق الحقیقت را با حوط و اسلم دست زدن نبود وجز بدیں وصفت صورت وصال مرتب نرود۔

تربیت طالبی که در زمانهٔ پیری کار در طلب افتد

(۱۳۰) وگفته‌ایم ایام طلب از اول شباب تا آخر شیب است تا اگر
چنین اتفاق افتد پیرے کهنه از شصت و هفتاد گذشته باشد بلکه به هشتاد
و ازان بالاتر شده بود و خداوند سبحانه و تعالی در دلش القاے طلب کند
تدبیر او چیست او را صوم میسر نباید ترک طعام نتواند کرد طی خود چه باشد
و این ایامیست که البته به دوم نفر احتیاج باشد این چنین را اگر پیر شفقتے
در باب او ارزانی دارد و او را توجهے و ربطے فرماید او را ازین کار بهتر نباشد
فریضه با روایت و سنت موکده بجا آرد و دیگر چیزے لیست لیکن البته مقامے
خالی تنها ماند و توجهے و تعلقے که پیر فرموده است همراه آن دل نهاده باشد
اگر اهتمام پیر باشد و در طلب قوت کرده بود البته از موارد و مواهب که
صوفیانراهست خالی نباشد۔ و دیگر ایام ناامیدی اوست و دست از وجود
حیات شسته است ساعةً فساعةً خود را بطبیعت در دآمیز نشسته می بیند
و خود را از جاه و مال و اهل و ولد مهجور می یابد و این همه قیدهاے است
در پاے رونده این قیدها همه یکبار از پاے وے گسسته است و او را بجز
خداے و مرگ و گور چیز دیگر در خاطر نمانده است و غم عاقبت بردن
این تدبیر که ما گفتیم حسن عاقبت بدین مرتبه تر باشد و شهود حق حاضر تر و
بخدا رسیدن نزدیکتر۔ شباب طالب چکند که دل از حیات بر کند
و بر مرگ قرار گیرد و خبر به باز آوردن خطره نباشد و اگر نه میل طبیعت او
بدان است اما این پیر را همه چیزها که بر طالب شاب مشکل است از وے همه
رفته است۔ هر چند که دلش سست شده است گرمی و تیزی در وے نمانده است

دریں وقت بر دل او از کجا خستگی آید کہ نقش مراقبہ و حضور بر دلش مرتب شنید۔
بر آب رواں معمہ نویسی آنگہ چہ مفہوم تو گردد او بداں ماند۔ اکنونش باید دست
و پاشکستہ تر کردہ و خود طبیعت سست شدہ اند انسان افتادہ دستہا بہلیدہ
چشم بستہ گوش خود گراں شدہ است اینجا دل بشہود وجود او و بدست من تلقین
ایں مراقبہ اینجا بنویسم اما ترسس آں می باشد مردماتے کہ ازیں کار خبر ندارند
ایشاں خود را مرشد خوانند و ایں حکایت کنند و زیانکار ایشاں باشد اما
ایں قدر میگویم در دل جز ایں نگذراند دل را بدیں بربستہ دارد لفظ اللہ را بجائے
وسواسے کہ او را در خاطر می آید ہمیں اللہ را گذراند و حدیث نفس ہمیں را سازد
دل را بریں دارد کہ اللہ اللہ میگوید و میگوید اما نمی یابد۔ اما می باید دانست
کہ در دل دو صفت است از مرداں حفاظ بیں کس بہ ہیں قرآن میخوانند و لے
شبہ اگر دل با زباں یار نباشد نتواند خواندن و مع ہذا حدیث نفس و وسوسہ مزاحم
وقت او باشد۔ میخوانند و حکایتہا و قصہا در دل او میگذرد۔ ایں چنیں نباشد۔
کہ اللہ اللہ میگوید و در دل حکایتہا و وسواس میگذرد باید ہمہ او ہمیں اللہ
اللہ باشد۔ مردم نماز گذارند فاتحہ و ضم قرات چنانچہ آمدہ است ادا باشد
و مع ہذا حکایت و قصہ در دل بگذرد ایں چنیں نباشد۔ اگر دل یکے دردمند
شدہ است بواسطہ فوات چیزے ازیں جہانے چوں او سماعے و نغمہ بشنود
درد بر درد افتد اضطراب او زیادت شود مثل ایں سخن گفتہ ام بداں ماند کہ یکے
را دملے بر آمد کسے باشد دوائے درد میکند چوں دہکہ بدو رسد دردش زیادت
شود بلکہ اگر گویم یکے بچہ شدہ است شاید۔ اکنوں پیر را ایں دردہائے نہاوی

بسیار پیش افتادہ است چہ از آنکہ مصیبتہا بسیار دیدہ باشد و دردہا بسیار چشیدہ
و خود امروز ہنقدر وقت از ہمہ خود را جدا می یابد و رفتہ می بیند بہ طبیعت دردمند
است چوں درد طلب بر او افتد و روبروز زیادت شود امیدہا باشد۔ اینجا
و درین محاضرہ انتظار نارے و نورے و کشف غیب را کنند ہماں اصل مقصود
طلبہ بعلم اللہ چیزے پیش آید۔ آنچہ روندگان مشقتہا و محنتہا بسر بردہ اند تاآنکہ
چیزے پیش آمدہ باشد یا نہ کہ او را آں پیش آید۔ ایں پیر را باید چنانچہ رسم
کار پیراں است برائے فرقت از دنیا و ہجراں اہل و ولد بحسب ضعف خویش
دمے سرورے نزند خود را باہمہ فدا در رہ مقصود کند چہ آں مقصود نیست کہ فضل و
شرف ہمہ بداں باشد کہ فدا دراں مقصود شوند۔ و نشاید کہ ممنون و ذلیل کسے
گردد آرے دل بر خدا نہادہ و روح را در انزہاق دیدہ و پائے بر بستر مرگ
فراز کردہ و دست از تصرفات دنیاوی کلی شستہ بخ بخ مبارکش باد ایں
حالتے است کہ نوزدہ بسوہ موجب کشف حقیقت و یک بسوہ برائے رعایت
اختیار میدارم کہ ایں امر قصدی نیست اختیاری است اگر او اختیار کند شود و
اگر نہ بیست بسوہ گویم۔ ازیں پیراں نباید شد کہ ترا گویند۔ ؎

اے شدہ پیر عاجز و فرتوت ماندہ در کار خویشتن مبہوت
متردد میان جہروت قدر غافل از صین عزت جبروت

و با خود بہ یقین چشم بستہ باشد و دل را یقین کردہ و انداین ساعت آں ساعت
است کہ محبوب بحسن و جمال و بلطف و کرم شاہد گردد و ظاہر آید انا عند
ظن عبدی بی اینجا محقق تر گردد و درین بیت فکرے باید کرد ؎

ازبعد مکن شکایت اے خستہ جگر کز غایت قرب می نہ بینی مارا

پیرا جوانمرد باش طفل مزاج انکار جز بخدا راضی مباش و دل بجائے دیگر منہ من برائے تو آں نبشتہ ام بداں امیدوار کردہ ام کہ انشاءاللہ تعالےٰ چشم دل بداں روشن گردد۔ چوں پیر خود را از سبب پیری و پس عمر نیست و نابود بیند کہ قریبا لشئ یا خذ حکمہ پس فنائے نقدے اورا دست دادہ باشد۔ اگرچہ فنا تصورے است و ایں تصورے از تیغ تحقیقے است یک فنائے کہ صوفیاں گویند ایں است و تحصیل او ہم بدیں است۔ اینجا سخن بسیار است اما حمیت غیرت را درکار میدارد از فضل خدا من بسیار بر روندہ رہ آسان کردہ ام نمودہ ام چنیں گویند۔

ورنہ کہ زد ایں درکہ بر و نکشودند

من چنیں میگویم کہ ہرگز ایں در نہ بستہ اند اما آں کو کہ در رود در آید بلکہ در کشادہ اندرانے در آمد ہم میکنند۔ عجب کاریست ایں پیر را کہ سالہا بہوا گذرانیدہ آخر نفس بہ انتہائے کار و بہ انتہائے مقامات صوفیاں برسد عجب عجب کل العجب۔

(۳۰۲) پیر را از تقرب زناں و از صحبت ایشاں بہمہ وجوہ محترز باید بود۔ ایں قسم جوانان فحول را رکیک و ضعیف می سازد۔ پیر خود ضعیف است اگر بدیں کار شود خود را ضائع گرداند از ہمہ کارہا باز داشت و بہیچ حالے و مقامے نرسید۔ و پیر را البتہ تعہد خویش باید کردن از مضرات چیزے کہ او را دریں ایام مضر آید بجد احتراز باید کرد اگر بنیہ اش صحبت نباشد

غالب عمر رسیدہ را از تقرب و صحبت زناں بہمہ وجوہ محترز باید بود

او خود پیر است نہ آنکہ ضایع گردد کار تصوف چہ خواہد کرد۔ اگر پیر یا زن بود باشد یا اعتزال یا اعتذار یا اختیار اما ایں کہ خواہد کہ او را بحظ او رساند او داند اما از وے ایں کار نیاید۔

طالب عمر عزیز را یکے ازیں دو حالت بود یا خواب بر ایشاں بسیار غلبہ کند یا خواب نیاید اندریں دو حالت ایشاں را چہ باید کرد

(۳۰۳) بر پیران ازیں دو وصف لازم است یا چناں خواب بر ایشان غلبہ کردہ شب و روز می خسپند و میان مرداں نشستہ در غنودن اند و ایں سبب خشکی دماغ و رطوبتے کہ در معدۂ ایشاں جمع شدہ است۔ یا چناں خواب از چشم ایشاں می پرد کہ البتہ دیدہ ایشاں روئے غنودن نمی بیند۔ نکو است ایں اگر بملالت و سماحت نباشد و آں قدر کہ بلذت و راحت است فیہا نعمۃ و گرنہ بخیال عاقبت و حوادث آلہیات و آنچہ مترقب و منتظر است دراں یاد باشد بریں سماحت و ملالت دفع میشود بلکہ بکارے می آرد۔ و آنکہ گفتیم برو خواب غالب است بروے فرض باشد کہ ہم از ابتدائے کار دل را بمراقبہ دہد و آں خوابے کہ او را می آید زیانکار نیست در حساب مراقبہ است کہ مرد مراقب و محاضر در مراقبہ آرزو برد کہ خوابے برو طاری گردد۔ امید دارد کہ ہرچہ بیند درست تر بیند و زود زود تر باز آمدن نباشد و ساعتے با مقصود و مراد ماند۔

پیر طالب را تنگ مزاج نباید بود

(۳۰۴) پیران تنگ مزاج باشند ایں صفت پیر طالب را نشاید و پیر ہر نفسے دم در نالیدن باشد اینے و حینے البتہ در وے باشد ازیں بجد احتراز کند۔ و ایں ہم نباشد از درد مفاصل و از درد اندام و سستی بینہ ہر نفسے بنالد و اگر پیرے است در اول جوانی طلبے بصدق داشت

وآنرا تا بہ پیری رسانید او پیرے سوختۂ افروختۂ ریختۂ بیختۂ دردمندے
مستمندے باشد وایں صفت بسیار آرزوے منتہیان باشد الٰہ اوہم
ازیں بود کہ عمرے بسر رفت روے مقصود دیدہ نشد۔ وآنکہ گویند درد بہتر از
درماں است آں عبارت از حرماں نیست۔ از وجدان است ولے وجدانے
بیروں از امنے واماننے۔ ایں چنیں پیر کہ ایں سوختگی وافروختگی باو ہست
شفا طلب نباشد و وانخواہد ایں درد را باآں دوا وایں درماں را باآں
وجدان منضم ومنتظم دارد۔ ایں چنیں نیست کہ او را خائب وخاسر باز خواہند
گردانید او بنقد خواہد رفت کہ یغبط الانبیاء والشہداء

(۳۰۵) آں پیر را نشاید کہ اہل نقد وقت او باشد کہ استعداد تے
کلی است۔ اگر اہل در مغز سر او ببیضہ ایں خیال نہاد از و بلاہا زاید کہ ہیچ
کارش نیاید واگر خطرۂ اہل آید بہ پیر بیابد کہ البتہ نشان واماندگی وپس
افتادگی وحرمانی است۔ ایں چنیں کسے بجائے نرسد۔

(۳۰۶) وآنکہ گفتہ اند یک ساعت حیات دنیا بہ از چہار ہزار ساعت
در نعمت بہشت ایں سخنے است کہ ازیں نشان میدہد کہ دریں جہاں نقدے
داشتہ اند حاصلے حاضرے ہست چوں ازیں جہاں روند دراں جہاں
شوند نقد حاصل ایں جہانے را دریں جہاں بگذارند برود ایں رفتہ باز نیاید
وہرگز بار دگر روے نہ نماند۔ وایں کہ انبیا واولیا حیات را دوست داشتہ
اند ہم بنابر ایں کہ آں جہاں کشف صرف است ہیچ پردہ درمیاں نیست
عین عکس است ظل را اثرے نیست ہر آئینہ ازینجا گویند کہ آں جہاں

حاشیہ: معنی ایں مقولہ کہ درد بہتر است از درماں۔
حاشیہ: پیر طالب را نشاید کہ اہل نقد وقت او باشد۔
حاشیہ: معنی ایں مقولہ کہ یک ساعت حیات دنیا بہ از چہار ہزار ساعت در نعمت بہشت است

است اما درین جہاں دیدن جمال مقصود در پردہ وجود است ازین برقعہ
کبود بیروں نیست۔ اکنوں مثالے باتو گوییم یکے را تو دوست داری در صورت
مجاز آرزوے تو ایں باشد۔ البتہ البتہ او را بے ہیچ پردہ ببینم۔ او را
در زیب لباس ہم نموداری باشد۔ آرے در زیر لباس و در پردہ حجاب
ذوقے و لذتے و جمالے است کہ در انکشاف و انجلا نیست۔ اکنوں فردا
ہمہ کشف است و پردہ نیست اکنوں او دراں آرزو است کہ او دراں پردہ
و حجاب آشکارا ببیند کہ آنجا زیبے و حسنے و نمکے دگر داشت۔ بسیاراں تمنا
کردہ اند کہ اے کاشکے ایں کشف حقیقت برما آشکارا نشدے کہ آں پوشیدن
و کشادن و نمودن و ربودن لذتے دگر داشت۔ شعوذہ گر شب پردہ نہد و
و چراغے دارد نیک روشن و افروختہ وراے آں پردہ صورت ہا می نماید
با حسنے و جمالے پس آنکہ آں پردہ دور کند و آں چراغ را بردارد و ایں مرد
نظارہ گر گوید کہ اے کاشکی آں پردہ دور نشدے کہ ہمارہ دراں پردہ
نظارہ بودے کہ آں نظارہ بداں حسن و لطافت جز بداں پردہ نباشد
یکے اندیشہ باید کرد کہ یکے بہ یکے چہ لذت و چہ راحت و ہم ازیں بود کہ کلیم
و حبیب نخواست کہ میرد۔ حکایت آدم و نزدیک موت او شنیدہ باشی
اگر براے ایں چنیں معنی را محققان و عارفان آرزوے بودن کردہ اند معذور
باشند و حیات براے ایں را ہم خواستہ اند دنیا مزرعہ است تخمے بکارند
وقتے بار دہد عجائب و گراست از یکدانہ ہماں کہ گفتہ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَۃٍ
مِّائَۃُ حَبَّۃٍ ط وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ چنیں می باشد از ضرب

وشتم مطلوب طالب را لذتے تمام است۔ وچنیں ہم باشد کہ معشوق روے
از عاشق بپوشد و دراں پوشیدن ہیئتے وشکلے روئے نماید کہ آں بیچارہ
شیفتہ ومبتلا تر گردد۔ من می نویسم آنچہ وقایق ایں کار است ولطائفے
کہ میان طالب ومطلوب است اما ندانم تاکدام نیکبختے باشد کہ اینجا فہم بردہ باشد
ہم کہ عاشق با معشوق عمداً وقصداً القاے جنگے کند تا او بخشم وغضب خود
برآمدہ ظاہر شود پیدا آید وبسبب آں کلماتے وحرکاتے وسکناتے کند ازاں
مبتلاے گرفتار پرس کہ او را چند لذتے باشد وچند ذوق وچند گرفتاری
پیش آید۔ مرداں چنیں گویند۔

خشم کناں بیا تا صلح کنیم یکدگر

آنچہ گفتیم ایں ہمہ نقد وقت پیر طالب است۔ مرشدان پیراں راہ بزرگ رفتہ
اند واقدام درارشاد ایشاں نکردہ اند ہم در وروے وگذاردنے داشتہ
اند وفرمودہ اند ترا آواں طلب گذشتہ است۔ منم کہ پیراں را برامید
میدارم براحوالے وبروجدانے نشان دادہ ام کہ خون دل طالبان لیسے
آب شود کہ ہیچ کار نیاید۔

(۳۰۷) واگر مرد پیر طالب براں رتبہ رسد کہ شیخ الفانی خوانند
یعنی از وے کارے نمی آید قدرت بر صوم ندارد وشرع رخصت بر افطار
میکند وفریضہ را ایستادہ نمی تواند گذارد تدبیرے کہ گفتہ ایم میان چند
سطرے گذشتہ است کار او ہماں باشد ذہولی وباآں ذہولی فضولی در
نباید یعنی بہ طبیعت نرود ذہولی او بحقیقت شود۔ گویند۔ ابتداء تماثلین

حیثیت پیر شیخ
فانی شدہ دارد

معنی قول ابنا ثمانین عتقاء الله

عتقاء الله و ایں را بحدیث نسبت کنند چند معنی احتمال دارد سنت باری تعالے بریں جاریست ہرچہ میان بندگان مستحسن نہادہ است تمام و کمال او در اوست تعالی۔ اگر بندۂ در خدمت خوندکار پیر شود و عمر بشرط بندگی گذرانیدہ باشد خوندکارش را ایں شفقت دامن گیر شود کہ اورا آزاد کند اللہ سبحانہ و تعالی چوں بندۂ را بیند عمر او بہشتاد رسید البتہ سر بہ بندگی نہادہ بود آزادگی از صولت او دہد۔ حکایت شیخ لقمان سرخسی پر بندہ با ایں سخن نسبتے تمام دارد و بارہا گفتہ ام۔ معنی دیگر چوں مرد بہشتاد رسد از درد مفاصل و سستی دل و ضعف طبیعت خالی نباشد و معلوم است ہرچہ از خدا سبحانہ و تعالے دردے و رنجے کہ بہ بندہ رسد موجب کفارت گناہاں باشد فعلی ہذا عتیق اللہ باشد۔ و دیگر مرد بہشتاد رسد ہر آئینہ از مقاسات شدائد و از بلیات مصائب و محن خالی نباشد بلکہ بیشتر و پیشتر افتد و ایں موجب تکفیرات گناہاں است۔ و دیگر مرد مومن عمرش بہشتاد آید دریں مدت البتہ روئے مغفورے دیدہ باشد و دست بر دست مغفورے نہادہ و در احادیث است ہر کہ با مغفورے نشیند و یا با مغفورے خورد یا دست بر دست مغفورے زند او ہم مغفور گردد۔

طالبانرا پاکی نفس شرط کار است

و اکنوں طالبانرا پاکی نفس شرط است و ایں پیر طالب را گناہاں او خود از شخص او بر ریختہ است اور اصاف و پاک کردہ است راہ او آسان تر گشتہ۔ من دیدہ ام بعضے جوانانرا شاید در تربیت من بودہ اند۔ ایشاں را چنداں مجاہدہ کہ طالبانرا باشد چنانچہ صوم دوام و تقلیل طعام و

طی و خلوت نبود جز ایں قدرے کہ پاکیٔ نفس داشتند چنانچہ باید و از من
توجہے درستے گرفتند نہایت کار ایشاں چہ گویم کہ کجا رسید کہ ترا بر من ہم
آں گماں نیست۔

(۳۰۸) و نشاید کہ کودکے نابالغے را توجہ و تلقین فرمایند عجب باشد
کہ ایں کار را او بسر برد و اگر باشد نادرہ باشد زیرا چہ حوادث و شہوات
و اقتضائے طبیعت ہم در پیش است ازیں کوہہائے آتشین و ازیں
خندقہائے پر خار کہ میگذرد۔ و اگر حکایت جنید و سری رحمۃ اللہ علیہما
میگوی گفتہ ام نادرہ باشد۔

سر کودکاں و نابالغاں را توجہ و تلقین نباید

(۳۰۹) و اگر مرید طالب را شخصے باوے عشقے بنیاد نہاد تدبیر
خلاص از دست وے چیست او را ہم بہ خویش می آرد خویلاتے کہ
کہ در سینۂ ایں مردم میگذرد و تدبیرش جز ایں نباشد کہ مقام گذارد و سفر
اختیار کند۔ صبر ہم کاریست اما او را بسیار خواہد رنجانید۔ محل ہم مخوف است

تدبیر مرید طالب کہ ویرا عشق کسے گرفتار شود

(۳۱۰) ایں چنیں پیرے کہ او طالب است اگر یک نفسے حیات
طلبد بدیں موجب کہ بہ مقصود رسم یا نہ رسم بارے ذوق در طلب
بکشم شاید۔ بدیں سخن من مردم شاعر اشارتے کردہ اند۔ پیر منحنی ضعیف
طالب در مجالس محافل حاضر نشود و در جہانی و شادی بسیار نہ شنید
او را نفس شمردہ باید زد و او را روزہا شمردہ باید گزرانید۔ نشنیدہ
از مرداں کہ فلاں روزہا شمردہ میگذراند اکنوں ہم تو بانصاف
بہ بیں ایں چنیں عمر را تواں ضائع گذرانیدن۔

پیر طالب اگر درازی عمر خود خواہد شاید و پیر دلدادہ است کہ وقت خود در مجالس محافل زیند ضائع نکند

پیر طالب را سماع بردو منظرات

(۳۱۱) بر پیر طالب اگر سماعے و سرودے گویند سماع را دو نمط
شنیده اند۔ یکے آنکه گوینده در گفتار شد شنونده دل در مراقبه داده
روح را بنغمات سپرد۔ خدمت شیخ فریدالدین را رحمة الله علیه ہمیں
نسبت کرده اند اگر چه بارے مخصوص که ایستاده است۔ و بریں نمط
سماع شنیدن جا به حکمائے یونانی و حکمائے ہند جوگیه و براہمه صوفیان
محقق اجماع دارند۔ و پیر طالب را ہمیں بہتر و خود کارے است که ہمه
بداں متفق و مجتمع اند۔ و دوم اہل سماع را چنانچه دیده رقصے و گریه
و نعره و دویدنے اگر پیر طالب را ایں حالت پیش آید اگر قوت روحانی
غلبه کرد طبیعت او را قوت داد چنانچه او برخیزد و رقص کند چنانچه جوانان
کنند ہمچناں کند گو بکن کو ہمچنیں دیده ام از بسیار پیراں و جاماندگان
سخن در فالج زدگاں است و اگر ایں قوت در وے نباید از
پیچیدن از صعقه و لطمه و ضربے بر سینه و غلطیدن به بیہنجاری ازیں
چه کم آید۔ و دیگر یک کلی است در سماع۔ اگر در ابتدائے حال به انتہا
و به حضور و مراقبه و سیر روح بآں داوند خود ہماں عادت شد ایں چنیں
کسے کمتر جنبد الا ما شاء ربک عطاءً غیر مجذوذٍ۔

تربیت دانشمند که در بحث علم پرورده است

(۳۱۲) اگر پیر دانشمند که او در کار خود باستقصا رسیده باشد
تا آنکه بمحل استدلال و اجتہاد رسیده باشد اگر خداوند سبحانه
و تعالی عنایت خاصه کند که در باب اخص الخواص وارد۔ درویش
القائے طلب کند و بدانی ایں اعجوبه است ایں مرد مستدل مجتہد جاہل

مرکب دارد نادره کار است کہ خداوند سبحانہ و تعالیٰ او را تنبیہ کند
تا آنچہ مقصود باری تعالیٰ است و مقصود از بعثت انبیا است و مقصود
کار است در طلب آں شود۔ موجب چہ او را جہل مرکب گفتیم او بہ حقیقت
کار نرسیده است و روئے مقصود ندیده و ہمہ عمر در وسوسہ و در خطرات
و در تشتت دل گذرانیده و آنرا کارے دانستہ و منتہائے دین اسلام
ہمانرا تصور کرده و بریں قرار گرفتہ اکنوں ایں چنیں کسے را طلب از قبیل
محال عادی باشد۔ الغرض ایں چنیں کسے را چوں طلب افتد باید کہ
آں قدر کہ خوانده است و یاد کرده است و دانستہ است و دعوت
کرده است از ہمہ بیکبار روئے گرداند و بدخم جام صبوح خود را در غرقاب
طوفان نوح غرق کند از جملہ جاہلاں و عامیاں و واماندگان و پس
افتادگان بدتر شمرد خود را ایں چنیں سازد گوئی ایں زماں از دار حرب
زنجیر گلو کرده آورده اند۔ بریں طریق پیش پیر رود و آنچہ او فرماید بدانچہ شیخ
او دارد و نداند کہ من عند نفسہٖ میگوید یا ساختہ پرداختہ باستدلالے
کہ او داشت آنچناں میگوید بلکہ بتحقیق داند چنانچہ جبرئیل علیہ السلام
از خدا بمصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبرے میرساند ہمچناں دل
پیر از حق بخلق خبرے میدہد حکایت شبلی و دانشمندے کہ بدو پیوستہ
بود شنیده باشی در کتابہا نوشتہ اند۔ و ہر چند کہ وساوس علمی
مزاحم دل او شوند داند کہ ایں قصہ تفسیر است و ایں حکایت
حدیث است و ایں معانی کلام است فعلی ہذا ایں کار لیست کہ

علاحدہ کاریست۔ ایں خیالات و وہمیات و تشتتات است مانع
راہ و حجاب کار اوست و اگر گوئی قال اللہ و قال رسول اللہ
است ایں خود داشت اوا کار دل علاحدہ کاریست ایں کار بجاے
است کہ اگر اقراں او را پرسند کہ تو ایں علم کہ چنیں شرفے و چنیں
رتبے وارد آنرا گذاشتہ بتقلید آمدی ترا ازیں چہ حاصل شد اگر او ازیں
رہ چیزے چشیدہ باشد و قطرۂ ازیں دن در کام او چکیدہ بود ہمیں
جواب گوید کہ ازیں پیوستن نفعے نبود مگر آنکہ مسلمان شدم او بریں
معنی میگوید من قبل صورت اسلام داشتم بمعنی اکنوں رسیدم میان
مغز و پوست چند تفاوت باشد میاں علم ظاہر و حقیقت باطن ہمانست
بدیں مانند حکایت صہیب و سلماں و ہلال و بلال کہ با ابوبکر و عمر رضی اللہ
عنہم باختہ اند گفتہ ام بسیار بار اگر اتفاق علما است کہ ایشاں افضل
صحابہ اند افضل اولیا اند و با ایں ہمہ صہیب و سلمان و ہلال و بلال
اطلاعے دارند کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما را آنجا مسلمان نمی یابند ازینجا
گمان بہ تفضیل نبری۔ صوفیاں اند ہر یکے بچیزے مخصوص است در
دیگرے ازاں خبرے و شعورے ندارد۔ ابوبکر و عمر را رضی عنہما حالے باشد
کہ صہیب و سلماں و ہلال و بلال رضی اللہ عنہم آنجا نرسیدہ اند کذلک
العکس۔ اگر کار بدیں کشد کہ علمش کلی فراموش شود احتمال بر ورود
مگر او بجاے رسید حکایت ابوسعید ابوالخیر و دانشمندے کہ بر وے
ارشاد آمدہ بود در کتابہا نبشتہ اند۔ و اگر دلش براے مطالعہ کشاں

شود و نفسش بر سنجاند سخنے چند از حدیث و از تفسیر بیند از قوانین نحو و نکات معانی بیان و دلایل معقولات ازیں بکلی محترز باشد۔ باید کہ حکایت طالب ہمچو ماہی باشد اگر ماہی را پرسند تو کجا باشی گوید در آب از چہ رستہ بگوید از آب چہ می نوشی گوید آب چہ میخوری گوید آب یک نفس او بے آب نباشد و ہماں نفس کہ بے آب باشد او نباشد۔ در کتب سلوک بسیار مموہات و مغلقات است و از روندگان و سالکان از ہر جنس اند زہاد و اند عباد اند کذالک اجناس دیگر۔ اگر طالب دریں حکایت در شود و ایں حکایتہا را محک کار خود گرداند آوارہ و ابتر شود دلش مغشوش شود لوح وجود او نقش حقیقت نہ پذیرد و گفتہ اند ؎

چناں تنگ است راہِ عشقبازی کہ جز معشوق تنہا در نگنجد

(۱۴۳) طالب را در بوادی بودن نیک موافق است اگر دلش ولا و ربود۔ اگر طالب را ایں صفت نقد وقت او باشد ہر چہ پیش او آید از آلہیات و کشوفات و مغایبات و مشاہدات او آنجا نہ ایستد و آنرا وزنے نہ نہد و در حسابے نشمرد۔ آنچہ باشد آنرا وزنے نہ نہد و بداں قرار نگیرد و ایں چنیں کسے را شاید بہ پیر حاجت نباشد از آنچہ طالب چوں حد کشوفات رسد پیر او براں واقف شدن نہد یا پیش او آنچہ دیدہ است تحقیر کند بعلم یا بحسب طلب مقصود کہ ایں مقصود طالب نیست یا ورائے آں او را نماید یا خود ہمت گمارد تا او ازاں در گذرد۔ اما دریں حالت کہ او را وہم اباحت و الحاد شود ازیں حالت

طالب را در بوادی بودن نیک موافق است و ہرچہ پیش او آید ازاں نہ ایستد

مبادا در حالت سکر نشود

اورا بیرون آوردن پیر را مشکل کاریست۔ نہ بینی او را ایں درسر کہ من باقصی الغایات رسیدم۔ بداں اندازہ سرفرازی میکند و خود را چیزے می داند و جہانے را فرودتر می بیند و ایشانرا کم فہم و ضایع و ناقص می شمرد۔ و تحفہ دیگر بایں ہمہ خود را بہمہ مراد یافتہ و نفس را بہمہ لذتہا و راحتہا رسانیدہ و ذوق و خوشی چشیدہ و ہیچ مانعے ندیدہ پردہ شرم از پیش او خاستہ خوف شخصے مائی در دل او نماندہ و شوخی بیباکی در وکہ ہم در و باشد اکنوں ازیں چنیں غرقاب خلاش چوں بروںش تواں آوردن۔ یک بلاے دیگر است کہ او بوہم خویش متوجہ می باشد بخاصیت توجہ وہمی او چیزے پیش او آید اکنوں ایں موجب یقین و استواری و تمکن او گردد۔ سخن اینجا بسیار است اما ایں مختصر احتمال آں نمی تواند کرد۔

اگر وہم با حسن والعالی اندازد او را ازاں بیروں آوردن مشکل کار است۔

(۴۳۱) اگر متعلمے را طلب در سر افتد البتہ میخواہد تعلیمے کند و کار طالباں را ہم مباشر باشد ہست دغدغہ در سینہ بیچارہ البتہ او را در پیاں خطرات و دریں ابتلا میدار د خصوص آنکہ او طالب است پیر او را تعلیم فرمودہ است کارش جز ایں نباشد تعلم رسمی و عادتی را بجا آرد یعنی بر در استاد برود کاغذے بر دست دارد و اگر سامع است یا قاری است آنرا ملازمت میکند و سخن گوش نہادہ میشنود۔ سپس آں کتاب در طاق دل مشتاق در کار خدا و ذہن تمام درست دل را بہ تصور صورت خیالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ کند۔ اے عزیزاند

توجہ بہ صورت خیالی

حضرت مصطفیٰ را صلی اللہ علیہ والہ وسلم

کارے نیست اینکہ من میگویم۔ اے عزیز ہر کہ بدیں توجہ التزام کرد تا آنکہ
البتہ مزاحمت خطرات بیشتر دفع شد جمال حضرت مصطفیٰ را صلی اللہ علیہ
والہ وسلم کم روزے باشد کہ مشاہدہ نکند و نشاید در خانہ بیاید سبق را بہ بیند
و آنکہ روز دوم خواہد خواند شب را کتاب بیند مستظہر شدہ و شرح بیند
برود تا در مجلس علم مستظہر مستحضر باشد۔ ایں کار طالب نیست و اگر
ہوس براں است کہ بہ دقت علم ذہنش برسد غم آں نخورد و در پے آں نشود
تصفیہ و تزکیہ کہ او دارد او را لفہمے و صفائی رساند بہ لطافتے و دقتے بر کہ
واصفان و مجتہدان آں علم انگشت حسرت بدنداں حیرت بگزند و اگر
بہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم توجہے درستے شد حکم معارف علوم بغیر
واسطہ کسبی از و شنود و آنچہ از و شنوند آں استحکام دارد کہ طوفان نوح آنرا
در خلل نتواند آورد۔ بارہا گفتہ ام اگر بہ اجتہاد الہام بودے زہے کار
کہ بودے ہر بار مرا عجب آید کہ مجتہد خود گوید المجتہد یخطی و یصیب
در مسئلہ دماء و فروج و حقوق و مظالم بیک طرفے حکم کند تحفہ دیگر اینست کہ
بسیار باشد کہ حکمے کردہ و بسیار بار براں رفتہ مرد مجتہد باز ازاں رجوع
کند۔ طرفہ دیگر اینست کہ ایں رجوع ہم در ورطہ یخطی و یصیب است
بسیار علماء در سلوک در آمدہ اند اصحاب کرامت و ارباب انوار شدہ
اند ایں محتمل ہم ہست کہ بر کسے کشف حقیقت ہم شود۔ اما نادرہ کارے
است شود وقتے کہ ہمہ را فراموش کند۔ و نشاید متعلم طالب کتابے
کند و در بند جمع نسخ و تحصیل آں باشد متعلم طالب در تحبث مراقی نباشد

طالب متعلم آں کتابے
بکند و در بند جمع

والبتہ در بند اثبات سخن خویش نبود و اگر پیشینہ سخنے موجہے و مرتبے گفت چنانچہ
ایں مرد متعلم ملزم شد منفعل و متاثر نگردد بلکہ پیشینہ را حرمت دارد و داند کہ ازو
نفعے شد و سخن بظاہر از وے قبول کند کہ نیکو میگوئی و مرد طالب را ہر بار کہ
باکسے محاورہ در مباحثہ علم شود استعاذہ سجدا کند تا شوم کدورت نفس دثور او
نشود۔ والبتہ از خدا خواہد سخن حق بر زبان خصم رود تا نفس را شکستہ و خوار
زار بر مراد خود بیند۔ ایں نفس خود نما و خود پرست است ہر چند او را شکستہ
یابی بر حسب مطلوب تو باشد و آنقدر سر افرازی و خود نمائی و خود کامی کہ
در مباحثہ علم است جاے نیست خصوص وقتیکہ میان حریفاں سخنے در رتبے بود
متعلم طالب در مجلسے ابتدائے سوال نکند و اگر استفسار و استفادہ باشد
آرے چنیں ہم باشد ولیکن او طالب فائدہ دیگر است و مستفسری کارے
دیگر اگر بدینہا می پردازد او طالب نیست

(۳۱۵) متعلم طالب را صوم دوام لابدی است اگر طے نتواند کرد آں
کارے دیگر است۔ صوم لابدی است۔ در صوم بسیار کارہا ساختہ است
تصفیہ و تجلیہ نقد وقت اوست و آں ثوابے کہ منتظر است کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم از قدسی میگوید الصوم لی وانا اجزی بہ
ای انا جزاؤہ۔ خود محقق است دیگر از اول صبح تا شام از تشویش اکلے
و شربے فارغ است بعد آنکہ نماز شام شود اوراطرف اکلے و شربے لحظہ شود۔
و دیگر نفس با عزت می باشد سخن بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ را شنیدہ باشی
و دیگر از بسیار طیبت و غیبت و فحش و نمیمہ مانع می آید و در آخر وقت سخن

طالب متعلم را صوم دوام لابدی است تو اید صوم دوام

فضول ہم کم می شود۔ واگر سستی در نفس می آید آں سستی موجب ذہول و
حضور او میشود ہر چند کہ می گذارد حضور زیادت تر است و قدرے کم قوت
شہوانی ہم می شود و قوت شہوانی طالب را بسیار زیانکار است ہیچ چیزے
آں زیاں نکند کہ این کند۔ الکلام فی منتہی النہایت ای عزیز با تو
میگویم دیدہ اشش کندہ باد کہ نادیدہ گوید۔ و دیگر اہل و ولد و ملازمان او
ہماں کنند کہ او میکند پس ایشاں نیز صایم باشند۔ و دیگر آنکہ صایم باشد
خواب در شب کمتر باشد خصوص آنکہ تقلیل طعام و آب کند در شب۔

طالب را عمل بہ نجوم کردن خطا است

(۳۱۶) و طالب را عمل بہ نجوم کردن خطا است و اگر ترا گویند کہ فلاں
بزرگ دائم در پیش او تقویم بودے و البتہ نظر دراں کردے جوابش دہ
او نجوم می دانست از صحیفہ دل و از القائے فہم ربانی او را معلوم می شد
با آں نجوم مقابلہ میکند می بیند کہ من آنچہ دانستہ ام در نجوم ہم ہماں است
یا نہ امتحان میکند کہ نجوم از آں ہا است کہ در و از علم الٰہی چیزے باز یابند
و بعضے از سبب آنکہ فلاں بزرگ در نجوم می آید در غلط افتادہ اند۔

اگر صوفی طالب بجہت حفظ صحت خود در علم طب تعلق کند شاید

(۳۱۷) و اگر صوفی طالب در طب تعلقے کند شاید۔ کہ طالب صوفی
را صحت بنیہ مطلوب کلی است از آنچہ احتما باید کرد کند و آنچہ مباشر
باید بود از سبب ایں طب را مباشر باشد کہ ایں موجب صحت بنیہ است
و با ایں بنیہ کارے تمام است۔ صوفی را گویند اگر ضرورت مرض چیزے
از و فوت شود آں بجائے او اگیرند از و راست است ایں سخن اما در
نفس مباشرت ایں فعل لذتیے است ہماں کس داند کہ وجدان لذت میکند

ایشان چنین گویند بکار نیاید بهشتے که در و نماز نباشد۔ حکایت ابراہیم
خواص رحمه الله بریں شاہد است و عمرو بکار کذالک۔

(۳۱۸) اگر طالب مردے شاعر و ناظم باشد نشاید که بشعر و نظم مشغول
شود و قوانین ایں کار را چنانچہ حق شعر است نگاہ دارد۔ اما بحسب حال
بہ بدیہہ بغیر تامل و تفکر بسیار سخنے که از وطلب و درد و عشق و حکمت باشد
نویسد و گوید شاید۔ و آنرا مایہ روزگار خویش نسازد و نداند که ایں نیز کار
است و نثر کذالک۔

طالب اگر شاعر است نشاید که بہ نظم و نثر خود را مشغول کند لیکن اگر برائے اظہار اشعار عشق و حکمت و خیال و آمیزہا باشد اگر بنویسد

(۳۱۹) و اگر طالب را از سودائے و تجارتے البتہ چارہ نباشد
اہل و ولدے دارد و اتباع بسیار در انتظار او اند و البتہ بے ایشان بودن
چارہ نیست تجارت و تربص کند بشرط آنکه دلش متعلق نباشد ہر دم سوداگر
را ہمہ وقت روز و شب ذہن ایشاں بہوس مال مالامال است۔
آرزوئے جز ایں ندارد که مال یکے بیک نیم شود و یکے بدو شود بارے
ہمت ہمیں که بیفزاید و در خطرہ او ہمیں مال مردہ ریگ ماندہ میگردد و
حساب آں بدل یاد ندارد که ایں خطرہ ایست و باد گردیست که البتہ دل
را سیاہ کند و دل او مکدر گردد و مغشوش باشد۔ و اگر تجارتے یا سفر دارد چنانچہ
رسم سوداگراں است ہمہ روز و شب براں کالا افتادہ و جان و جہان
خویش بدو سپردہ و در ہمتش جز فزونی مال قرار نگرفتہ است۔ طالب
چنیں نباشد و البتہ در آں بند نبود که عیب کالائے خود بپوشد و
اظہار حسنش کند بلکہ عیب او را آشکارا بہ مشتری گوید و اگر چنیں کند

طالب را بقدر یا محتاج تجارت و مثل آں برائے نفقہ عیال جایز است

تدلیس و تلبیس و خیانت کردہ باشد۔ و وقت خریدن عیب کالا را پیدا آرد
و ہنر او را بپوشد ایں ہم نشاید۔

(۳۲۰) در سفر و تجارت باید از وے ورد ے فوت نشود و اگر خواندنی
است خود در میرود میخواند و دگر گزاردن است البتہ چند گامے تیز کند بیشتر
رود تا آنکہ پیشہ رسند چیزے گزارد و ہم چنیں تا آنکہ تمام کند۔ و شب
کہ بیدار باشد نہ برائے حفظ کالا بلکہ بیداری او برائے خدا باشد چنانچہ رسم
طالباں است و دریں میاں اگر حفظ کالا ہم شود آں زیاں کار او نیست
و اگر بر دابہ سوار شود بر وے خواند تنہا گزارد تنہا ہمراں بجا آرد و عذر نگوید
البتہ طعام باید خوردن تا قوت مشی شود۔ تقلیل غذا را از واجبات شمرد و تقلیل آب کذالک

(۳۲۱) و در رفتن با رفقا زبان بحکایت ندارد و اگر برائے تطییب
وقت را برائے تطییب دل مصاحباں را چیزے سخنے کشادہ گوید روا باشد

(۳۲۲) و صوم فریضہ را بہیچ وجہے افطار نکند اما در نوافل رخص است
و اگر با آں ہم افطار کند بسبب مشقت سفر باید تقلیل لازم باشد تقلیل آب از
طعام بیشتر باید بارے در آں کوشد البتہ در سفر بسیار رہ نرود و اگر لابد
افتد خود را باسترخائے مفاصل ندہد کارہائے خود را فرو نگذارد و البتہ چنداں
جہد نکند کہ او را مضری کنند۔

(۳۲۳) و کالائے و کیسہ و حرفتے کہ طالب را ہمہ روز در تشویش دارد
طالب را آں کار نشاید کرد و اگر کالا بسیار دارد و از ہر جنس دوابہ دارد
ایشاں را بمنزل باید رسانیدن با آں اشیائے کہ ایشاں حامل اند خود را

کار طالباں نیست واگر اعوانند و خدم اند کہ ایشاں بغیر تشویش او کارے بسر برند محتمل کہ رخصتے باشد اما جمع ایں قدر مال طالب را صورت محال می نماید۔

طالب در ادائے حقوق حیلہ متعلمان ابکار نبرد

(۳۲۴) و در ادائے حقوق حیلہ متعلمان را بکار نبرد و در آنچہ اختلاف علما است اختیار اواسلم و احوط باشد۔ حیلہ زکوۃ را و حیلہ استبرا را در معتقد خویش غلطی محض تصور کند۔ و آنکہ در بیع ام ولد کسے رخصت دادہ است یا گفتہ بزنا حرمت مصاہرت ثابت نشود بحکم آنکہ المجتہد یخطی و یصیب اور امخطی تصور کند۔

یک مسلک صوفیاں سفر است

(۳۲۵) یک مسلک صوفیاں مسافرت است و اگرچہ سفر برائے تجارت را بود چند چیز کہ نقد وقت مسافرت است اگرچہ برائے خدا نیست آں چیزہا بخاصیت خویش او را دست دہد۔ در سفر گرسنگی بسیار گیرد طالب آنرا بر خود نگاہدارد ایں عین مقصود کار او باشد۔

متعلم طالب در بحثہا سخن برآمدہ نگوید

(۳۲۶) متعلم طالب در بحثہا سخن برآمدہ نگوید ایں چنیں گوئی میگوید حق طرف من است و اگر دریں بحثہا در خود احساس خود نمائی می بیند۔ ازیں سبب احتراز باید کرد سخن در آں است او را نشاید در مجلس بیاید و ہر کلمہ کہ از متعلمان بشنود و آنرا بر خود گیرد عظیم مجاہدہ کہ بر نفس خود نہادہ باشد ایں سخت ترین مجاہدہ باشد

طالب را در حفظ کتب علم و تحسین خط و لعبت حرب خود را مشغول

(۳۲۷) طالب حفظ کتاب علم نکند۔ طالب در تحسین خط و کتابت نباشد طالب لعبت حرب نکند چنانچہ اسپ دوانیدن و تیغ و سپر و نیزہ

گردانیدن و بعضے کہ دریں کار آمدہ است۔

(۳۲۸) واگر طعامے پیش طالب آید ہر گونہ کہ باشد ردی یا جید بقدر قوام بنیہ گیرد واگر طعام نفاخ یا بطی الہضم باشد آنرا اندک تر بستاند۔ طالب روغن خورد بشرط آنکہ بمقدار یک درم سنگ روغن وانگے نان کم کند طالب نان با نانخورش خورد بشرط آنکہ آں نانخورش را بحساب نان گیرد آں مقدار کہ نانخورش خورد آں مقدار از نان کم کند۔

(۳۲۹) طالب را عزت باشد نہ کبر تواضع باشد نہ ذل تقلیل باشد نہ ضعف شب بیداری باشد نہ کسل۔ راہ آں مقدار رود کہ ماندگی نیارد سخن آں قدر نگوید کہ ہمنشیں بے مزہ گردد اگرچہ تواریخ و قصص و عبر و امثال ایں در حفظ وے باشد اما گفتار نہ۔

(۳۳۰) طالب اگر در رہ رود نظرش بر زمین واگر بغلبۂ نظرش بر آسماں واگر بنشیند نظرش بر سینہ۔ اگر طالب را کشف ارواح شود خود را بحکایت ہائے ایشاں ندہد و مردان غیب ابدال و اوتاد و خضر ملاقات ایشانرا مقصود کلی نداند و از گروہ ایشاں وقت خود را غارت نکند و ملتمس مقصود بکلی بر ایشاں نہ نہد۔ ایشاں بمنزلہ اند بعض محل ارشادے ہم دارند ہرچہ از ایشاں رسد برسد گو اگر ورائے مقصود باشد انرا وزنے نہ نہند۔

(۳۳۱) طالب در جہاد نرود بدیں نیت کہ با کفار یا مشرکان مجاہدہ کنم اگر بمیرم درجۂ شہادت باشد و اگر نمیرم ثواب اعلائے کلمۃ اللہ شود

دیگر از عمل باید کرد

ایں ہمہ مستحسنہ است اما مقصود او وراے ایں ہمہ است۔ واگر طالب مردے
جندی است چاکر است نانے ازاں چاکری میخورد آں نان را داند برائے
آں ستدہ ام کہ کار حراب بے آں میسر نیست و تیغ زند و در محاربہ در آید دل را
بحضور آرد خدا را با خود داند و ضربے و قطعے و قتلے کہ او کند یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ
اَیْدِیْہِمْ باید در محاضرہ او باشد و کارے کہ از و دراں وقت سر زد قتل او کشتہ
ہمہ اضافت بہ باری تعالیٰ کند وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔
شاہدے از نقد وقت او باشد ذرہ کہ بدو رسد چنیں تصور کند کہ محبوب باو
بخشیدہ کہ میاں دو دوست رود بداں نازد بداں نیاز و بداں خشم ضربے
کردہ۔ یعلم اللّٰہ اگر ایں مراقبہ کہ نبشتم بتحقیق و تقرر در وے ثبت یابد
فاعل حقیقی را بنقد شاہد وقت خویش بیند نہ ایں چنیں میگویم تصوری و توہمی
بلکہ شہودی و وجودی است۔ واگر غنیمتے پیش افتد بحرص مال و بحرص اسباب
دراں دست نزند بحکم رعایت رسم اسلام کارے کند۔ واگر چنیں اتفاق
افتد کہ مومنان یکدیگر قتال میکنند چنانچہ بسیار جا افتد و می افتد البتہ نشاید
برہیچ کالاے مسلمان دستے نہد اگرچہ آں شخص ظالم بودہ باشد یعنی خارج
بود از مسلمانان چنانچہ معاویہ بر علی رضی اللہ عنہ خروج کردہ بود۔ واگر ایں
میسر آید دل بحضور دادہ چشم بستہ تیغ زند والبتہ خبر بر خصم نیفتد زہے کارے
ایں نوع نسبت بمرتضیٰ رضی اللہ عنہ و کرم اللہ وجہہ کردہ اند۔ و سواری دابہ
تا مادام کہ سواری محتاج الیہ باشد و مجربے کہ ایں احتیاج بر خیزد دابہ را
سبک باید کرد و اگر در معرکہ میان دو صف اسپ را جولاں کناند و تیغ بازی

نماید شاید۔ واگر وقت یوم الزحف رسد خدا را با خود دیده وجان را فدائے راه او ساختہ ومقصود را در نظر داشتہ باشد جان را بضرب سیفے وقطع سنانے و جرح سہمے کشتہ در فتہ نداند وہات ہوے کہ دراں وقت کند نعره دقیقے کہ دراں وقت زند بتحقیق داند کہ با من کسے است کہ مرا ایں چنیں گرم میدارد و گرم میکند و در خطرهٔ او ایں وہم نباشد کہ او مرا خواہد کشتن ایں وہم باشد کہ من او را خواہم کشتن واگر از درد فراق تنگ آمده باشد وہجراں کہ البتہ مقصود بدااں نیت خود را بر فوجے عظیم زند کہ بمیرم وازیں اندوه خلاص یا بم اگر کشتہ شود فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ہم عند از لاق روحہ مقصود او بدست او دہند وجان را بہ تیغ وتیر ونیزه بقاتل ندہد چنیں داند وبیند کہ جاں را بخدا می سپارم وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا درست جز بشان ایں عزیز نباشد۔ ووقت ساختہ شدن برائے جنگ را مثلاً لامہ می پوشد وبیضہ بر سر می نہد ودگر باقی آلات حراب در ہر آلتے کہ گرد خویش می آرد مراقب ومحاضر باشد اگر شاہد عین است خود عین را شاہد آرد واز وامانت وامداد طلبید واز و اجازت خواہد کہ برگیرم یا نہ ودر جنگ در آیم یا نہ۔ اگر او اجازت دہد در آید واگر منع کند باز ایستد واگر در مراقبہ مجرد تصورے وتخیلی دارد نظر در دل خویش کند اول خطره بیند کدام آمد منع آمد یا اجازت صورت فتح نمود او را در خیال او یا ہزیمت ہر چیزے را کہ قوی تر بیند واول باشد امضائے او کند۔ واگر مشاہد عیان است اگر او اجازت داد صریح یا منع کرد خود ہم براں رود چنانچہ گفتیم ونظر در آں میجا

حال کند اگر از محاورہ صورت او ایں می بیند کہ اجازت است خود بداں رود و
اگر صورت منع است ہماں کند۔ و اگر در حالت تصور آوازے شنود یا چیزے
پیش آید کہ او از انجا منع تصور میکند یا اجازت ہمبراں رود۔ و اگر مرد از
اہل تفرس نبودہ باشد برائے دل او راہمیں تصور و تخیل بسندہ بود و اگر
تصور پیر دارد در حالت محاربہ او را یا خود دانند یا پیشتواں خویش بیند یا
مقدمہ کار خود ہمو را احساس کند۔ چنانچہ در نماز گفتہ ام پیر را یا استاد
چیا تصور کند یا امام اینجا نیز ہماں صورت است و اینجا مزدحم کار است
دل بہ طبیعت خویش مضطر و ملجا شدہ تصورے درستے دست می دہد۔ والبتہ
نخست در تصور و تخیل خود تجدید سبق با پیر کند و در نماز ہم چنیں کردہ اند
برائے ہر فریضہ تجدید بیعت با پیر کنند۔ ہم چنیں اینجا۔ و اینجا دو تصور است
یا صورت جمال تصور کند یا صورت جلال و کذالک لطف و قہر و دریں مقام
ہر دو بر محل بکار اند اگر صورت جمال تصور افتد فتحے بسہولتے و آسانی دست
دہد و اگر صورت لطف افتد غنیمتے و نقدے بدست آید۔ و اگر صورت
جلال روے نماید قتال سختے و اژدحامے قوی و اگر قہر باشد فنعوذ باللہ
منہ۔ من ایں ہر چہار صورت بعینہ نوشتم اما مرداں عالم نام جاہل
صفت فہم نکنند زباں دراز کنند قطع لسان ایشاں را بضرورت سخن
کشیدہ می باید نبشت۔

کیفیت و شرائط چاکری کردن مرید۔

(۳۳۲) و مرید طالب اگر چاکری کسے کہ خواہد کند اگر صاحب
ازاں مردم است کہ کارہاے نامشروع فرماید چاکری او حرام باشد

ترک آوردن صحبت او واجب بود و اگر کارہاے سخت فرماید که در شغل او زیانکا
آید هم ترک صحبتش باید کرد۔ و اگر ملکے را صاحب اقطاع را یا آں ملک که
ملازم خدمت پادشاه می باشد طلب خدا در سر او افتد اصل کاریست که ترک
چاکری و صحبت و ملک و اقطاع کند و اگر ازاں چاره نباشد خدمت
پادشاه بجا آورد و نبال وظائف خوش باشد از خدمتش جدا شود گوشه گیرد
گذارونی خویش را تمام کند و اگر خواندنی هم چنیں میسر آید بهتر و اگر نه پیش
او استاده باشد و خواندنی خویش بسر برد۔ و اگر جنبانیدن لب و حرکت
دهان آں صاحب را خوش نیاید و البته کارہاے فرماید که بگفتار تعلق
دارد همه خواند نهاں بدل خواند چنانکه لب نجنبد۔ اینچنیں خواندن اثرے
بلیغے دارد دل را گرم کند و اثر حرف و صوت آنچه در زبان بود هم در دل
افتد عنقریب فتحے و فتوحے روئے نماید و آں ملکے که صاحب اقطاع است
ایں کارہا کردن بر و نیک آساں است۔ هیچ کارے بهتر از احسان فقرا
و غربا نیست۔ یک کارے که برائے خدا یا کند که آں مشوب با حسان باشد
آنقدر مزید در وقت او باشد که آنرا حصر نتواند آورد و او خود نداند که ایں مدد
از کجا است۔

(۳۴۳) ایں همه که میگویم با ایں همه پاکی نفس شرط کلی است
بے ایں هیچ کار نمی شود۔ بر رعایا آں معاملت کند که مادر و پدر بر فرزند
آں قدر نکنند و البته دراں کوشد که وقت او معمور باشد کر خدا باشد شب او
منحصر برائے ذکر و فکر بود و روز را در تمشیت امور مسلمانان بود و کارے هیچ

را فرو داشت نکنند۔ واگر پادشاه او را فرماید فلانه را بکش وفلاں را مطالبه
کن ویا جلا کن نشاید که دریں کارها اقدام کند بر وے گوید مرا ایں کارها مفرمای
واگر خواهی که مرا بفرمائی خود مرا عزل کن از من ایں کارها نخواهد آمد۔ والبته
حرص بریں نه نهد که مال اقطاع را گرد آرد وانچه حق بیت المال است آں را
بانتها وغایت رساند وازاں خود را غنی ومالدار گرداند همانمقدار که او را کفایت
باشد همانمقدار بگیرد۔ والبته چند نا شروعے که ازاں ملکی است وشرط کار
ملکی است گرد آں کار نگردد چنانچه جامهٔ نامشروع پوشیدن قباے ابریشم
وکلاه زر وموسند ابریشم۔ همبریں مثال هرچه ازیں جنس باشد گرد او نبود
واگر پادشاه براے او مرحمتے کند پس آنکه ازو بیروں آید یکشد نگاه دارد
وسه روزے که رسم ایشاں است هماں ساعت بپوشد که پیش او
رود ونزدیک فقهاء روایتے مرجوحے هست گوئی براں عمل کرد فقها شعارے
ودثارے را اعتبارے کرده اند ایں نیز همبراں اعتبار کار کنند۔ دریں
واقعات تصور شهود بپیر اثرے تمام دارد وازیں تصور بسیار انتفاع یا شده
(۳۳۴) واگر یکے ازیں اعوانانرا طلب در سر افتد جز ترک آں کار
تدبیرے دیگر نیست مگر یک تدبیر که او بدیں نیت اختیار کند آنچه ایں
اعوانان بر خلق میکنند او پیش شود برخود گیرد بسبب خفت بر مسلمانان
وسبب خلاص ایشاں۔ وکاریکه ازاں ایں قوم است باید ملازم حال
او باشد وصلاح کار آں اسیراں وگرفتاراں وضعیفاں ودرماندگاں
بواجبی از خدا خواهد وآں عملے که ازاں اعوانان آنچه میکنند اما بصورت

خفت میکند از بستن و کشتن و داشتن هم از خدا داند و هم از خدا بیند هم از آن
ره اخلاص ایشان جوید۔ و اگر خصمے و رقیقے از ایشان بدو رسد آنرا قبول نکند
این چنین شخصے در این چنین ورطه افتاده اینچنین کارے کند از بسیار
پیشتر رسد که رسول الله فرموده است صلی الله علیه و آله وسلم اجرک
علی حسب تعبک اجر بر حسب تعب است جزا بحساب عمل است یکے
بفراغت و بغیر مزاحمت کارے میکند و یکے با چندین گرفتاری بکار است
اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ در شان او درست باشد
(۳۳۵) طالب در عین حراب و قتال متصور خود را تصور کند اگر سوار
است میان دو گوش اسپ بیند و اگر پیاده است خود را محاط بدو تصور
کند گوئی او را هم بدو در پوشیده اند۔ اے عزیز تو نمیدانی که من چه راه‌ها
و چه‌ها تعلیم میکنم خدا ترا فهمے روزی کند تا بدانی که چه میگویم۔ تیغ را سیف الله
و تیر را سهم الله و سنان را سنان الله داند آنچه از ایشان سر زد آن
از خدا داند و این همه گفتیم به تحقیق و تثبت بدانی که عمل مرتضی است کرم الله وجهه
(۳۳۶) و اگر بادشاہے را طلب خدا در سر افتد تدبیر او یکے آنست
که سلطان ابراهیم ادهم و معاویه ثانی و عبدالله رحمة الله علیهم کرد و اگر این
نتواند یا خود ادامے است که برائے این کار را جز او بهتر نیست عاملے
متدین صالحے دانشمند که هرگز از سیرت او این معلوم نشده است که
او بهوائے مبتلا است برائے امضائے احکام امور شرعی را بهمو ر نصب
کند و هم بدو نسبت دهد و بهاره منهیان و مخبران گمارد که متجسس و متفحص

تصور آنکه طالب در عین حرب و قتال در زیر باید داشتن

ترتیب بادشاہے که طالب خدا در سر او افتد

حال او و کسان او باشند ہر چند کہ او مرد متدین است از و چیزے نزاید اما از جانب امین نباید بود تا حیلہ نکنند و از ظاہر روایت بروایت مرجوح غیر معمولہ نروند و حیلہ زکوٰۃ را روا ندارد و البتہ ہر کہ گوید حیلہ زکوٰۃ کردہ ام از و بعض زکوٰۃ بستانند و اگر حیلہ استبرا از کسے معلوم شود البتہ از زجرے و منعے و از ضرب چند تازیانہ خالی نگذارد و شارب عرق و ماء الشعیر و آنچہ بدیں ماند بے ہشتاد تازیانہ نگذارد و البتہ روا ندارد کہ بایع ایں اشیا فاش و آشکارا باشد۔ مرد متدین خدا ترس دریں مسئلہ عمل بروایت حنفی نکند۔ و اگر اختلاف میاں علما رفتہ است آنچہ احوط و اسلم بود ہماں را اختیار کند۔

(۳۳۷) بادشاہ طالب را تتبع و تفحص فقرا و ضعیفان و ایتام و عجائز واجب باشد بلکہ فریضہ است نباید حق کسے در گردن او بماند کہ دادن بیت المال بمستحق بر و فریضہ و واجب است برائے ایں متدنیان و خدا ترساں را نصب کند کہ ایشاں چیزے رسانند۔ و آں قدر کہ در ولایت او از خطوط و قصبہ و قریات است از ضعفا و مساکین آں ولایت باید کہ باخبر باشد و اگر خبر بدو نرسد او عند اللہ معذور باشد۔ و اگر مردم بے دیانت خود را باستحقاق نمایند استصحاب حال را بکار باید داشت۔ کور و لنگ و گنگ و بیت و عورت بیوہ و یتیم و امثال ایشاں باید ضایع نماند و ایں کار خیر بحسب وسع امکان بخیریت ہیچ کارے ازیں مشکل تر نباشد۔

(۳۳۸) بادشاہ طالب را دو کار باید کرد نفس را وقف اعلائے کلمۃ الدین سازد تن را ہم بداں در دہد و دل را در مراقبہ بہ تصور جلال و عظمت و قہر کند کہ صولت نفس او را جز عظمت و قہر باری نشکند ایں آیت را بسیار خواند
اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۝ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝-
ہر چند کہ خود را بادشاہ شکستہ تر و خوار تر گرداند راہ او نجدا نزدیکتر باشد و دولتے درست دست دہد و حالتے پیش آید قریب بحالت مصطفی و مرتضیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و کرم اللہ وجہہ چنیں گفتہ اند اگر سالے امساک باراں شود و بادشاہ لتہ کہنہ رنگیں در کمر بندد و جامۂ کہنہ بہ پیوندے رنگیں بر دوش کشد سر برہنہ کردہ کلند بدست گیرد و چندے گرے زمین ہم بداں کلند بدست خویش کاود و سیدتخم جو بدست گیرد و آنرا بکارد و بالیستد مستقبل قبلہ و بعجز و زاری و شکستگی و درماندگی از خدا باراں خواہد بیشک ببارد۔ در وقت دعا بادشاہ اگر خود را از جملہ فقیراں و مسکیناں و از افتادگاں کمتر دارد ہر چہ خواہد بیابد و خواہشیکہ طالبانرا است آں خواست مقصود بہرہ نیابند جز بشکستگی و واماندگی و از خود بیروں آمدن نیابد۔ سلطان ابراہیم ادہم رحمتہ اللہ علیہ میان جملہ مشائخ و صوفیاں بسیارے از ہمہ خود را خوار تر کردہ بود و ہم از سبب ایں کہ باوے عزت بادشاہی بود اگرچہ اثر آں خراب از

سراو فرو افتادہ است اما البتہ اثر خمارے باقی است۔

طالبان و تارکان را بزرگ بلاست اینکہ در دل ایشان گذرد کہ من طالبم یا من تارکم

(۳۳۹) طالبان و تارکان را بزرگ بلائے است اینکہ در دل ایشاں بگذرد کہ من طالبم یا من تارکم۔ ازیں کوک نفس بعجز اے صفا شدن جز باستعانت خاصہ نباشد۔

پادشاہ اگر در کسے احساس فتنہ کند او را چہ باید کرد

(۳۴۰) واگر پادشاہ در کسے احساس فتنہ کند صورت حکمت را در کار بندد و در قتل و جلائے او دل نہ نہد معاملتے با وے کند کہ او بجان خویش سجاں ماند و فتنۂ او دفع شود و سلاطین کہ حکمارا بر خود داشتہ اند ہم برائے ایں مصلحت را۔

تربیت زنانیکہ ایشاں را طلب در سر افتد

(۳۴۱) اگر عورتے را خداوند سبحانہ و تعالیٰ کرم کند طلب ارادت در سر او افگند چہ عورت چہ مرد از اں طرف ہمہ را در یک سلک کشیدہ اند تفاوت جز عضوے بعضوے نیست از روے صورت ظاہری تدبیر آں عورت چہ باشد۔ اگر جوان است تدبیرش جز ایں نباشد انقطاعے و انزوائے ایں چنیں کہ روئے آفتاب ویدن و سوے آسماں نگریستن جز بضرورت بشری نباشد و ایں کار بے مرشد نشود۔ مرشد او پیرے کہنہ ریختہ پختہ باید آں چناں کسے کہ او را شیخ معصوم خوانند تلقینے کہ او کند ایں عورت در کنج خانہ نشستہ جز بداں شغل شغلے دیگر مشغول نباشد و طعام البتہ گوشت نباشد۔ برنجے یا نانے کہ مردم فقرا خشک خورند۔ البتہ البتہ صوم دوام ملازم او باشد و در عیدہا و شادیہا کم نشیند و در غم و شادی یار کسے نباشد۔ و چنانچہ رسوم عورات است البتہ چیزے باخود دارند کہ

برائے گور وکفن کار آید از یں رسوم وعادات بیروں آید۔ وایں طائفہ خود را
برگرد خود گشتن ندہد۔ وپیر را نشاید توجہ خود فرماید۔ وعورت را باید تعبد ظاہری
در وبسیار باشد تر ئینے نکند بہیچ وجہے وسجلی وغیر آں خود را نیارایدا گرچہ
در تنہائی خود است۔ حاصل حیات او بریں سخن منحصر است۔ عورتے کہ شوہر
او محبوب آں عورت بودہ باشد بمیرد چونہ احداد کند او بریں صفت باشد
باز سجدہ میگویم کہ با جنس خود نشست وخاست نکند ودر خلوتہائے خود سرد ہا
کہ عورات گویند با خود نگوید وبا خود باز نگر داند۔ وآنکہ گویند شوہرے مرشد
باید چنانچہ حکایت فاطمہ واحمد خضرویہ گویند۔ آں افسانہ ہم دراں شبہا
تمام شدہ است من حکایت زمانہ خود میگویم۔ وہر چہ ایں را پیش آید در
خلوت خویش از خیرے وشرے چنانچہ نارے ونورے دل بداں ندہد
وبہ جہد جہید ازاں معترض باشد وانچہ دراں وقت بیند اورا در دل نداردد
تا ثانی الحال اورا وسوسہ ندہد۔ واز جملہ اذکار واوراد ووظائف باید کہ
نماز بیشتر باشد۔ واگر صنعتے خواہد رسیدن وپس کشیدہ نکشد وکسے
را بادر وکسے را پدر وکسے را برادر خواندہ نکند کہ ازیں خواندہ راندہ شود
واگر شوہر دارد وشوہرش ازاں مردم نہ کہ قدر شناس ایں کار باشد تن
خود را بہ تمام بدو نسپارد وجز برائے اطاعت فرماں خدا یرا۔ واگر او بزنے
دیگر وکنیزک راضی شود وایں را معذور دارد خود او ایں را دولتے ہنفدہ شمارد
ودیگر گویم عادت شہوت پرستان است ہر کہ بہ کراہیت وعدم رضا ہست
باوے رغبت کم است وہر کہ شوخ است ورند است وطلب دارد وبرائے

ایں کار شیوہ و شکل بسیار دارد بر و رغبت بیشتر است۔ و چوں ایں خود را

کشیدہ دارد و برائے ایں کار را ساختہ نباشد زیرا چہ وے گرفتار و ارد

از سر تا پا شعور از خود رفتہ است برائے کہ آرایدصوم دوام دارد و در وے نقش

بوے می آید و تنش بیشتر ریختہ است از اں اعضا کہ او حظ دارد آں

اعضا گداختہ است ضرورت شوہر از و دست خواہد داشت۔ و اگر فقیہے

پرسد کہ آراستن و سر و اندام شستن و ساختہ شدن برائے شوہر احق است او

ناحقی چونہ کند گویم فقیہا راست میگوئی ولیکن ایں سخن محبان و عاشقان

است ایں سخن سوختگاں و افروختگاں و واماندگان است نشنیدہ

ان اللہ لایواخذ العشاق بما یصدر منہم جوانے را در اول

جوانی طلب خدا در دل افتاد طعام گذاشت آب گذاشت خواب گذاشت

مادر و پدر او در تا پاک اند و حقوق ایشاں بر و فرض و مع ہذا گرفتار

گرفتار است اگر جوانے در عشق مجاز گرفتار شد مادر و پدر را بر و طلب حقوق

ماند ایں کار را ہمبراں قیاس کن۔ و اگر شوہر ندارد خود فارغ است

چنانچہ طالبے را زن نباشد۔ و اگر زال باشد او را تسبیح گردانیدن و

نشستہ نماز گزاردن موافق تر باشد و صوم دوام باید کہ بود۔ و نشستہ

غم پسر و دختر و نبیرہ و فرزند نخورد و دور دارد و دست ایشاں دخل نکند

در رسوم و عادات کہ میان ایشاں جاریست آنرا یکبار وداع کند

و نشستہ فرزنداں و دختراں و بندگان را رسوم و عادات تعلیم نکند

مثلاً گوید کہ در خیلخانہ ما ایں آمدہ است و ایں نیامدہ است و چنانچہ

ازکفرے اجتناب میکنند ازاں اجتناب کند۔ وچنانچہ جواں را گفتیم در جہانی
وشادی حاضر نشود و با ایشاں یار نباشد۔ وگریہ او جز در نایافت مقصود نباشد
ودم سرد او جز از خوف حرماں نبود۔ واگر دلش برائے حج مائل شود یاد خدا را
کعبۂ خود سازد وہمہ روز گرد او گردد۔ واو را از کنج بروں آمدن تشتتے و
تفرقے فاحش پیش آید۔ و در ایامیکہ از عبادت ظاہر بیکار میشود در کنج
نشستہ بحبس دل اللہ اللہ گوید کہ از جملہ عبادت ہا اینجا او بیشتر اثر بیند
واگر بہ بلاغت نرسیدہ و روئے شوہر ندیدہ او را ایں کار مناسب تر و
موافق تر۔ زہے دولتے کہ او دارد واگر در اینچنیں ایام او را طلب خدا در سر
افتد۔ گفتہ ام آخر طالب نسبت بمحبت و عشق دارد ایں ہمہ کار عاشقاں
است کہ میگوئیم۔

(۳۴۲) ویک کلی با خود راست گیرد واقعہ وخوابے کہ او را پیش آید
اگر از آنہا است کہ نقیض وضد است مر او را کلاً وجملۃً آنرا اتباع کند
ویراں باشد اگر چیزے پیش آید کہ در و وہم لذت ایں جہاں باشد از و
الحذر الحذر۔ ایں سخن با مرداں طالب ہم ہست۔

(۳۴۳) وخود را عورتے با برکتے و پارسائے نسازد درآب بخواند بدہد
بر کودکاں دست فرود آرد وہر کسے را نشستہ نفسے بدمد۔ ایں از مطلوبہا باز
آمدن است۔ مرد طالب را ہم ہمیں صورت است واگر خدائے تعالیٰ
او را ایں دولت روزی کند چنانچہ رابعہ بصریہ و بی بی فاطمہ سام رحمہما اللہ
ایں حکایت دیگر است ایشاں پیرانہ ارشاد میکردند۔

(۳۴۴) اے عزیز بہ تحقیق بدانی کہ منیح استم ہر ملتے کہ آنرا ہفتاد و دو ملت گویند رہ ارشاد و تعلیم ایشاں بنویسم و ایں ہفتاد و دو ملت اجمالیست منیح استم رہ ارشاد و تعلیم مشرکان و مجوس و ترسا ہم بنویسیم باوجو آنکہ ایشاں باآں شرک و مجوسیت و ترسائی کہ گرفتار اند اما وقت عزیز است و عمر قصیر است و خداوند سبحانہ و تعالیٰ فرمود مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ آخذ بناصیتہا عبارت از رابطہ کہ ممکن را با واجب است۔ علیٰ صراط مستقیم عبارت از اجتماع آں رابطہ است بدست رب تعالیٰ از اں روکہ او اوست وآں رابطہ بدست او متحد باشد۔ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ ہم بریں اشارت فرمودہ است باشد کسے کہ ایں رابطہ بدست او دہند و او برا سرار ہمہ و بر بواطن ہمہ مطلع باشد اتباع شیخ نصیر الدین محمود او وہی ثم چشتی قدس اللہ روحہ العزیز محمد حسینی راسلمہ اللہ تعالےٰ الی یوم التناد پرتوے از اں بر دلش زدہ است ہر آئینہ شے ائی در خیال دل او بیضہ نہادہ است کہ از آنشاں معارف و حقائق آنجا تولیدے ہست۔ ولکن فہوم تاہر ور بیت غیور ہمت روا ندارد براے ونا اہلے سخن ردد۔ یک سخنے درستے جامعے باتو گویم و بسیار گفتہ ام و شاید ہم دریں پارسی چند بار گفتہ ام۔ مرجع سلوک و منتہاء او بدو کلمہ باز آمدہ است تزکیہ نفس و توجہ تام تزکیہ نفس ہر کسے باندازہ کہ اوست بر دینے و رہے کہ

اوست۔ وتوجہ تام آنچہ ملقن تلقین کند۔ بدست ہرکہ ایں دو کلمہ بلااکرام سپردند خمیر مایہ ہمہ سعادتہا در خلنبۂ وجود او نہادند وبذیل دامن خرقہ او بربستند کارش بفضل اللہ مرتب تمام شد۔

تمت

تمام شد

کتاب مستطاب المعروف بہ **خاتمہ** از تصانیف حضرت
قدوۃ السالکین زبدۃ الواصلین سلطان العارفین الولی الاکبر خواجہ
صدر الدین ابوالفتح **سید محمد حسینی گیسو دراز چشتی**
رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعلیقات بر کتاب خاتمہ

مصنف کتاب خاتمہ یعنی حضرت خواجہ بندہ نواز مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز دریں کتاب در بعض جاہا بہ بعضے از واقعات بزرگان سلف اشارہ فرمودہ اند و آنہا را بہ تفصیلہا در معرض تحریر نیاوردہ اند۔ راقم ایں سطور سید عطا حسین غفر اللہ ذنوبہ بعضے از آنہا را از دیگر تصانیف حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ و از کتب مستندہ اقتباس کردہ حوالۂ قلم می نماید۔

(۱) صفحہ ۱۲ فقرہ (۳۶)

"جنید رحمۃ اللہ کہ در شان سہل رحمہ اللہ گفتہ است آسان نخفت نیست" جنید فرمود قدس اللہ سرہ العزیز۔ "سہل آں روز کہ از مادر بوجود آمد روزہ دار بود و آں روز کہ وفات کرد روزہ دار بود و چوں رسید روزہ ناکشودہ ہماں سہل گفتہ انا ذکر خطاب الست بربکم با ایں ہمہ او چیزے از دل نداشت" (منقول از تذکرۃ الاولیاء حضرت خواجہ فرید الدین عطار و بعض تصانیف حضرت خواجہ سید محمد حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہما)

صفحہ ۳۳ فقرہ ۴۸

"حکایت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ شنیدہ باشی بالا رفتہ است" از لفظ

"بالا رفتہ است" غالباً مراد مصنف علیہ الرحمۃ از ترجمہ اداب المریدین است کہ این کتاب خاتمہ را بطور تکملہ آں تصنیف کردہ اند۔ از کتاب ترجمہ اداب المریدین کہ بار چہارم در سنہ ہشت صد و سیزدہ ہجری تصنیف کردند و الآن ہمیں نسخہ در دنیا موجود است ایں حکایت نقل کردہ میشود:-

"ذوالنون مصری را از حال و آل سماع پرسیدند گفت سماع وارد حق است چیزے از خدا بر بندہ فرود می آید دلہا بسوے حق میکشد ہر کہ بسوے آں وارد کہ گوش بحق داشت محقق و متحقق شد و ہر کہ بسوے آں گوش بہ نفس داشت زندیق شد بحق چند معنی دارد متصف بصفت حق است محقق و متحقق شود و ہر کہ او بہ سبب حق شنود یعنی آنچہ حق و حقًا باشد۔ دیگر بحق شنود یعنی او از خودی او نرفتہ و نفس نفسانیت او باقی سماع چنیں کس زندقہ گشتہ سخن مختصر می کنم کہ ترجمہ دراز نگردد۔......

...... از عبداللہ خفیف حکایت آرند کہ او گفت با احمد ابی الجواری بشیراز در مجلسے بودہ ام دراں جمعیت اتفاقیہ سرودے گفتند وقت شیخ احمد خوش شد حالت و تواجدے میکرد مقابل او صفہ بود و بعضے ابناے دنیا آنجا بودہ اند یکے میان ایشاں تبسم کرد شیخ احمد منارہ شمعے بود آں را گرفت و طرف او انداخت بروے ترسید بدیوار رسید سہ پایہ آں منارہ بدیوار خلیدہ اگر بروے رسیدے تا چہ شدے مقصود ازیں حکایت ایں بود کہ آنکہ بلہو و تبسم در سماع بہ ایستد او در مجلس سماع نشاید۔ اما فقیہ را باید طبع را و متعلم خشک مزاج را از سماع آنچناں بیروں کنند چنانچہ یکس از شہید و ہمچنیں گویند شیخ ابی احمد ابی الجواری سی سال نماز صبح بوضوء عشا گذارد یعنی ایں چنیں متعبد و سماع می شنید و بر تبسم و تسلی ایں چنیں

مولانا ہیکردو ازینجا ایں معلوم شود کسے گماں نبرد کہ صوفیاں در سماع بیخبر می باشند۔ خبرے تمامے است الا چنانچہ چندیں اعمال دارند یکے از اعمال ایشاں سماع است۔"

(۳) **صفحہ ۵۹ فقرہ ۸۵**

"حکایت خضر و موسیٰ علیہما السلام شنیدہ باشی۔"

ایں قصہ در کلام اللہ شریف در سورۂ کہف مذکور است از انجا باید طلبید۔

صفحہ ۶۱ فقرہ ۸۸

"حکایت خدمت شیخ الاسلام فریدالدین و خدمت شیخ قطب الدین و خدمت شیخ معین الدین قدس اللہ سرہم بارہا گفتہ ام شنیدہ باشی۔"

حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز ایں حکایت را در بعضے از تصانیف خود آوردہ اند۔ راقم الحروف عطا حسین آں را بہ تمامہا از کتاب سبع سنابل کہ تصنیف حضرت سید عبدالواحد بلگرامی است رحمتہ اللہ علیہ اینجا نقل میکند۔

"چوں مخدوم شیخ فرید بشہر دہلی رسید با خواجہ قطب الدین بیعت کرد بعدہ از ان ملازم خدمت گشت بعد از مدتے خواجہ جہاں شیخ معین الحق والدین از مقام اجمیر آمدند مخدوم شیخ فرید جہت پاے بوس ایشاں نرفت بہ سبب آنکہ اگر من بحضور پیر خود نخست پاے بوس پیر پیر کنم ملاحظۂ پیر فروگذاشتہ باشم و اگر نخست پاے بوس پیر کنم ملاحظۂ پیر پیر فروگذاشتہ باشم آنگاہ خواجہ جہاں خواجہ معین الدین با خواجہ قطب الدین فرمودند کہ شیخ فرید را بطلبید و حاضر کنید چوں بہ طلب ایشاں حاضر شد نخست پاے بوس پیر کردند و پیر ایشاں بازوے مخدوم شیخ فرید گرفتہ

دریافتہ پیر خود اندا ختند وایشاں شیخ فرید را در کنار گرفتند وعنایتہا ونوازشہا بسیار فرمودند با خواجہ قطب الدین گفتند کہ کار شیخ فرید برائے چہ معطل میدارید کار ایشاں را تمام کنید۔"

صفحہ ۷۷ فقرہ ۱۱۵

"حکایت ابراہیم خواص و یوسف حسین گفتہ باشم و تو بارہا از من شنیدہ باشی"

حضرت ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ مرید حضرت شیخ یوسف حسین بودند و ہر دو بزرگان از اکابر متقدمین اند و معاصر حضرت سید الطائفہ جنید رضی اللہ عنہ۔ حضرت یوسف بن الحسین الرازی در سنہ ثلث و اربع وثلثمائتہ از دنیا رفت و حضرت ابراہیم خواص قبل از و در سنہ احدے وتسعین و مائتین وفات یافت۔ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ آں قصہ را کہ اشارتے ازاں در ینجا فرمودہ اند در بعض تصانیف خود ملخصاً آوردہ اند۔ راقم ایں حروف آں را بہ تمامہا از کتاب تذکرۃ الاولیا خواجہ فرید الدین عطار بہ نقل می آرد۔

......"ابراہیم خواص از برکات صحبت او یوسف بن حسین آنجا رسید کہ بے زاد و راحلہ بادیہ را قطع میکرد تا ابراہیم گفت شبے از شبہا ندائے شنیدم کہ برو و یوسف حسین را بگوے کہ تو از راندگانی ابراہیم گفت کہ مرا ایں سخن چناں سخت آمد کہ اگر کوہے بر سر من زدندے آساں تر ازاں بودے کہ ایں سخن با اومی بایست گفت۔ شبے دیگر ہمیں آواز شنیدم کہ با او بگوئی کہ از راندگانی برخاستم و غسلے کردم و استغفار آوردم و متفکر بہ نشستم تا شب سوم ہا تف ہماں آواز گفتند کہ با او بگوئی کہ از راندگانی و گرنہ زخمے خوری کہ بر نخیزی۔ برخاستم

وبہ اندوہے تمام در مسجد شدم او را در محراب نشستہ دیدم چوں چشمش بر من افتاد
گفت ہیچ بیتے یاد داری گفتم و ارم پس بیتے (عجمی) بگفتم او را خوش آمد و دیر
برپاے بود و آب از چشمش رواں شد چنانچہ با خوں آمیختہ بود پس روے
بمن آورد و گفت از بامداد تا اکنوں پیش من قرآن میخوانند کہ قطرۂ آب از
چشم من نمی آمد و مرا حالتے نبود بہ یک بیت (عجمی) کہ بشنودم چنیں حالتے پدید
آمد کہ طوفاں از چشم من ریختن گرفت مرداں راست میگویند کہ او زندیق است
واز حضرت خطاب راست می آید کہ او از راندگاں است کسیکہ از بیتے چنیں شود
واز قرآن بر جاے فسردہ بماند راندہ بود۔ ابراہیم گفت کہ من متحیر بماندم در کار
او و اعتقاد من سستی گرفت ترسیدم و برخاستم و بہ بادیہ در آمدم اتفاقاً با خضر
افتادم فرمود کہ یوسف حسین زخم خوردۂ حق است ولے جاے او علیین است کہ
در راہ حق قدم چناں باید زد کہ اگر دست رد بہ پیشانی تو نہند ہنوز جاے تو
اعلیٰ علیین بود کہ ہر کہ دریں راہ از بادشاہی بیفتد از وزارت نیفتد"

صفحہ ۱۱۰ فقرہ ۱۸۴

"حکایت سلطان ابراہیم ادہم شنیدہ قدس اللہ روحہ"

در رسالہ قشیریہ امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ روایت کردہ
کہ حضرت سلطان ابراہیم ادہم کہ بادشاہ بلخ بود روزے برائے شکار بیروں
رفت و اسپ را در پے ثعلبے یا ارنبے انداخت کہ ناگاہ ہاتفے آواز داد یا
ابراہیم ایا برائے ہمیں کار پیدا کردہ شدہ و برائے ہمیں کار امر کردہ شدہ پس ہمچنیں
از قربوس زین اسپ او آواز آمد کہ واللہ برائے ایں کار پیدا کردہ نہ شدہ

درحال او متنبہ شد از پشت اسپ فرود آمد و لباس خود را بہ شبانے کہ آنجا گوسفنداں او می چرانید داد و لباس او خود پوشید و اسپ خود را و ہر چیز یکہ با خود داشت نیز بہ شباں داد و راہ بادیہ گرفت و بعد چندے بمکہ رفت و در صحبت امام سفیان ثوری و خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہما درآمد۔

(۷) صفحہ ۱۳۸ فقرہ ۲۵۸

"حکایت لیلی و شکستن کاسۂ مجنوں شنیدہ باشی"۔

"آوردہ اند کہ چند نفر گدایاں بر در لیلی آمدند ملازمان لیلی کاسہ ہائے آنہا پیش او بردند دراں میاں کاسۂ مجنوں ہم بود لیلی ہمہ کاسہ ہا را پر کرد و کاسۂ مجنوں را شناختہ بہ شکست۔ مرداں مجنوں را خبر کردند بمجرد شنیدن مجنوں را ذوقے درگرفت و برقص درآمد۔

(۸) صفحہ ۱۳۱ - فقرہ ۲۴۸

"حکایت کلیب و اصحاب جنید رحمۃ اللہ علیہ شنیدہ باشی"

"چنیں گویند کلیب مجذوم شد از شہر بیروں آمد در بادیہ افتاد و شبے اصحاب جنید رفتند بر گرد او بایستادند و گوش باستعداد داشتند کہ دریں حالت زلیا بلا او با خدا چہ میگوید و چہ می نالد شنیدند کہ می گوید یا ربا سہی کلیب و بکی مجذ و مرود سہی ہذا فاقہ ایں جبرئیل و من المبارزت ۔ خدایا من نام من کنگے و تن من از جذام مسکینہ اند و خوردن من بعد چند روز بفاقہ کجا است جبرئیل دریں میدان بلا و محنت معلوم شود کہ مبارز کیست او یا من ۔" منقول

از ترجمہ آداب المریدین)

(۹) صفحہ ۱۶۶ فقرہ ۳۰۶

''حکایت آدم و نزدیک موت او شنیدہ باشی''

منقول از بعضے تفاسیر و قصص الانبیاء تالیف شیخ عبد الواحد بن محمد المفتی رحمۃ اللہ علیہما۔

''منقول است کہ در وقت عرض اولاد نظر آدم علیہ السلام درمیان اصحاب الیمین بریک فرزند سعادتمند افتاد کہ میاں مردم نورانی بود و بصورت و سیرت بے نظیر و دلپذیر میمون و با وجود اینہمہ ناز و اعزاز میگریست دل آدم علیہ السلام بر و بدیدن گریان آں فرزند چوں سپند بسوخت و کیفیت احوال او از جبرئیل علیہ السلام سوال نمود او گفت یکے از پیغامبراں اولاد تست کہ نام او داؤد خواہد بود گفت موجب گریۂ او چیست گفت بجہت زلتے کہ مدت چہل سالش بگریانند گفت عمرش چہ مقدار باشد گفت شصت سال گفت عمر من چہ باشد گفت ہزار سال گفت از جملہ ہزار سال چہل سال باو بخشیدم بعد ازاں بوے دعا آورد گفت یارب عمر من چہل سال بردار و بہ داؤد ازرانی دار دعاے او بہ محل اجابت رسید حکم گردید کہ عمر داؤد صد سال باشد بعد از گذشتن مدت نہصد و شصت سال از عمر آدم ملک الموت بہ قبض روح آدم آمد وے گفت مرا وعدہ اجل بعد ہزار سال مقرر شدہ ہنوز چہل سال باقیست ملک الموت واقعہ داؤد درمیان آورد آدم از دوستی جاں رجوع از ہبہ جایز نپنداشت ملک الموت بہ تفصیل ایں قصہ را بعرض حق تعالیٰ رسانید بکرم خود عمر آدم ہزار سال تمام عطا فرمود و عمر داؤد بہ صد سال رسانید''

(۹) صفحہ ۱۶۸ فقرہ ۳۰۷

"حکایت شیخ لقمان سرخسی پرندہ با ایں سخن نسبتے تمام دارد و بارہا گفتہ ام"

حضرت خواجہ بندہ نواز علیہ الرحمہ ایں حکایت را در بعضے از تصانیف خود آوردہ اند۔ اینجا از نفحات الانس مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نقل کردہ میشود۔

"وے (شیخ لقمان سرخسی قدس سرہ العزیز) در ابتدا مجاہدہ بسیار داشت و معاملہ باحتیاط۔ ناگاہ کشفے افتادش کہ عقلش برفت گفتند لقمان آں چہ بود ایں چیست گفت ہر چند بندگی بیش کردم بیش می بایست درماندم گفتم الٰہی بادشاہاں راچوں بندہ پیر شود آزادش میکنند تو پادشاہ عزیزی در بندگی تو پیر گشتم آزادم کن گفت ندائے شنیدم کہ گفتند اے لقمان آزادت کردیم نشان آزادی آں بود کہ از عقل تو برگیرم پس وے از عقلائے مجانین بودہ است و شیخ ابوسعید ابوالخیر بسیار گفتہ است کہ لقمان آزاد کردۂ خدا ایست"

(۱۱) صفحہ ۷۶ فقرہ ۳۱۵

"سخن بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ را شنیدہ باشی؟"

راقم ایں سطور بتحقیق نتواں گفت، کہ اشارہ حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ بہ جانب کدام سخن حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ است ولیکن حکایتے کہ مطابق مضمون ایں عبارت کتاب خاتمہ است امام ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمہ در رسالہ قشیریہ از شیخ خود استاد ابوعلی دقاق قدس سرہ روایت کردہ اند ایں است۔ وقتے بشر حافی در راہے میگذشت مردماں یکدیگرے گفت کہ ایں مرد (یعنی حضرت بشر حافی) تمام شب نمی خسپد و بعد از سہ روز افطار میکند۔ بشر حافی شنید و بگریست و گفت کہ یاد ندارم کہ

وقتے تمام شب بیدار بودہ ام و گاہے روزہ نداشتہ ام کہ بہ شب افطار نکردہ ام لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ بہ لطف و کرم خود در قلوب مرداں بیشتر ازاں می اندازد کہ بندہ از بندگان او بعمل می آرد و بعد ازاں حضرت بشر حافی گاہے در شب نخفت و ہمیشہ روزہ میداشت و بعد از سہ روز افطار میکرد و نیز در رسالہ قشیریہ آوردہ کہ وقتے بشر حافی علیہ الرحمہ بہ ملاقات معافی بن عمران رفت رحمۃ اللہ علیہ و در او زد از اندروں پرسیدہ شد کہ کیستی گفت بشر حافی دختر از اندرون خانہ گفت کاشکی اگر بہ دو دانگ نعلین میخریدی و می پوشیدی اسم حافی از تو دور میشد۔

(۱۲) صفحہ ۱۷۸ فقرہ ۳۱۷

"حکایت ابراہیم خواص رحمہ اللہ بریں شاہد است و عمر و بیکار کذلک۔"

در نفحات الانس آوردہ کہ عادت حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ ایں بود کہ ہر بار کہ او را ضرورت وضو شدے غسل کردے وقتے او را علت شکم پدید آمد ہر بار کہ فارغ گشتے غسل کردے ہمچنیں شصت و ہفتاد بار غسل کرد سرما سخت بود چوں بار ہفتادم در آب در آمد جان خود را بہ جان آفریں سپرد در سنہ احدی و تسعین[۲۹۱] و مائتین۔

(۱۳) صفحہ ۱۹۱ فقرہ ۳۴۱

"حکایت فاطمہ و احمد خضرویہ گویند۔ آں افسانہ ہم در آں شبہا تمام شدہ است من حکایت زنانہ خود میگویم۔"

از تذکرۃ الاولیا حضرت شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ۔

"........ احمد جامہ چوں لشکریاں پوشیدے و فاطمہ کہ عیال او بود

در طریقت آیتے بود و از دختران امرای بلخ بود توبہ کردہ بود کس بہ احمد فرستاد کہ
مرا از پدر بخواہ احمد اجابت نکرد دیگر بار کس بہ احمد فرستاد کہ من ترا مردانہ
ترازیں پنداشتم کہ راہ حق بینی راہبر باش نہ راہ بُر احمد کس فرستاد و اورا
از پدرش بخواست پدرش بحکم تبرک اورا بہ احمد داد و فاطمہ ترک شغل دنیا بگفت
و بحکم عزلت با احمد بیارامید تا احمد را قصد زیارت بایزید افتاد فاطمہ با او برفت
چوں پیش بایزید آمدند نقاب فاطمہ از رخ بر داشت و با بایزید گستاخ وار
سخن آمد احمد ازاں متغیر شد و غیرتے در دلش مستولی گشت گفت اے فاطمہ ایں چہ
گستاخی بود کہ با بایزید کردی فاطمہ گفت از آنکہ تو محرم طبیعت منی و او محرم طریقت
من از تو بہوا رسم و از و بخدائے و دلیل برایں سخن آنست کہ او از صحبت من
بے نیاز است و تو بمن محتاج و پیوستہ بایزید با فاطمہ گستاخ بودے تا روزے
بایزید را چشم بر دست فاطمہ افتاد کہ حنا بستہ بود گفت یا فاطمہ از برائے چہ
حنا بستہ گفت یا بایزید تا ایں غایت کہ تو دست و حنائے من ندیدہ بودی
مرا با تو انبساط بود اکنوں کہ ترا نظر بریں افتاد صحبت ما بر تو حرام شد و اگر کسے
را اینجا خیالے افتد پیش ازیں گفتہ ایم کہ بایزید گفت کہ از خدائے درخواست
کردم تا مونث زناں از من باز گیرد تا چناں شد کہ زناں را و دیوار را در چشم
من یکساں گردانیدہ است چوں کسے چنیں بود او از کجا زن بیند پس احمد و
فاطمہ از آنجا بہ نیشاپور آمدند و اہل نیشاپور را با احمد خوش بود چوں یحییٰ
بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ بہ نیشاپور آمد و قصد بلخ داشت احمد خواست کہ
او را دعوتے سازد با فاطمہ مشورت کرد گفت دعوت یحییٰ را چہ باید فاطمہ گفت

چندیں گاؤ و گوسفند و حوائج و شمع و عطر و با ایں ہمہ نیز بیست خربار تا بکشیم احمد گفت خربارے چہ معنی دارد گفت چوں کریمے بمہمان آید بابد کہ سگان محلت را نیز ازاں نصیبے بود ایں فاطمہ در فتوت چنیں بود تا لاجرم بایزید گفت کہ ہر کہ میخواہد کہ مردے را در لباس زناں بیند گو در فاطمہ نگرد۔"

فہرست مضامین کتاب خاتمہ

مضمون کتاب	صفحہ	فقرہ

مضمون کتاب	صفحہ	فقرہ

تمت

غلط نامہ کتاب خاتمہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۸	بلندواز	بلند پرواز	۸۰	۷	حز	حرز
۲	۱	شاید آنکہ	شاید تا آنکہ	۹۲	۱۶	اخذ	آخذ
۷	۱۲	خالت	حالت	۱۰۴	۱۱	ناشروعات	نامشروعات
۱۱	۱۰و۱۱	صلوات علیہ	صلوات اللہ علیہ	۱۰۵	۱	واحترار زکلی	واحتراز کلی
۲۱	۱۳	شومیتیے	شومیتے	۱۰۶	۳	یا پیرے	با پیرے
۲۲	۴	(۲۹)	(۳۹)	۱۱۲	۹	(۱۰۳)	(۲۰۳)
۲۴	۲	میارو	می آرد	۱۱۸	۹	بازاچۂ	بازارچۂ
۳۲	۱	درقص شود	در رقص شود	۱۲۱	۳	نقاقے	نفاقے
۳۲	۹	خوجا گرید	خوجا گوید	۱۲۲	در حاشیہ سطر اول	×	مرید راہر جا بدعوت نباید رفت
۳۳	۱۷	کسے راکہ از	کسیکہ از	۱۲۴	۱۳	ازمثن ایں	ازمثل ایں
۳۴	۱۸	بعد از گرفتگی	بعد از آب گرفتگی	۱۳۴	۶	اکسل	الکسل
۵۸	۱۹	تا تینی	تا نیئے	۱۴۱	۶	بحضور خداوند	بحضور خداوید
۶۹	۱۱	یا پیر	با پیر	۱۴۵	حاشیہ متعلق سطر ۱۳	سخن جنیں	سخن چنیں
۶۷	حاشیہ ۵	ذلت	زلت	۱۴۶	۲	ولافد	نہ لافد
۷۷	۷	ماشی	باشی	۱۴۶	حاشیہ متعلق سطر ۱۶	ہمجرد	بمجرد
۷۷	۱۰	بہاوالدین	بہاءالدین	۱۴۷	۱۷	کیرد برد	گیرد برد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۱	۱۹	اوجہانے	وجہانے	۱۸۱	۱	بیتے	بعتے
۱۵۹	۱۱	جہاں	جہال	۱۸۹	۱۳	سید تخم	سید تخم
۱۶۱	۱	خود طبیعت	خود بہ طبیعت	۱۸۹	۱۴	بیارد	بیارد
۱۶۵	۱۹	آن جہان	آن جہان بہتر	۱۹۰	۱۷	تانے	نانے
			ازیں جہاں	۱۹۴	۱۲	روجہہ	روجہ
۱۷۷	۲	گذارد	گدازد	۲۰۸	۱۹	نشخسپند	بنخسپند
۱۷۹	۴	خوددرہ	خوددررہ				

۶۸۶
بتقریب سلور جوبلی شاہ دکن
قائم ہوا
زندہ طلسمات فائن آرٹ لیتھو اینڈ پرنٹنگ برقی پریس
برادران ملک کو رنگین طباعت کیلئے اب باہر جانے کی ضرورت باقی نہیں رہی
حیدرآباد دکن میں رنگین طباعت کا پہلا پریس ہے
جو بالکل انگلش وضع قطع کے کیالنڈر - تصاویر - پوسٹر
طغرے - و اقسام کے لیبل وغیرہ طبع کرتا ہے
آپ بھی ایک مرتبہ کام لیکر
آزمائش کیجیے
مطبوعہ
زندہ طلسمات فائن آرٹ لیتھو اینڈ پرنٹنگ برقی پریس حیدرآباد دکن